آیئے!

قرضوں کی انکوائری شروع کریں

تیسری دنیا کے قرضوں کا آڈٹ
کرنے کے لئے ایک تربیتی کتابچہ

مترجم: عبدالخالق

CADTM-پاکستان

آیئے!
قرضوں کی انکوائری شروع کریں

تیسری دنیا کے قرضوں کا آڈٹ
کرنے کے لئے ایک تربیتی کتابچہ

مترجم: عبدالخالق
CADTM۔ پاکستان

نام کتاب:	آیئے! قرضوں کا آڈٹ شروع کریں
تاریخ اشاعت:	اکتوبر 2008ء
طابع:	شناخت پریس لاہور
پبلشر:	CADTM-پاکستان
لے آؤٹ:	سعید اختر ابراہیم
کمپوزنگ:	نوید احمد
قیمت:	10 روپے

فہرست

باب نمبر 1: تعارف

★ قرضوں کی اقسام
★ قرضوں کی کہانی
★ قرضوں کا آڈٹ کیوں ضروری ہے؟
★ عالمی مالیاتی نظام کی ناکامیاں
★ قرضوں کے سکینڈلز

باب نمبر 2: مسلسل سیاسی موبلائزیشن

★ سماجی تحریکوں کی اہمیت
★ ترقی پسند سیاسی قوتوں کے ساتھ اتحاد
★ میڈیا تک پہنچنے کی کوشش
★ جنوب کے ممالک کا کردار
★ شمال، جنوب عوامی لگانگت کی اہمیت
★ ایکواڈور کے ذمے ناروے کے قرضے بارے شہریوں کا آڈٹ
★ آئیں! عالمی مالیاتی اداروں کے آڈٹ کا مطالبہ کریں!

باب نمبر3: قرضوں کا آڈٹ کرنے کے بنیادی اصول

★ عام طریقہ کار
★ مخصوص سیاسی اور سماجی حالات کا جائزہ لینا
★ قرضوں پر شرح سود کا تجزیہ کرنے
★ پرائیویٹ قرضوں کا تجزیہ کرنے
★ قرضوں کے معاہدات پر دستخط کرنے والوں کی شناخت کرنا
اور معاہدوں کی مدت کا تعین کرنے
★ قرضوں کو بانڈز میں تبدیل کرنے کے عمل کا تجزیہ کرنا
★ سرکاری قرضوں کی نجکاری۔افریقہ ایک لیبارٹری
★ اندرونی قرضوں اور ریاستی مالیاتی پالیسوں کا ارتقاء
★ نجکاری میں شامل کمپنیوں کی فہرست بنانا
★ قرضوں کے معاہدات کا تجزیہ کرنا
★ قرضوں کے معاہدات میں شرائط کی نشاندہی کرنے
★ خط رضامندی اور کنٹری اسسٹنس سٹریٹیجی کا تجزیہ کرنے
★ قرضوں کے استعمال کا جائزہ لینا
★ ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیاں
★ پاکستان میں ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی کی کرپشن
★ جنوب کی طرف سے قرضوں کی منسوخی کی بات دلچسپی سے خالی کیوں؟
★ ایکواڈور میں قرضوں کا جنرل آڈٹ۔

باب نمبر4: قرضوں کا آڈٹ کرنے کا حق کس کو حاصل ہے؟

★ بیرونی قرضوں کی قانونی اور غیر قانونی حیثیت کا تعین کرنا
★ مقروض ملک کا حق تلافی
★ آڈٹ کا مطالبہ بطور بنیادی حق
★ معلومات تک رسائی کا انسانی حق
★ قرضوں کے آڈٹ کا دائرہ کار
★ کیس سٹڈی (پیراگرئے)
★ قرضوں پر لاگو ہونے والے قوانین کی نوعیت کا جائزہ لینا
★ خلاف قانون قرضے اور غیر قانونی قرضے میں فرق
★ قرضوں کے معاہدوں کے مختلف پہلوؤں پر قانونی سوالات اٹھانا
★ معاہدے کے اندر چھپی ''رضامندی میں کمی'' کا سراغ لگانا
★ معیوب (Odious) قرضہ کیا ہے؟
★ قرض دینے والے اداروں کے رویوں کا تجزیہ کرنا
★ کیس سٹڈی (کیمرون بمقابلہ جرمن کمپنی)
★ قرض لینے والے ممالک کی ذمہ داریوں کا تجزیہ کرنے
★ فوجداری انصاف سے رجوع کیلئے حالات وتناظر کا جائزہ لینا
★ ورلڈ بینک اپنے جرائم کی سزا سے مبرا کیوں؟

پیش لفظ

ایک طرف قرضوں کا عمل قرض دینے والے اداروں اور کریڈیٹرز کیلیئے سونے کی کان کی صورت اختیا کر چکا ہے اور دوسری طرف تیسری دنیا کے مقروض عوام کے لئے یہ لوہے کا شکنجہ بن چکا ہے۔ تاہم قرضوں کی کہانیاں بہت پیچیدہ اور مبہم ہیں جو کئی سوالات کو جنم دیتی ہیں۔ مثلاً قرضوں کی رقم کہاں خرچ ہوئی؟ کونسے حالات کے تحت قرضوں کے معاہدے کیئے گیئے؟ قرضوں کی رقم کا کتنا حصہ خرد برد ہوا؟ اور کس قرضے سے کونسے جرائم کیئے گیئے؟ قرضوں کا آڈٹ دراصل ایسے ہی سوالات کے جوابات کا متلاشی ہے۔

یہ کتابچہ قرضوں پر کام کرنے والی مختلف تنظیموں، تحریکوں اور گروپس کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے۔ جس میں خاص طور پر CADTM, CETIM امریکن ایسوایشن آف جیورسٹ اور ساؤتھ سنٹر نے مل کر کام کیا۔ اس کتابچے میں دیا گیا زیادہ تر مواد ان دو سیمینارز کی رپورٹس پر مبنی ہے جن میں دنیا بھر کے قرضوں کے ماہرین اور سرگرم کارکن جمع ہوئے تھے۔

سارا مواد CETIM نے اکٹھا کیا اور پہلی ریڈنگ کے لئے CADTM کے حوالے کیا۔ جسے بعد میں سیمینارز کی شرکاء تنظیموں کے سامنے رکھا گیا۔ جس میں EURODAD، جوبلی ساؤتھ، Emmaus International، اٹیک یوراگائے، GOTMEC شامل ہیں۔ ان تنظیموں نے اس مینوئل کے مواد کو پڑھنے کے بعد منظور کیا۔ اس منیوئل کی تیاری میں بنیادی ٹیکسٹ مہیا کرنے اور اسے غلطیوں سے پاک رکھنے میں دنیا کے بہترین قرضوں کے ماہرین نے اپنی آراء دی ہیں۔ ان معروف ناموں میں گیل ہرلے، لڈی نسپل، برنارڈ بریٹوسا اور لارا راموس شامل ہیں۔

اس کتابچے کو اردو میں شائع کرنے کا مقصد پاکستان میں قرضوں کی سیاست کے بارے آگاہی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان سماجی تحریکوں، تنظیموں اور گروپس کی حوصلہ افزائی کرنا بھی ہے جو قرضوں کے مسئلے کو انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھتے ہوئے ان کے منفی اثرات کے خلاف آواز بلند کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ ارکان پارلیمنٹ اور سیاسی زعماء تک بھی یہ آواز پہنچانا مقصود ہے کہ وہ قرضوں کے عمل کی نگرانی کرتے ہوئے ان کے بہترین استعمال کی ضمانت فراہم کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اب تک کیلیئے لئے گیئے قرضوں کا غیر جانبدارانہ آڈٹ کروانے کیلیئے قانون ساز اداروں میں بات اٹھائیں۔ تاکہ پاکستان کے بڑھتے ہوئے بیرونی اور اندرونی قرضوں کی کہانی عوام تک پہنچے۔

قارئین! اس وقت پاکستان کے بیرونی قرضوں کا حجم 45 ارب ڈالر ہو چکا ہے۔ جبکہ اندرونی قرضوں کا حجم تقریباً 42 ارب ڈالر ہے۔ اگر ہم ماضی میں قرضوں کے حجم کو سامنے رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ قرضے مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ اور اس کی تعداد میں پچھلے 8 سالوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ اکتوبر 1999ء میں پاکستان پر بیرونی قرضوں کا بوجھ 23 ارب ڈالر تھا۔ لیکن جنرل مشرف کے آمرانہ دور میں بیرونی قرضوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ باوجود اس حقیقت کے ان آٹھ سالوں میں 355 ارب روپے کے ریاستی اثاثہ جات فروخت کیئے گئے اور یہی کہا گیا کہ نجکاری کے عمل سے بیرونی قرضے اتاریں جائیں گے۔ مگر اس کے برعکس قرضے بڑھتے چلے گئے۔ اس کی بنیادی وجہ قرضوں کے غلط استعمال کے ساتھ ساتھ نامعقول معاشی پالیسیاں اور پرائیویٹ افراد کی طرف سے قرضوں کا ہڑپ کر جانا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں قرضوں کے آڈٹ کا مقصد محض اکاؤنٹس بک کو چیک کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ان تمام وجوہات کا جائزہ لینا ہے جو ہمارے ملک کے قرضوں میں دھنستے چلے جانے کی بنیاد ہیں۔ اُمید ہے یہ چھوٹی سی کاوش اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گی۔

خیراندیش

عبدالخالق

CADTM۔ پاکستان

باب نمبر 1

تعارف

قرض وہ وعدہ ہے جو قرض لینے والا قرض دینے والے سے کرتا ہے۔ اصولی طور پر اس سے مراد وہ شخص، ادارہ یا ملک ہے جو اپنی آزادانہ مرضی سے کسی دوسرے شخص، ادارے یا ملک سے قرض لینے کا معاہدہ کرتا ہے اور اُس سے فائدہ اٹھاتا ہے اس تعریف سے محسوس ہوتا ہے کہ گویا قرض ایک پرائیویٹ مسئلہ ہے۔ لیکن موجود عالمی مالیاتی نظام کی سطح پر کسی ملک کے ذمہ واجب الادا قرضے کو محض اس ملک کا پرائیویٹ مسئلہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ قرضے کا ایک سیاسی پہلو بھی ہوتا ہے جو لوگوں اور معاشروں پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ شمال کے اکثر ممالک پر قرضوں کا بوجھ اس قدر بڑھ چکا ہے کہ ان کے لئے قرضوں اور ان پر سود کی قسطوں کی ادائیگی ناقابل برداشت ہو چکی ہے۔ ان ممالک کے ہاں بیرونی قرضوں کی ادائیگی کے لئے درکار ذرائع میں تیزی سے کمی واقع ہو رہی ہے جس کی وجہ سے ان ممالک کے ہاں ترقی رُک گئی ہے۔ لہٰذا تیسری دنیا کے قرضوں کی تاریخ کو سرمایہ داری نظام کے بحران، بُری ترقی، دولت کی غیر مساویانہ تقسیم (جس کی وجہ سے اس دنیا کی آدھی آبادی صرف دو ڈالر روزانہ پر زندگی گزارنے پر مجبور ہے) اور اس دباؤ کے نظام کے تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے جو ہر ملک کے اندر پیدا ہو چکا ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم قرضوں کی اقسام کے بارے میں مندرجہ ذیل چارٹ کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کریں۔

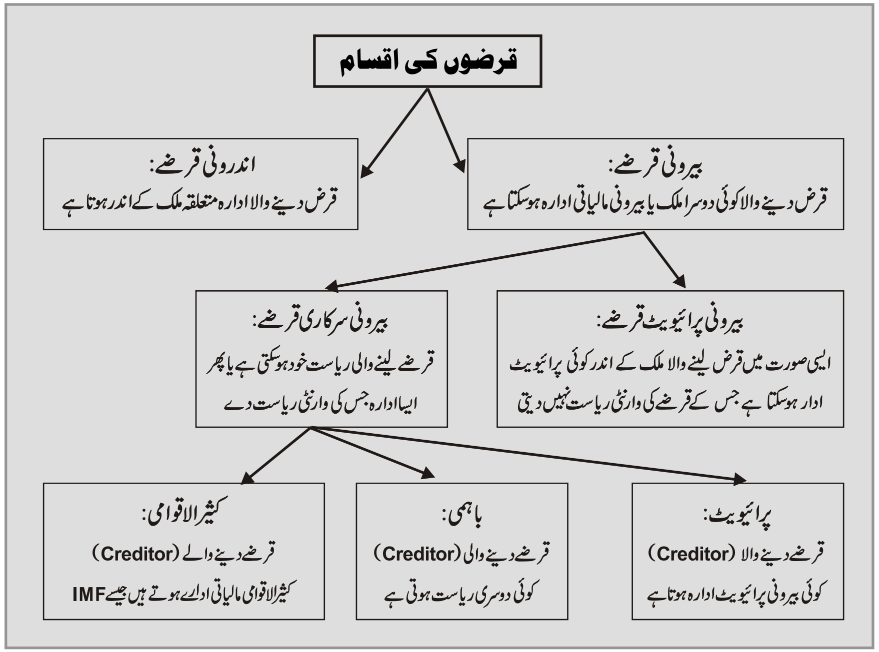

دنیا بھر کے ترقی پذیر ممالک کے ذمے ایک تہائی قرضے وہ ہیں جو قرض خواہ (Creditor) ریاستوں اور عالمی مالیاتی اداروں کے ہیں جبکہ دو تہائی قرضے پرائیویٹ قرض خواہوں (Creditors) کے ہیں۔ یعنی کمرشل بینکر، انشورنس کمپنیز، پنشن فنڈز اور ایسے ادارے جو سٹاک مارکیٹز میں سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ لیکن یہ تقسیم مختلف ممالک کیلئے مختلف ہے۔ عام طور پر وہ ممالک جن کے پاس خام مال ہے یا وہ صنعتی ترقی کی ایک خاص سطح تک پہنچ گئے ہیں، اُن کے ذمے زیادہ تر قرضے پرائیویٹ نوعیت کے ہیں۔ ایسے ممالک میں برازیل، ارجنٹائن، ملائیشیاء، ترکی اور سلواکیہ جیسے ممالک شامل ہیں۔ لیکن زیادہ تر غریب ممالک جن کے پاس سٹریٹجک معدنی وسائل بھی نہیں ان کے قرضوں کی نوعیت کثیر الاقوامی یا ریاستی ہے۔ یعنی وہ پرائیویٹ اداروں کی بجائے عالمی مالیاتی اداروں اور دوسری ریاستوں کے مقروض ہیں اور اس طرح ان غریب ممالک کی قومی حکومتیں ان مالیاتی اداروں اور ریاستوں کے مکمل کنٹرول میں ہیں۔ آپ اس حقیقت سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کئی چھوٹے ممالک جن میں برکینا فاسو، برونڈی، روانڈا، چاڈ، گیمبیا، نیپال اور ہیٹی کے 80 فیصد قرضے عالمی مالیاتی اداروں کے ہیں جبکہ کیمرون، کانگو، گیبون، اُردن، نکاراگوا اور سری لنکا جیسے ممالک کے قرضے باہمی نوعیت کے ہیں۔ یعنی یہ ریاستیں دوسری ریاستوں کی مقروض ہیں اور زیادہ تر قرض خواہ ریاستیں سابقہ نوآبادیاتی ریاستیں ہیں۔

جہاں تک سرکاری رعایتی قرضوں کا تعلق تو وہ ترقیاتی امداد کے طور پر دیئے جاتے ہیں اور وہ لمبی مدت کے لئے ہوتے ہیں یعنی 15 سال یا اس سے زیادہ اور ایسے قرضوں پر سود بھی مارکیٹ ریٹ سے عام طور پر کم ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس پرائیویٹ قرضے چھوٹی مدت کے لئے ہوتے ہیں۔ یعنی چند سال یا پھر چند ماہ کیلئے اور ایسے قرضوں پر شرح سود بھی مارکیٹ شرح کے مطابق ہوتی ہے اور اس شرح میں اتار چڑھاؤ بھی لندن اور نیویارک کی مالیاتی مارکیٹوں کے مطابق ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ شمال کے کئی ممالک بانڈز جاری کر کے بھی فنانس کا بندوبست کرتے ہیں، ان بانڈز کی گارنٹی اور مدت مختلف ہوسکتی ہے اور اکثر ان پر پُرکشش کمیشن بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ ان بانڈز پر مارکیٹ شرح سود مقرر کرتے وقت Country Risk کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ کسی ملک میں سرمایہ کاری کرتے وقت وہاں ممکنہ خطرات کا ایک محتاط اندازہ لگایا جاتا ہے۔ Country Risk کا تجزیہ کرنے کیلئے پرائیویٹ مشاورت کار ہوتے ہیں۔ جو متعلقہ ملک کی معاشی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اندازہ لگاتے کہ کیا یہ ملک قرضے واپس کرنے کی پوزیشن میں ہے۔ اس کے علاوہ ایسے ملک کی دیگر کسی خوبی کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ ان جاری کردہ بانڈز کی ایک مارکیٹ بھی ہوتی ہے جہاں ان کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور سٹے باز عوام کے خرچے پر خوب منافع بھی کماتے ہیں۔

قرضے کی کہانی

تیسری دنیا میں ''بیرونی قرضوں'' کا بحران پچھلے 20 سال سے زیر بحث ہے اور عالمی طاقتیں دعویٰ کرتی آرہی ہیں کہ وہ اس بحران کا حل چاہتی ہیں اور گاہے بگاہے سرکاری سطح پر کچھ شروع ہوتا اور پھر بات ختم ہو جاتی ہے اور نتیجتاً صورت حال یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک کے قرضے ہیں کہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ 1970ء میں بیرونی قرضوں کی عالمی مقدار

70 ارب ڈالر تھی جو 1980ء سے بڑھ کر 540 ارب ڈالر ہوگئی اور 2006ء ان قرضوں کی مقدار بڑھ کر 2800 ارب ڈالر ہو چکی ہے۔ اس طرح پچھلے 35 سال میں ترقی پذیر ممالک پر بیرونی قرضوں کا بوجھ 40 گناہ بڑھ چکا ہے اور آج اس حقیقت پر سب متفق ہیں کہ بحران کا تعلق Liquidity یا دیوالیہ پن سے نہیں جیسا کہ شروع شروع میں عام طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ بلکہ اس بحران کی بنیاد قرضے کی سائنس اور ڈھانچے میں موجود ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں، غریب ممالک کی حکومتوں کے بعض غلط فیصلے اور کرپشن کے عمل نے بھی اس بحران میں حصہ ڈالا ہے مگر بیرونی قرضوں کے بحران کی بڑی وجوہات میں تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، بین الاقوامی تجارت کی شرائط میں تنزل یعنی آزاد تجارت، نئے عالمی معاشی آرڈر کی ناکامی، ملٹی نیشنل کمپنیوں کی لوٹ مار اور شرح سود میں اضافہ شامل ہیں۔

تیسری دنیا کے ممالک کے ذمے بیرونی قرضوں کی کہانی

سال	قرضے کا حجم	ریفرنس کے سال سے شرح بڑھوتری					
	(بلین ڈالر میں)	1970	1980	1990	1995	2000	2005
1970	70						
1980	540	7.70					
1990	1340	19.14	2.48				
1995	1970	28.14	3.64	1.47			
2000	2280	32.58	4.22	1.70	1.57		
2005	2800	40.00	5.18	2.08	1.42	1.23	

ذرائع اعداد وشمار: CADTM اور CETIM

اگر تیسری دنیا میں رہنے والے مقروض نفوس کی تعداد کے حوالے سے ان کے بیرونی قرضوں کے حجم کا امریکہ کے بیرونی قرضوں کے حجم سے موازانہ کریں تو بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ امریکی عوام کی نسبت تیسری دنیا کے عوام کم مقروض ہیں۔ امریکہ کی 290 ملین عوام پر کل بیرونی قرضہ 3400 بلین ڈالر ہے (''خوش قسمت'' ملک ہے کہ اپنی ہی کرنسی میں قرض لیتا ہے) جبکہ دوسری طرف تیسری دنیا کے پانچ ارب افراد پر 2800 ارب ڈالر قرضہ ہے۔ آبادی کے تناسب سے یہ شرح 21:1 کی بنتی ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امریکہ پر بیرونی قرضے کا حجم زیادہ ہے لہٰذا وہ ایک مظلوم ملک ہے۔ بلکہ ہمیں بیرونی قرضوں کا تجزیہ کرتے وقت دیکھنا ہوگا کہ کسی ملک کی معاشی صحت کیسی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں اُس پر قرضوں کا بوجھ کتنا ہے اور قرضہ اتارنے کیلئے یہ ممالک اپنے عوام کو کن کن سہولتوں اور کیسے حقوق سے محروم رکھنے پر مجبور ہیں۔ اُن کے قدرتی وسائل کی لوٹ مار کیسے ہو رہی ہے؟ اور قرض خواہ ممالک اور اداروں کی طرف سے ان غریب ممالک کی معیشت پر کیسی کیسی عوام دشمن پابندیاں لگائی گئی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ان ممالک کی حاکمیت تقریباً ختم ہو چکی ہوتی ہے۔

قرضہ بطور شکنجہ

1960 اور 1970ء کی دہائیوں میں شمال کے غریب ممالک کو جب عالمی قرضے دیئے گئے تو دعویٰ کیا گیا کہ ان ممالک میں تیز رفتار ترقی کیلئے قرضے نہایت ضروری ہیں، کیونکہ ان ممالک کے پاس باقی سب کچھ ہے یعنی قدرتی وسائل اور افرادی قوت بے پناہ ہے اور اگر انہیں قرضہ اور ٹیکنالوجی دی جائے تو وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے برآمدات میں اضافہ کر سکیں گے اور اس طرح چند ہی سالوں میں یہ ممالک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے نظر آئیں گے۔ اور اس طرح پوری دنیا میں خوشحالی راج کرے گی۔

لہٰذا سرمایہ دار ممالک اور مالیاتی اداروں نے شمال کے ممالک سے وسیع پیمانے پر قرضوں کے معاہدات کیے۔ بڑے پیمانے پر گھپلے ہوئے۔ قومی تفاخر کو چمکانے کیلئے شمال کے کئی غریب ممالک میں بے مقصد منصوبے شروع کیے گئے اور قرضوں کی رقم سے اسلحہ خریدا گیا۔ ان غریب ممالک کو قرضہ دینے کے بعد ڈونر (قرضہ دینے والا) ممالک سے ہی چیزیں خریدنے پر مجبور کیا گیا۔ یعنی قرضوں کی رقم عوام کی بہبود پر خرچ ہونے کی بجائے فضول منصوبوں پر ضائع ہوئی یا پھر کسی نہ کسی بہانے ڈونر ممالک کے پاس واپس پہنچ گئی۔ اس طرح ان ممالک میں بیرونی قرضوں سے ترقی تو کیا ہونا تھی۔ الٹا ان کی معیشت بھیکمزور ہونا شروع ہوگئی۔ 1980ء کی دہائی میں جب قرضوں کا بحران پیدا ہونا شروع ہوا تو عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) نے شمال کے قرضے تلے دبے ممالک کی معیشتوں اور مختلف وسائل کو کنٹرول میں لینا شروع کر دیا تا کہ واجب الادا قرضوں کی ادائیگی کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان ممالک کو نئے قرضے بھی دیئے گئے تا کہ وہ پرانے قرضے اور اُن پر سود ادا کر سکیں۔ گزرتے وقت کے ساتھ ثابت ہوگیا یہ قرضے ترقی کی رفتار کو بڑھانے کی بجائے ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں اور کرہ اَرض پر موجود شمال کے غریب ممالک کے اربوں انسانوں کے حالات کو مشکل اور مستقبل کو مخدوش کر رہے ہیں۔

آئی، ایم، ایف کے حکم پر قرضوں پر ادائیگیوں کو یقینی بنانے کیلئے شمال کے ممالک نے اپنی معیشتوں کو از سر نو استوار کیا جسے سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ کہا جاتا ہے۔ جن کے نتیجے میں صحت، تعلیم، ہاوسنگ اور دیگر سماجی خدمات کے شعبوں کیلئے مختص بجٹ کو کافی حد تک کم کر دیا گیا۔ قومی کرنسی کی قدر میں کمی کر دی اور ڈالر کے تابع کر دیا۔ قومی اثاثوں کی نجکاری شروع کر دی اور سرمایے کی بین الاقوامی حرکت پر پابندیوں کے بارے ضوابط ختم کر دیئے اور اپنی مقامی منڈیوں کو قربان کر دیا۔ ان ممالک کو مجبور کیا گیا کہ اپنی پوری معیشت کو برآمدی معیشت بنائیں تا کہ قرضوں پر اقساط کی ادائیگی کو یقینی بنایا جا سکے۔ ان سٹرکچرل ایڈجسمنٹ پالیسیوں کے نتیجے میں شمال کے ممالک کی معیشتوں پر عالمی مالیاتی اداروں اور سرمایہ دار ریاستوں کی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے اور مقروض ممالک کے عوام کا معیار زندگی تیزی سے گرتا ہوا نیچے آ گیا ہے۔

قرض بطور سونے کی کان

شمال کے ممالک پر بیرونی قرضوں کا بوجھ مسلسل بڑھتا جا رہا ہے اور اُن کے معاشی، سماجی اور معاشرتی مسائل میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جبکہ قرضہ دینے والے ممالک اور مالیاتی اداروں کیلئے ایسا نہیں۔ قرضوں کی اصل رقم اور ان پر بے پناہ سود

کی وصولی کا عمل کسی سونے کی کان سے کم نہیں۔ اور سونے کی یہ کان ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔ کیونکہ جب تک قرضے ختم نہیں ہونگے۔ سونے کی یہ کان کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ Unctad (http://stats.unctad.org) کے اعداد و شمار کے مطابق 1980ء سے لیکر 2005ء تک شمال کے ممالک بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی مد میں مختلف عالمی مالیاتی اداروں اور ریاستوں کی 5800 ارب ڈالر ادا کر چکے ہیں۔ یہ رقم جنگ عظیم دوئم کے بعد قائم ہونے والے مشہور مارشل پلان کیلئے مختص کردہ رقم سے 60 گناہ زیادہ ہے۔ 2004ء میں قرضوں کی کل ادائیگی 450 ارب امریکی ڈالر سے زیادہ تھی لیکن شمال کے ممالک کو اس سال دی جانے والی کل ترقیاتی امداد 79 ارب تھی۔ اس طرح قرضوں پر رقم کا Net Flow شمال سے جنوب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یعنی شمال قرضوں کی ادائیگی اور سود کی ادائیگی کی صورت میں ہر سال جو رقم ادا کر رہا ہے وہ جنوب کی طرف سے ملنے والے قرضوں کی مقدار سے کہیں زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود شمال کے ممالک پر قرضے کا حجم کم نہیں ہو رہا بلکہ مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔

قرضہ بلیک میلنگ اور دباؤ کے آلہ کار کے طور پر

بڑے بینکرز، ملٹی نیشنل کمپنیوں اور سرمایہ دار سامراجی ریاستوں (جو اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے جنگ بھی کرتی ہیں) کیلئے تیسری دنیا میں پیدا ہونے والا قرضوں کا بحران اپنے ساتھ ایسے مواقع لایا ہے جنہیں استعمال کرتے ہوئے یہ طاقتیں شمال کے ممالک پر اپنے تسلط کو مزید مضبوط کر لیں گیں۔ قرضے کو ماضی میں بھی غریب ممالک کو نو آبادیوں میں تبدیل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا اور اب پھر اسی ہتھیار کو دوبارہ کالونیز کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ طاقتور ممالک اپنے تسلط کا قائم رکھنے کیلئے بغیر ہچکچاہٹ کے دو مؤثر ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ یعنی ورلڈ بینک اور آئی، ایم، ایف

ان دونوں مالیاتی اداروں کی کہانی سب کو معلوم ہے۔ پہلے انہوں نے شمال کے ممالک کی حوصلہ افزائی کی کہ زیادہ سے زیادہ قرضے حاصل کریں اور جب ان ممالک کی معیشتیں ان قرضوں کی وجہ سے ترقی کرنے کی بجائے کمزور ہونا شروع ہو گئیں اور قرضوں کا بحران پیدا ہو گیا۔ تو ان اداروں نے تیسری دنیا کے ممالک کی معیشت پر تسلط جما لیا اور اصولی طور پر ان کی حاکمیت اعلیٰ کو اپنے کنٹرول میں کر لیا۔ سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام جیسے واشنگٹن اتفاق رائے بھی کہتے ہیں کو ہر ملک میں لاگو کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے شمال کے ممالک کو اپنی مقامی مارکیٹوں کو کھولنا پڑا۔ وسیع پیمانے پر نجکاری کرنا پڑی، بے لگام غیر ملکی سرمایہ کاری اور ٹیکس فری منافع کی بیرون ملک اڑان کی اجازت دینا پڑی۔ جس کے نتیجے میں ان ممالک میں غربت مقامی معیشتوں کی تباہی وسائل اور ماحولیات کو بے پناہ خطرات لاحق ہوئے اور بڑی حد تک ان ممالک کی حاکمیت اعلیٰ کمزور ہو گئی۔

اس کے بعد ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے سٹیم رولر نے بڑی احتیاط سے نئی گراؤنڈ تیار کرتے ہوئے 1995ء میں عالمی تنظیم برائے تجارت (ڈبلیو ٹی او) کا آغاز کر دیا۔ شمال کے ممالک پر یہ ایک نیا معاشی حملہ تھا۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اُمنگوں کے مطابق عالمگیریت (گلوبلائزیشن) کے عمل کو پروان چڑھانا تھا۔ ابھی تک یہ تنظیم پوری طرح اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی جس کی بڑی وجہ دنیا بھر کی مزاحمتی اور سماجی تحریکوں کا اکٹھے ہو کر اس کے خلاف کام کرنا ہے۔

کسی بھی دوسرے میکانزم کے مقابلے میں قرضہ وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے مالیاتی طاقتوں نے اپنے آپ کو زیادہ مضبوط کیا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق عالمی تجارت کے وہ اصول نافذ کئے ہیں جو ان کے لئے زیادہ سودمند ہیں۔

قرضہ اور اخبارات

گاہے بگاہے اخبارات قرضوں کے بارے اعداد وشمار شائع کرتے رہتے ہیں اور ان اعداد وشمار میں ایک حقیقت مشترک ہوتی ہے کہ وہ بہت خوف زدہ کردینے والے ہوتے ہیں۔ ان اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں فلاں ملک کا قرضہ ایک سال میں اس ملک کی مجموعی قومی پیداوار سے بھی کئی گنا زیادہ بڑھ چکا ہے اور یہ کہ اسے ادا کرنے کے لئے اگلے کئی سالوں تک برآمدات کو مسلسل بڑھانا پڑے گا۔ لیکن عام طور پر اعداد وشمار یہ وضاحت نہیں کرتے کہ یہ قرضے کس مقصد کیلئے لئے گئے تھے البتہ یہ بات صحیح ہے کہ اخبارات میں شائع ہونے والے بعض مضامین قرضوں کی مختلف اقسام کی وضاحت بھی کرتے ہیں کہ فلاں فلاں قرضہ بیرونی ہے، باہمی سرکاری قرضہ ہے، بیرونی پرائیویٹ قرضہ ہے یا عالمی مالیاتی اداروں کا قرضہ ہے وغیرہ وغیرہ اور اسی طرح یہ کہ یہ قرضے کس ادارے نے دیئے تھے یعنی لندن کلب، پیرس کلب یا جی 8 وغیرہ نے۔

لیکن اس سے بڑھ کر ان اعداد وشمار میں اور بھی بہت کچھ چھپا ہوتا ہے جیسے ان قرضوں کی ریکوری کا طریقہ کار، وارنٹی، ری شیڈولنگ (جزوی اور مشروط) گھپلے، رشوت ستانی اور کاغذی رجسٹریشن ایسے فنڈز جو سورج کی روشنی دیکھے بغیر اپنا نام بدلتے رہتے ہیں۔ ان اعداد وشمار کا پوسٹ مارٹم کرنا واقعتاً ایک مشکل کام ہے۔ صرف چند ایک کتابیں ہیں جو ان پر روشنی ڈالتی ہیں۔ کچھ جدوجہد سے بھرپور تحریکیں ہیں۔ کچھ پارلیمانی انکوائریز یا پھر کچھ محنتی وکلاء کی کاوشیں ہیں جو کبھی کبھار جبر اور سامراجی تسلط کے گھناؤنے چہرے پر پڑے پردے کا کوئی کونہ اٹھانے میں کامیاب ہوجاتی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ان چھوٹے چھوٹے انکشافات سے کیا سیکھتے ہیں۔

مثال کے طور پر ہم جان پاتے ہیں کہ جمہوریہ کانگو (جس کا پہلا نام Zaire تھا) ابھی تک Mobutu آمریت کی طرف سے حاصل شدہ قرضوں میں گھپلوں کے نیچے سسک رہا ہے اور یہ کہ 1960ء میں بلجیئم سے آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ بیرونی قرضے بھی کانگو کے کھاتے میں پڑ گئے۔ تو دراصل بلجیئم نے کانگو کے نام پر حاصل کئے تھے۔

قرضوں پر کام کرنے والے ایک کارکن کی ریسرچ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ کس طرح ورلڈ بینک کی مدد سے شروع کئے گئے ڈیم کے ایک پراجیکٹ کے مقامی آبادیوں پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔ بے شمار لوگ بے گھر ہوگئے۔ ہزاروں ایکڑ اراضی تباہ ہوگئی اور کس طرح مقامی لوگوں نے اس ڈیم کی تعمیر کے خلاف جدوجہد کی اور آخر نتیجہ یہ نکلا کہ اس ڈیم سے بجلی بالکل بھی پیدا نہ کی جاسکی اور پراجیکٹ پر خرچ کیا گیا تمام پیسہ ضائع ہوگیا۔ ایک دیگر ریسرچ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کس طرح حاصل کئے گئے قرضوں سے روانڈا میں نسل کشی کی گئی۔ جس پر قرضے دینے والے کسی بینک یا عالمی مالیاتی ادارے نے انگلی تک نہیں اٹھائی۔ اس کے علاوہ ایک سماجی تحریک کی ریسرچ ہمیں جنوبی افریقہ کے معیوب قرضوں (Oduios Debt) کی کہانی بتاتی ہے جسے ختم کرنے کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ اسی طرح برازیل میں کچھ تحقیقی ادارے اور ٹریڈ یونینز قرضوں کی مسلط کردہ تباہیوں سے پردہ اٹھانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جس سے ہمیں قرضوں کی زنجیر، تسلسل اور دوسرے

ناموں سے نئے قرضوں کا اجراء جیسے حقائق کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہ تمام حقائق مل کر قرضوں کی کہانی کی گھناؤنی تصویر کشی کرتے ہیں۔ حاصل بحث یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک حاصل کئے گئے قرضوں کو سود سمیت اصل زر سے کئی گنا زیادہ ادا کرچکے ہیں۔ مگر قرض خواہ ملکوں اور اداروں کے کھاتے ابھی بھی یہ بتارہے ہیں کہ بہت سا قرضہ اور سود باقی ہے جو ان غریب ممالک کو چکانا ہے۔

قرضوں کا آڈٹ کیوں ضروری ہے؟

یہی وجہ ہے کہ تیسری دنیا کے غریب ممالک کے ذمے واجب الادا تمام بیرونی قرضوں کا آڈٹ نہایت ضروری ہے اور آپ کے ہاتھ میں موجود یہ چھوٹی سی کتاب اس کام کے لئے نہایت مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ ایسے آڈٹ کیلئے پہلا اور بنیادی کام یہ ہونا چاہیے کہ قرضوں کے ماضی کی بھرپور وضاحت کرنے کے بعد قرضوں کے بچھے ہوئے جال کے ایک ایک دھاگے کو الگ کرکے واقعات اور حقائق کا تسلسل دوبارہ سے جوڑا جائے تاکہ تیسری دنیا کے غریب ممالک کے معاشی مسائل کا صحیح اور سچا اندازہ ہوسکے۔ آڈٹ کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ قرضوں کی رقم کے ساتھ کیا ہوا، کن حالات کے تحت قرضے کا کوئی خاص معاہدہ کیا گیا؟ شرح سود کیا ہے؟ اور کتنا سود ادا کیا جاچکا ہے؟ اصل قرضہ کتنا واپس ہوچکا ہے اور کتنا باقی رہتا ہے؟ اور اس کے ادا کرنے کا میکانزم کیا ہے؟ اس قرضے سے کس طبقے کو فائدہ پہنچا اور کس نے کیسے گھپلا کیا۔ صرف یہی سوال نہیں بلکہ جاننا بھی ضروری ہے کہ فلاں قرضہ کس نے لیا اور کس کے نام پر لیا؟ کس نے قرض دیا اور اس کا معاہدہ میں کیا کردار ہے؟ ریاست نے اس معاہدہ میں کس طرح کی ضمانت اور وارنٹی دی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب ڈھونڈنا ضروری ہے۔

پرائیویٹ اداروں کی طرف سے لئے گئے قرضے جب ادا نہیں ہوتے تو کس طرح سے سرکار کی ذمہ داری پاتے ہیں اور وہ کون لوگ تھے جنہوں نے یہ پرائیویٹ قرضے لئے اور کون سے پراجیکٹ کئے۔ کس نے کتنا منافع حاصل کیا اور اس پیسے سے کیسے کیسے مالیاتی اور دیگر جرائم کئے گئے اور کیا وجہ ہے کہ ان مالیاتی اور انتظامی جرائم کی ذمہ داری کسی کے بھی سر نہیں رکھی جارہی ہے۔ ان سوالات کے جوابات حاصل کرلینے کے بعد ہم اس قابل ہوسکتے ہیں کہ بیرونی قرضوں کی مختلف نوعیت کا تجزیہ کریں انہیں دو حصوں میں تقسیم کریں یعنی جائز قرضے اور ناجائز قرضے، اگر ہم کسی ملک کے بیرونی قرضوں کو ان دو حصوں میں صحیح طریقے سے تقسیم کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو پھر بالکل صحیح جواب نکل آتا ہے کہ ''معیوب قرضے'' (Odious Debt) سرے سے ہی منسوخ کئے جائیں۔ جہاں تک ''جائز'' قرضوں کا سوال ہے تو وہ اگر ابھی تک ادا نہیں ہوئے (جس کا امکان کم ہوتا ہے) تو ان پر نئی سیاسی اپروچ کے فریم ورک میں رہتے ہوئے نئے سرے سے گفت وشنید کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ لئے گئے قرضے کس طرح تیسری دنیا کے غریب عوام کی قانونی یا اخلاقی ذمہ داری قرار پاتے ہیں اور وہ کس حد تک ان ''جائز'' قرضوں پر ادائیگی کی قسطیں جاری رکھنے کے پابند ہیں۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل کچھ اہم سوال بھی پیدا ہوتے ہیں۔ فرض کریں کہ مدلل وجوہات کی بنا کر اگر قرضوں کی منسوخی جاتی ہے تو جمع تفریق کرنے کے بعد باقی جو کچھ بچتا ہے کیا اس کو قبول کرلیا جائے اور خاموشی اختیار کرلی جائے کہ آڈٹ ختم ہوگیا ہے؟ یہ بات اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آڈٹ اکاؤنٹس کی کتابوں تک محدود نہیں بلکہ اس کا مقصد آخر

میں ایک بھرپور تجزیہ کے بعد یہ طے کرنا ہوتا ہے کہ اصل میں مقروض کون ہے اور قرضدار کون ہے؟ کون کس کا دیندار ہے اور کون کس سے لین دار ہے؟ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ ہمارے سابقہ نوآبادتی آقاؤں نے تیسری دنیا کے غریب ممالک کے وسائل کو کتنا عرصہ استعمال کیا اور اس کی کیا قیمت تھی۔ غلاموں کی تجارت کے ذریعے افرادی قوت سے کس نے کتنا فائدہ اٹھایا۔ صنعتی ترقی کے نام پر تیسری دنیا کے ماحول کو کس نے کتنا آلودہ کیا اور آج اس کا نقصان کا خمیازہ کون بھگت رہا ہے اور فائدہ کون اٹھا کر لے گیا ہے۔

قرضوں کا آڈٹ لوگوں کا موبلائز کرنے کا ذریعہ اور امید کی کرن بھی ہے

بیرونی قرضوں کا آڈٹ جہاں ایک طرف نہایت محنت طلب کام ہے اور ان افراد اور تحریکوں کی عرق ریزی ہے جو اس پر کام کرتے ہیں تو دوسری طرف ایسے آڈٹ اور تجزیے عوام کو موبلائز کرنے میں مددگار بھی ثابت ہوتے ہیں اور عوام کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ وہ کم از کم اپنے حال کو اپنے کنٹرول میں لیتے ہوئے قرضوں کے بارے میں آئندہ ہونے والے معاہدات پر اثر انداز ہوتے ہوئے ان کے اندر شرائط کی شکل میں چھپے معاشی جبر اور لامتناہی مالیاتی استحصال کو جان سکیں اور اس کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے اسے روک سکیں۔

قرضوں کے آڈٹ کے ذریعے سچ کی تلاش ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ جس کے ذریعے وہ ہیر پھیر میں ملوث افراد اور راہنماؤں کو جواب دہ ٹھہرا سکتا ہے اور ریاستی امور پر مثبت انداز میں اثر انداز ہو سکتا ہے۔ قرضوں کا آڈٹ ایک ایسا ذریعہ بھی ہے جس سے ہم عالمی معیشت اور بین الاقوامی تعلقات کو چلانے والے میکانزم کو کافی حد تک سمجھ سکتے ہیں اور آخر میں قرضوں کا آڈٹ مختلف سطحوں یعنی شہریوں، پارلیمنٹ، عدالتی حکومتی اور حتی کہ عالمی سطح پر قرضوں کے بارے میں مانیٹرنگ میکانزم تشکیل دینے کا موقع بھی فراہم کرتا ہے تاکہ مستقبل میں فراڈ پر مبنی قرضوں کا کوئی ایسا عمل شروع نہ ہونے پائے تو شہریوں کی نظر سے اوجھل ہو۔

قرضوں کے مشترکہ عالمی آڈٹ شمال۔ جنوب عوامی یگانگت کو آگے بڑھانے کا ذریعہ

دنیا کے امیر ترین ممالک (جی ایٹ) آئی ایم ایف، پیرس کلب اور لندن کلب وغیرہ نے آج بڑا شور مچا رکھا ہے کہ انہوں نے ایسے غریب ترین ممالک جن پر قرضوں کا بوجھ ناقابل برداشت ہو چکا ہے کے قرضوں کا کچھ حصہ ''منسوخ'' کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن دراصل یہ محض ایک نمائشی عمل ہے اور حقیقت میں قرضوں کی بہت ہی معمولی مقدار منسوخ کی جا رہی ہے نیز اس عمل کے ساتھ بہت ہی کڑی شرائط جڑی ہوئی ہیں۔ تاہم قرضوں کے خلاف کام کرنے والی دنیا بھر میں موجود تحریکوں کے لئے یہ ایک چھوٹی سی فتح ضرور ہے کہ ان کے کام کے نتیجے میں امیر ممالک اور مالیاتی اداروں کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول ضروری ہوئی۔ لیکن کیا یہ واقع ایک فتح ہے؟

اس وقت تیسری دنیا میں قرضوں کے بحران کے بارے سچائی کو سامنے لائے بغیر امیر ممالک کی اس نام نہاد ''فیاضی'' کو تسلیم کر لینے کا مطلب ان امیر ممالک کی ان ذمہ داریوں پر پردہ ڈالنا ہے جنہیں ادا کرنا اُن پر لازم ہے۔ اگر ہم ایسا ہونے

آئیے! قرضوں کی انکوائری شروع کریں

دیتے ہیں تو یہ چیز شمال اور جنوب دونوں خطوں کے عوام کے خلاف جائے گی۔ شمال کے عوام کے خلاف اس طرح جاتی ہے کہ قرضے کے کچھ حصے کی منسوخی کے ساتھ ایسی منفی شرائط لاگو کی جائیں گی کہ انہیں ترقی کے نام پر نئے قرضے لینے پر مجبور کیا جائے گا۔ لہٰذا قرضوں کا شیطانی چکر جاری رہے گا۔ جہاں تک جنوب کے عوام کا تعلق ہے اُن پر بھی منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ اگر غلط اور غیر قانونی فراڈ پر مبنی قرضوں کا سلسلہ غریب ممالک کے لئے جاری رہتا ہے تو بعد میں کسی بھی وقت جب یہ قرضے غیر قانونی ثابت ہونے کی بنا پر منسوخ کرنا پڑیں گے۔ تو امیر ممالک اور ان کے ادارے جنہوں نے یہ قرضے دیئے تھے یہ رقم پوری کرنے کیلئے اپنے عوام پر ٹیکسوں کی شکل میں بوجھ ڈال دیں گے۔

جی 8 ممالک کے راہنما پہلے ہی اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ کسی بھی طرح کے قرضوں کی جزوی یا مکمل منسوخی کا نتیجہ ورلڈ بینک یا آئی ایم ایف کی مالیاتی حیثیت میں کمزوری کی شکل میں نہیں نکلنا چاہیے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر شمال کے غریب عوام کے کچھ قرضے منسوخ کئے جاتے ہیں لیکن ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے اکاؤنٹ میں کسی طرح کی کمی بھی نہیں ہونے دی جاتی تو پھر بوجھ کس پر پڑے گا؟ صاف ظاہر ہے یہ بوجھ ٹیکسوں کی شکل میں جنوب کے عوام پر پڑے گا۔

ایسے افراد، بزنس میں، راہنما ادارے، حکومتیں اور صنعتی ٹرسٹ جو کسی نہ کسی شکل میں کسی نہ کسی حد تک قرضوں کو مسلسل بڑھانے میں ملوث ہیں یقیناً نہیں چاہیں گے کہ حقائق سامنے آئیں۔ جبکہ جنوب اور شمال کے عوام اس کے برعکس چاہتے ہیں کہ قرضوں کے عمل میں زیادہ سے زیادہ شفافیت ہونی چاہیے۔

مختصر یہ کہ اس مینوئل اور قرضوں کے آڈٹ کے تین نہایت اہم اور سٹریٹیجک مقاصد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ قرضوں کی منسوخی کو شفافیت اور انصاف کے عمل سے جوڑنا

کئی ممالک کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہاں پر نسل کشی یا انسانیت کے خلاف جرائم کے بارے سچائی کو سامنے لانے کے لئے اور ظالموں کی داستانوں کو اجاگر کرنے کیلئے قومی مفاہمت کے عمل کو شروع کیا گیا۔ لہٰذا قرضوں کی تاریخ کے بارے جتنے زیادہ حقائق سامنے لائے جائیں گے۔ قرضوں کی منسوخی کا دعویٰ اتنا ہی زیادہ مضبوط ہوتا جائے گا اور وہ افراد یا ادارے جو ناجائز قرضوں کے ذمہ دار قرار پائیں گے سزا کے مستحق بھی ٹھہریں گے۔

2۔ قرضوں کے بارے آگاہی کے ذریعے ایک بڑی تحریک کی تعمیر

اس کام کے لئے قرضوں کے بارے ہر طرح کی معلومات اور اس میکانزم کو سمجھنے کے لئے تمام تر کوششیں بروئے کار لاتے ہوئے اعداد و شمار کی زیادہ سے زیادہ لوگوں تک ترسیل ہونی چاہیے اور قرضوں کے شیطانی چکر کا پہیہ پیچھے کی طرف گھمانے کے لئے پورا زور لگایا جائے۔

3۔لوگوں کومشترکہ پلیٹ فارم پراکٹھا کرنا

اس کام کیلئے ضروری ہے کہ لوگوں کواس تاریخ سے منقطع کیا جائے جس نے جنوب اورشمال کے عوام کوسخاوت اور غربت، ترقی یافتہ اورترقی پذیر، امداد دینے والااور امداد لینے والا جیسے ریفرنس استعمال میں لاتے ہوئے دونوں خطوں کے عوام کوایک دوسرے سے دورکررکھا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ عوامی سطح پرایسی سالیڈریٹی کو پروان چڑھایا جائے جس کی بنیادیں شفاعیت، انسانی حقوق اورعوامی دلچسپیوں پررکھی جائیں۔تا کہ ایک پائیدارمشترکہ پلیٹ فارم بنایا جاسکے۔

قرضوں کا آڈٹ کوئی نیا تصورنہیں، بہت سی سماجی تحریکیں جوایک عرصے سے قرضوں پرکام کررہی ہیں۔قرضوں کے آڈٹ شروع کرتی رہتی ہیں۔اس سلسلے میں ایک نمائندہ سماجی تحریک جوبلی ساؤتھ کافی عرصے سے قرضوں کے آڈٹ کے تصورکوآگے بڑھارہی ہےاوراس سلسلے میں کئی عملی اقدام بھی کرچکی ہے۔اپنی دوسری جنرل میٹنگ جوہوانا (کیوبا) میں 28 ستمبر 2005ءکوہوئی تھی جوبلی ساؤتھ نے اعلان کیا تھا۔

”کہ ہم پوری توانائی کے ساتھ شمال کی اُن حکومتوں کوبھی ننگا کرنے کی کوششیں جاری رکھیں گےتو قرضوں کے مسائل کوگھمبیر بنانے میں برابر کی شریک ہیں اوراس طرح مقامی آبادیوں کے وسائل کوقرض خواہ مما لک اوراداروں کے حوالے کررہی ہیں۔ہم یہ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ ہم اپنی کوششیں دوگنا کردیں گےجن کا مقصدشمال کی حکومتوں کی پالیسیوں میں ایسی مثبت تبدیلیاں لانے میں مدد دینا ہے جوجنوب کےقرضوں کی منسوخی پر منتج ہوں۔ہم سمجھتے ہیں کہ ان کاموں کے لئے بیرونی قرضوں کا آڈٹ ایک بنیادی قدم ہے“

قرضوں سے انکارکسی بھی حکومت کا یکطرف فیصلہ ہوتا ہے جودراصل مضبوط ارادے اوراحتجاج کا اعلیٰ درجے کا اظہار ہوتا ہےلہٰذاقرضوں کےآڈٹ کا مطلب قرض خواہ مما لک اوراداروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا ہےاور یہ چیز شک سے بالاتر ہے کہ اس کام کیلئے آڈٹ ہی مؤثرہتھیار ہے۔

تمثیل نمبر۔1

عالمی مالیاتی نظام کی گوناگوں ناکامیاں

قرضوں کے اب تک کئے گئے آڈٹ عالمی مالیاتی نظام کی بے شمار نامیوں سے پردہ اٹھاتے ھیں. ہرمشکوک قرضہ پر نقصان کی صورت میں (یعنی قرضہ ڈوب جانے کی صورت میں) بینکرز کوئی نہ کوئی محفوظ راستہ ضرور بناتے ھیں اور وہ ہر دیئے گئے قرض پر ریزرو فنڈز بھی رکھتے ھیں جن کا خاص تناسب قرض ڈوب جانے کی صورت میں استعمال میں لایا جاتا ھے. حکومتوں کو دیئے جانے والے قرضوں پر ٹیکس بھی کاٹا جاتا ھے اس طرح قرضہ کم ہونے کا کوئی خدشہ نہیں ھوتا. لہٰذا کوئی ایسا مالیاتی ادارہ جو اس طرح کے نظام پر یقین رکھتا ھے اُس سے کیسے توقع کی جاسکتی ھے کہ

وہ قرضوں میں کمی یا منسوخی کرے گا . ایسا بھی ھوتا ھے کہ قرضے دینے والے ممالک یا ادارے اپنے کریڈٹ کو بعض اوقات خاص مارکیٹ (ثانوی مارکیٹ) میں کم قیمت پر فروخت بھی کردیتے ھیں لیکن اس سے قرضے کی اصل رقم میں کوئی کمی نھیں آتی. اس کے برعکس اس سے مقروض ممالک کے لئے ادائیگیوں کا طریقہ کار مزید پیچیدہ اور شرائط مزید کڑی ھو جاتی ھیں. کریڈیٹ کی اس خریدوفروخت میں مقروض ملک سے پوچھنے یا مشورہ کرنے کا سوال ھی پیدا نھیں ھوتا. کریڈٹ کی خریدوفروخت اور مینجمنٹ کا یہ نظام مختلف بروکروں، بینکروں اور مالیاتی تاجروں کی شمولیت بڑھنے کے ساتھ ساتھ پیچیدہ ھوتا جاتا ھے. غیر شفاف ھوتا جاتا ھے اور مزید کرپشن اور فراڈ کے مواقع کو جنم دیتا جاتا ھے. کانگو کے قرضوں کے بارے بات کرتے ھوئے فرانکو شاویز لکھتا ھے کہ بھت سے افریقین راھنما آسانی سے آنے والی رقم کی ترغیب سے انکار نھیں کرسکتے لیکن ایسا اس لئے ھوتا ھے کہ کھیں کوئی ترغیب دینے والا بھی بیٹھا ھوتا ھے . عام طور پر یہ ترغیب دینے والے بروکر، تاجر اور دیگر مالیاتی دلال ھوتے ھیں اور اکثر ان ترغیب دینے والوں کے طریقے مغربی مروجہ نظام انصاف کے خلاف بھی نھیں ھوتے لہٰذا ان رائج اصولوں کے مطابق استعمال کئے گئے طریقوں کو غیر قانونی ثابت کرنا بھی مشکل ھوتا ھے. مغرب نے دنیا بھر میں درحقیقت بے قانون ریاستوں کو محفوظ بنایا ھے جنھیں Tax Heavans کھا جاتا ھے. یہ وہ ریاستیں ھیں جھاں بیٹھ کر آپ بلا خوف خطر ہرطرح کا مالیاتی فراڈ کرسکتے ھیں اور قانون کی گرفت کا کوئی امکان نھیں. مثال کے طور پر جو عمل ریاست جرسی، مناکو لہٰذا زائد کرنے والے ان ریاستوں میں بیٹھ کر آرام سے کام کرتے ھیں یا جزائر کے مین (Kayman)میں قانوناً جائز ھے وھی کام دنیا کی کئی دیگر ریاستوں ناقابل معافی جرم ھے. لہٰذا فراڈ کا کام کرنے والے ادارے ان ریاستوں میں بیٹھ کر آرام سے کام کرتے ھیں اور قانون کی گرفت سے باھر رھتے ھیں.

عام طور پر مختلف مالیاتی کمپنیاں اس ثانوی مارکیٹ سے واجب الادا قرضے ڈسکائونٹ ریٹ پر خرید لیتی ھیں (بعض اوقات یہ ڈسکائونٹ 70فیصد تک ھوسکتا ھے) اور پھر مقروض ممالک کی پبلک کمپنیوں کے حصص حاصل کرلیتی ھیں. یہ جال ایسے بنا جاتا ھے کہ ایک دفعہ قرض لینے کے بعد جان نھیں چھوٹتی اور آخر میں یہ شمال اور جنوب کے عوام ھوتے ھیں جنھیں ٹیکسوں کی شکل میں وہ قرضے لوٹانے پڑتے ھیں .

تمثیل نمبر۔2

قرضوں کے سکینڈلز

کانگو(زائر) میں انگا ڈیم کی تعمیر

یہ پاور پرواجیکٹ کانگو کے صوبے کیٹنگا (جولوھے اور تانبے کے ذخائر سے مالا مال ھے) میں معدنیات اور توانائی کی صنعت قائم کرنے کے لئے شروع کیا گیا اس پر لاگت کا جوابتدائی تخمینہ لگایا گیاپرواجیکٹ کی تکمیل کے بعد وہ لاگت 125 فیصد بڑہ چکی تھی یعنی 163 ملین امریکی ڈالر زیادہ خرچ ھوئے. نتیجہ یہ نکلا کہ اس ڈیم سے جڑے ھوئے جو دیگر صنعتی پرواجیکٹ سوچے گئے تھے ان میں سے ایک بھی قائم نہ ھوسکا. جس کی وجہ سے انگا پاور سٹیشن اپنی تیار کی گئی Capacity سے 50فیصد کم کام کررھا تھا یعنی اس کا آدھا حصہ بند پڑا ھے.

اس کے بعد 1980ء بلجیم کے کچھ سرمایہ کاروں اوربینکرز نے مل کر انگا دوئم کے نام ایک دوسرا بڑا پاور سٹیشن کا پروجیکٹ شروع کر دیا. حیران کن بات یہ تھی کہ جب پھلا پاور پرواجیکٹ ضرورت سے زیادہ تھا جو کانگوزائر کی حکومت کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ قرض لے کر ایک نیا پاور پراجیکٹ شروع کردے انگا دوئم پاور پراجیکٹ میں بھی ابتدائی تخمینہ سے 100ملین ڈالر زیادہ خرچ ھوئے اور کل لاگت 450 ملین ڈالر تک پھنچ گئی. تکمیل کے تھوڑے عرصے بعد انگا دوئم میں اتنی زیادہ بھل (Slit)بھرنا شروع ھو گئی کہ اس کی 14 میں صرف 6 ٹربائنز کام کرنے کے قابل رہ گئی اور اس کی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت تیزی سے کم ھو گئی. نتیجہ یہ ھے کہ آج کانگوتوانائی کے بحران میں ھے اور بجلی کی قلت ھے. اس کے علاوہ وہ تمام صنعتی منصوبے جو انگا دوئم کے بعد شروع ھونا تھے دن کی روشنی نہ دیکھ سکے اور فائلوں میں پڑے رہ گئے. اس طرح جو پاور پراجیکٹ اس لئے شروع کئے گئے تھے کہ ان سے لوگوں کو روزگار اور بجلی ملے گی وہ خواب پورے نہ ھوئے اور کانگو کے گائوں اب بھی تاریکی میں ڈوبے رھتے ھیں.

فلپائن میں باتان ایٹمی پاور اسٹیشن کی تعمیر

اس ایٹمی بجلی گھر کی تعمیر 1975ء میں ھوئی اور اس پر 2ارب امریکی ڈالر خرچ آئے. لیکن یہ ابھی تک بجلی پیدا کرنے کے قابل نھیں ھوا اور حکومت فلپائن اس

بجلی گھر کی تعمیر کیلئے لیے گئے قرضوں پر جو سود ادا کر رھی ھے وہ 155,000ڈالر روزانہ ھے اس کے علاوہ اس پراجیکٹ کے برطانوی ٹھیکیدار سٹرویسٹنگ ھائوس نے یہ تسلیم کیا تھا کہ اس نے یہ ٹھیکہ حاصل کرنے کیلئے اس وقت کے فلپائنی صدر (ڈکٹیر) مارکوس کو 17ملین ڈالر رشوت کے طور پر ادا کئے تھے. مزید براں یہ کہ یہ ریکڑ جس جگہ پر بنایا گیا ھے وہ خطرناک ھے یعنی Fault Line پر ھے. لھٰذا اگر کسی وقت یہ ریکڑ کام شروع بھی کر دیتا ھے تو اس سے ایٹمی تابکاری کے اخراج کے خطرات موجود ھیں. جھاں تک اس پراجیکٹ کیلئے لئے گئے قرضوں کا تعلق ھے تو ان پر سود اور اصل زر کی ادائیگی مسلسل ھو رھی ھیں اور یہ خمیازہ فلپائن کے عوام بھگت رھے ھیں.

ایکریٹا ھائیڈروالیکٹرک ڈیم پرواجیکٹ

یہ ڈیم ارجنٹائن اور پیراگوئے کی سرحد پر ورلڈ بینک اور انٹرامریکن ڈویلپمنٹ بینک کی مدد سے 1973ء میں شروع کیا گیا اور 1994ء میں مکمل ھوا یعنی اپنی طے شدہ مدت سے یہ ڈیم دس سال بعد مکمل ھوا. اس ڈیم کی اصل لاگت طے شدہ تخمینے (2ارب ڈالر) سے بڑہ کر 3ارب ڈالر ھوگئی. جس کی وجہ سے اس ڈیم سے پیدا ھونے والی بجلی کی قیمت مھنگی ھو گئی. اس پراجیکٹ کیلئے ارجنٹائن اور پیراگوئے نے جو قرضہ حاصل کیا تھا وہ بھی بڑہ کر کافی زیادہ ھو گیا. حکومت پیراگوئے کے ایک سرکاری افسر جو ڈائریکٹر جنرل Varification Bureauھیں کے مطابق اس پراجیکٹ پر ھونے والے اخراجات میں سے 187بلین ڈالر کی رقم وہ ھے جس کی رسیدیں موجود نھیں. اس کے علاوہ اس ڈیم کی تعمیر کی وجہ سے 110,000 اراضی بھی ختم ھو گئی ھے جس کے ساتھ ساتھ قدرتی نظام حیات کو بے پناہ نقصان پھنچا ھے. تقریباً مختلف آبادیوں کے 50,000 افراد کو اس ڈیم کی وجہ سے بے گھر ھونا پڑا. مقامی سطح پر اس ڈیم کی تعمیر کے لئے کسی قسم کی کوئی مشاورت نہ کی گئی. اس ڈیم کی طاقت کو بڑھانے کے لئے (اس کی موجود اونچائی 76 میٹر سے بڑھا کر 83میٹر کرنے کا) 500 ملین ڈالر کا نیامنصوبہ بھی زیر غور ھے جس کامطلب ھے اردگرد کی آبادیوں ماحولیات اور آبی حیات پر مزید منفی اثرات مرتب ھوسکتے ھیں.

باب نمبر2

مسلسل سیاسی موبلائزیشن

1۔قرضوں کے آڈٹ کی شروعات کون کرسکتا ہے؟

اس سلسلے میں مختلف ادارے ہوسکتے ہیں جو آڈٹ کی شروعات کر سکتے ہیں اوراس چیز کا دارومدار کسی بھی خاص ملک کے سیاسی اورانتظامی ڈھانچوں اور دیگراداروں پر ہوتا ہے۔تاہم اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ قرضوں کا آڈٹ شروع کرتے وقت عوامی سطح پر بھرپور موبلائزیشن کی جائے اور یہی وہ عمل ہے جو اس تحریک کے آخر میں سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہوتا ہے برازیل اور فلپائن میں ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں عوامی موبلائزیشن کو استعمال میں لاتے ہوئے قرضوں کے آڈٹ کے مطالبے منوائے گئے۔ یہ عوامی اپروچ ریاستی حکام کو بھی ساتھ ساتھ یا بعد میں ضروراستعمال کرنی چاہیے۔قرضوں کے آڈٹ کی شروعات مندرجہ ذیل ریاستی اداروں میں سے کوئی بھی شروع کرسکتا ہے جن کی اپروچ ایک دوسرے کے ساتھ ملتی ہو یا ایک دوسرے کے لئے مددگار رہو۔

A۔مقنّنہ

اس کی مثال لاطینی امریکہ کے ملک پیرو کی دی جاسکتی۔ جہاں کی کانگرس نے چیف ایگزیکٹو البرٹو فوجی موری کے ملک سے بھاگ جانے اور جمہوری عمل کی بحالی کے بعد بیرونی قرضوں کو جانچنے کے لئے ایک تحقیقاتی کمیشن تشکیل دینے کی منظوری دی۔ یہ کمیشن 2001ء سے 2002ء تک کام کرتا رہا اوراس کا مقصد 1990ء سے لے کر سال 2000ء تک لئے گئے بیرونی قرضوں کی جانچ پڑتال کرنا تھا۔کمیشن نے تحقیق کے دوران وسیع پیمانے پر قرضوں میں کئے گئے غیر قانونی کام فراڈ اور گھپلوں کا سراغ لگایا اور ثابت کیا کہ البرٹو فوجی موری کی عوام دشمن حکومت جاتے ہوئے عوام کو قرضوں کے بھاری بوجھ تلے دبا گئی ہے۔

دوسری مثال فلپائن کی ہے۔ جہاں ''قرضوں سے نجات'' نامی تنظیم ایک عرصے سے پارلیمنٹ کے ممبران کے ساتھ لابنگ کررہی تھی جو نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور ستمبر 2004ء میں فلپائن کی پارلیمنٹ نے ملک کے بیرونی قرضوں کے آڈٹ کے لیے ایک متفقہ قرارداد پاس کی۔اس قرارداد کے نتیجے میں ایک پارلیمانی کمیشن تشکیل دیا گیا جس کا کام قرضوں کے بارے تمام کھاتوں کو کھول کر دیکھنا اور ان پالیسیوں اور پروگرامز کا تنقیدی جائزہ لینا ہے جو قرضوں کے حصول اور ادائیگیوں کے لئے بنائے گئے تھے۔اس قرارداد کو سینٹ نے کئی ماہ تک تکنیکی بنیادوں پر روکے رکھا اور پاس نہ ہونے دیا۔

B۔انتظامیہ

کسی ملک کی انتظامیہ بھی ایسا عملی قدم اٹھا سکتی ہے۔خاص کر اس وقت جب وہ ترقی پسند اور قوم پرستانہ سوچ کی حامل ہو۔اس حوالے سے برازیل کی مثال موجود ہے جہاں 1950ء کے اوئل میں (جب ملک ایک بڑے معاشی بحران سے گزر رہا تھا) برازیل کے اس وقت کے صدر گلئیلو ورگاس نے ایک کمیشن تشکیل دیا جس کو یہ ٹاسک دیا گیا کہ وہ برازیل کے تمام قرضوں کے معاہدات کا جائزہ لینے کے بعد ان میں کیئے گئے گھپلوں کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ برازیل کے مقروض ہونے کی وجوہات کا جائزہ بھی لے۔

C۔عدلیہ

1985ء میں ارجنٹائن کے ایک معروف وکیل مسٹر ولمس نے ملک کی فیڈرل کورٹ میں بیرونی قرضوں میں گھپلوں کے خلاف ایک پٹیشن دائر کردی۔فیڈرل جج جے بالسٹریس نے پٹیشن منظور کرتے ہوئے ان ریاستی افراد کے خلاف عدالتی کارروائی کا آغاز کر دیا جو پٹیشن میں ارجنٹائن کے بڑھتے ہوئے بیرونی قرضوں کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے۔عدالتی تحقیقات کے دوران فیڈرل جج کے سامنے کئی دفعہ عذر پیش کیا گیا۔کہ صیغہ راز کے قانون کے مطابق یہ پٹیشن قابل سماعت نہیں اور یہ کہ قرضوں کے بارے کچھ اعداد و شمار عوام کے سامنے پیش نہیں کیئے جا سکتے مگر جج نے حکم دیا کہ بیرونی قرضوں کے بارے میں تمام دستاویزات، معاہدات، اکاؤنٹس کی کتابیں اور مختلف میٹنگز کی کارروائی رپورٹس عدالت کے سامنے پیش کی جائیں۔بعد میں جج نے جو فیصلہ دیا اس نے ارجنٹائن کے ذمے بیرونی قرضوں کی غیر قانونی حیثیت کو کھول کر رکھا دیا اور ان میں کیئے گئے گھپلے آشکار کر دیئے جس سے پتہ چلا کہ قرض دینے اور لینے والے دونوں طرف سے افراد کرپشن میں ملوث تھے۔

ایسے آڈٹ کو مضبوط کرنے کے لئے سماجی تحریکوں کو عوامی سطح پر موبلائز کرنا ضروری ہے ان تحریکوں کو آڈٹ کے عمل کے ساتھ ہی یا اس سے تھوڑا پہلے ہی شروع کر دینا چاہیے تاکہ ریاست اور حکومت کو مجبور کیا جا سکے کہ وہ ملک کے بیرونی قرضوں کا مناسب آڈٹ کرے۔ایک اور مثال برازیل کی ہے جہاں ٹیکس آڈیٹرز کی یونین ''یونافسکو'' نے ایک سماجی تحریک ''جوبلی ساؤتھ برازیل'' کی مدد سے کچھ عرصہ پہلے بیرونی قرضوں کا آڈٹ شروع کیا۔قرضوں کے آڈٹ کے سلسلے میں جہاں تک کامیاب سیاسی موبلائزیشن پارلیمنٹ اور سماجی تحریکوں کے مابین مؤثر تعاون کا تعلق تو اس کی بہترین مثال فلپائن کی دی جا سکتی ہے۔سامنے پیش کیا گیا چارٹ بڑے اچھے طریقے سے فلپائن میں بیرونی قرضوں کے آڈٹ کے بارے تحریک کا خلاصہ بیان کرتا ہے۔دراصل فلپائن کی مقامی تنظیم ''تحریک برائے قرضوں سے نجات'' نے دوسری سماجی تحریکوں کے ساتھ مل کر جوبلی ساؤتھ کے فریم ورک کی روشنی میں غیر قانونی قرضوں کو فوکس کرتے ہوئے ایک منظّم تحریک کا آغاز کیا۔انہوں نے شروع میں فلپائن کی پارلیمنٹ کے اندر بیٹھے عوامی نمائندوں کو فوکس کرتے ہوئے انہیں قرضوں کی سیاست کے بارے میں آگاہی دی اور اس مسئلے کی معاشی حسائیت کے بارے میں بتایا۔اس دوران تحریک کے نمائندوں کو یہ پتہ چلا کہ قانون ساز ادارے میں بیٹھے عوامی نمائندے قرضوں کی سائنس اور سیاست کے بارے میں بہت ہی کم جانتے ہیں۔اس لابنگ کا مقصد فلپائن کی کانگرس کو احساس دلانا اور مجبور کرنا تھا کہ وہ قومی قرضے کے حوالے سے سرکاری آڈٹ کا آغاز کرے۔یہ کوششیں بارآور ثابت

آئیے! قرضوں کی انکوائری شروع کریں

ہوئیں اور پارلیمان نے ایک قرارداد منظور کرلی۔ایک کے ساتھ ہی فلپائن کے شہریوں نے ایک آزاد آڈٹ بھی شروع کر دیا۔اس طرح آڈٹ کے دو طریقہ کار ٹھہرے جو ایک ہی وقت شروع ہوئے اور ایک دوسرے کو مدد دینے کیلئے تھے۔سماجی تحریکیں بھی ساتھ ساتھ اپنا کردار ادا کرتی رہیں اور خاص کر قرارداد پر بحث و تمحیث کے موقع پر وہ شامل رہیں۔ان قابل قدر کوششوں ہی کی وجہ سے فلپائن کی کانگرس نے قرضوں کے آڈٹ کی متفقہ قرارداد پیش کی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ سینٹ نے یہ قرارداد تکنیکی بنیادوں پر روک رکھی ہے مگر تحریک برائے قرضوں سے بنی کے سینٹرز میں مسلسل لابنگ کررہی ہیں تاکہ اس قرارداد کو سینٹ سے بھی منظور کروایا جا سکے۔دوسری طرف فلپائن کے شہریوں کی طرف سے شروع کیئے گئے آزادانہ آڈٹ نے اپنی رپورٹ میں ان معاشی ڈھانچوں اور کڑے طریقہ کار پر شدید تنقید کی ہے جو فلپائن کے بیرونی قرضوں میں مسلسل اضافے کی وجہ ثابت ہورہے ہیں قرضوں کا آڈٹ کرتے وقت کئی غیر معاشی پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔جیسا کہ سے شروع کیئے جانے والے پراجیکٹ کے نتیجے میں ماحولیاتی آلودگی اور اس سے پہنچنے والا نقصان وغیرہ۔اس طرح ہم ان حقائق سے کئی طرح نتائج اخذ کرسکتے ہیں۔

(فلپائن میں قرضوں کے آڈٹ کے بارے مہم۔چارٹ اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجئے)

1۔سماجی تحریکوں کی اہمیت

اس حوالے سے دیکھنے میں آیا ہے کہ شمال کے ممالک میں دو طرح کی صورت حال کا امکان ہوتا ہے یعنی یا تو وہاں قرضوں کے خلاف کوئی بڑی سماجی تحریک سرگرم ہوتی یا پھر چھوٹے چھوٹے ورکنگ گروپس ہو سکتے ہیں جو قرضوں پر کام کررہے ہوتے ہیں۔لہٰذا ان ممالک میں قرضوں کے ختم کیئے جانے کے مطالبے کی نوعیت کو اس حقیقت کے سیاق و سباق میں ہی پرکھا جا سکتا ہے اور اگر قرضوں پر کام کرنے کیلئے مختلف تنظیموں اور تحریکوں پر مشتمل کوئی کولیشن موجود نہ ہو تو سماجی تحریکوں یا ورکنگ گروپس دونوں کی اپروچ مختلف ہو سکتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی ملک میں قرضوں کا آڈٹ شروع کرنے کیلئے ضروری ہے کہ وہاں مضبوط سماجی تحریکیں، پائیدار جمہوری ادارے اور آزاد غیر جانبدار پریس موجود ہوں۔آڈٹ کرنے کی قابلیت کا دارومدار اُس گراؤنڈ پر ہوتا ہے جو جمہوری شہری تحریکیں فتح کر چکی ہوتی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ قرضوں کے آڈٹ کا عمل بذات خود مقامی سماجی تحریکوں اور جمہوری عمل کو مضبوط کرتا ہے۔آڈٹ کے عمل سے ہمیں پریس کی آزادی اور جمہوری اداروں کی جمہوریت پسندی کو جانچنے اور چیک کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ ہر طرح کی سماجی تحریکوں کو ہر سطح پر موبلائز کیا جائے۔

2۔ترقی پسند سیاسی قوتوں کے ساتھ اتحاد کار

ترقی پسند سیاسی قوتوں اور اپوزیشن جماعتوں کے ان راہنماؤں سے اتحاد کار قائم کرنا نہایت ضروری ہے جو قرضوں کے آڈٹ میں دلچسپی رکھتے ہوں۔لہٰذا ملک کے اندر سیاسی قوتوں کو قرضوں کے آڈٹ کے حوالے سے مسلسل اپیل کرتے رہنا

مندرجہ ذیل ڈائیاگرام فلپائن میں قرضوں کے آڈٹ کی مہم کے طریقہ کار کی وضاحت کرتی ہے

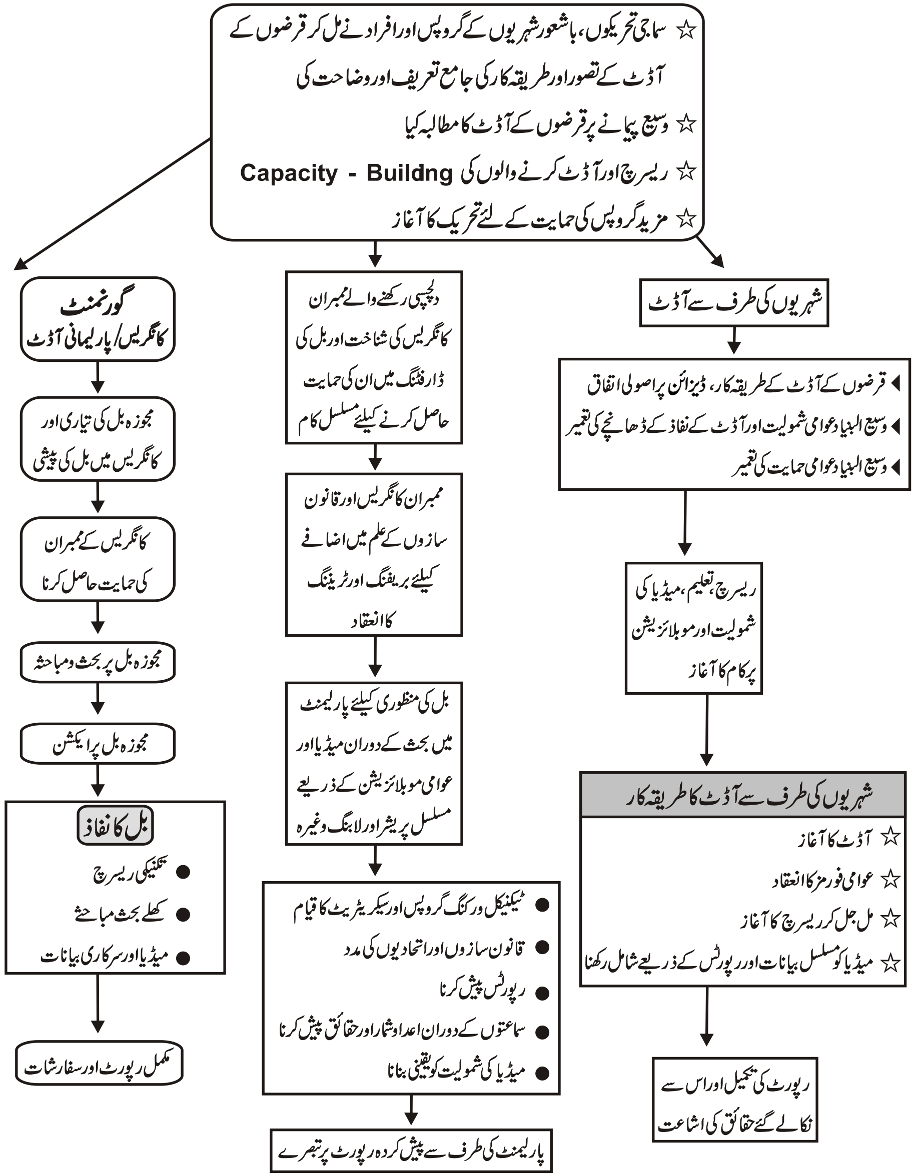

*یہ ڈائیاگرام جوبلی ساؤتھ کی جنرل سیکرٹری لڈی نیسپل نے بنائی ہے

چاہیے۔ مختلف سیاسی جماعتوں کی حمایت اور ان کا تجربہ اس سلسلے میں نہایت کارآمد ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ بہت سی ایسی سرکاری دستاویزات ہوتی ہیں جن تک رسائی سیاسی جماعتوں کے سرکردہ افراد تو آسانی سے کرسکتے ہیں مگر عام لوگوں اور ریسرچرز کیلئے مشکل ہوتی ہے۔ فلپائن اس حوالے سے ایک عمدہ مثال ہے۔ جبکہ برازیل میں جوبلی ساؤتھ نے یونافسکو کیمد دسے ہمیشہ ترقی پسند سیاسی جماعتوں، ٹریڈ یونینوں اور دیگر سیاسی لیڈروں سے رابطے قائم کرنے اور انہیں مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے۔ ایسے اہم سرکاری اور پرائیویٹ اداروں کے افراد سے رابطے بڑھانا چاہیے جو قرضوں کے آڈٹ میں اہم کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

3۔ میڈیا تک پہنچنے کی کوشش

قرضوں کے بارے ریسرچ، تعلیم اور آگاہی پر مبنی تحریک کا آغاز اور سیاسی ایکشن یہ تمام عمل ایک ہی ساتھ کرنے ہوتے ہیں۔ آڈٹ، ریسرچ کے کام اور ہردلعزیز تحریک کی تعمیر کے کاموں میں ایک طرح سے گہرا تال میل رہنا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ میڈیا ان دونوں کاموں کو صحیح طریقے سے اجاگر کرے تاکہ عوامی سطح پر قرضوں کے بارے آگاہی کا عمل تیز کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ خودمختار تحقیقی ادارے اور یونیورسٹیوں میں ہونے والے تحقیقی کاموں سے قرضوں کے بارے کیئے گئے کاموں کو بھی جوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ معاشرے کے سب حصوں اور مختلف پیشوں کی شمولیت بھی نہایت اہم ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ لوگوں کے مختلف گروپس، چھوٹے یا بڑے، اپنے کام اور مطالبات کے اندر قرضوں کے بارے آڈٹ کے مطالبے کو بھی شامل کرلیں۔ قرضہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو متاثر کرتا ہے چنانچہ آڈٹ کے عمل کے دوران مختلف پیشہ وارانہ ماہرین کو موبلائز کرکے ان کی آراء حاصل کرنا بھی قابل مفید ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر برازیل میں شہریوں کے آڈٹ گروپ نے اپنے ملک کے قرضوں پر پہلے ریسرچ کی اور پھر اس پر بحث کیلئے دانشوروں، پروفیسروں اور بیورکریٹس پر مبنی سٹڈی گروپ تشکیل دیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے قرضوں کے بارے تدریسی مواد بھی تیار کیا جو تعلیمی اداروں میں تقسیم کیا۔

4۔ فنڈنگ

ظاہر ہے فنڈز کے بغیر قرضوں کے آڈٹ کا کام مشکل ہے لیکن فنڈز کی عدم موجودگی کو اس کام کے آغاز میں رکاوٹ ثابت نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ اگر فنڈز نہ ہوں تو آڈٹ کا کام سست ہوجائے گا۔ برازیل میں یونافسکو تنظیم نے قرضوں کے آڈٹ کا کام فنڈز کے بغیر شروع کیا۔ تنظیم کے معاشی ماہرین نے نوکری کے بعد بچنے والا اپنا فالتو وقت جمع کیا اور اس کے علاوہ تنظیم میں کام کرنے والے کچھ رضاکاروں کو ساتھ شامل کرکے آڈٹ کا کام شروع کردیا۔

II۔جنوب کے ممالک کا کردار

قرضوں کے آڈٹ کے بارے تحریکیں چلانے کی ضرورت صرف شمال میں ہی نہیں بلکہ جنوب میں بھی اتنی ہی ضروری ہیں کیونکہ قرضوں کی حقیقت اوران کے منفی اثرات جنوب کے عوام پر بھی برابر ہوتے ہیں۔لہٰذا شمال کے ساتھ ساتھ جنوب کے عوام کو بھی موبلائز کرنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر فرانس میں قرضہ اور ترقی کے نام سے جاری تحریک نے "No more excuses" نامی کمپیئن کے تحت 30 ہزار سے زائد پوسٹ کارڈ تقسیم کئے، یہ پوسٹ کارڈ فرانس کی پارلیمنٹ کے ممبران، سینٹرز اور دیگر سیاسی جماعتوں اور گروپس کو بھی بھیجے گئے۔اس کمپیئن کا اہم مطالبہ یہ ہے کہ ایک انکوائری کمیشن تشکیل دیا جائے جو فرانس کی طرف سے شمال کے ممالک کو دیئے گئے قرضوں کی صورت حال جائزہ لے کر روشنی ڈالے۔جبکہ فرانس کے اندر مختلف این جی اوز نے خاص مطالبہ کیا ہے کہ ایکسپورٹ کریڈٹ کے تحت دیئے گئے قرضوں کو(ODA) یعنی سرکاری ترقیاتی امداد کے طور پر رپورٹ نہ کیا جائے۔

فرانس کی طرف سے جو قرضے منسوخ کئے گئے ہیں ان کی نوعیت کے بارے معلومات چھپائی جارہی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے شفاعیت کی کمی ہے دوسری چیزان منسوخ کئے گئے قرضوں کو سرکاری ترقیاتی امداد(ODA) کے طور پر پیش کیا جانا ہے۔سماجی تحریکوں کے نزدیک یہ دونوں اہم مسائل ہیں کیونکہ فرانس کے سالانہ بجٹ میں قرضوں کی منسوخی کو سرکاری ترقیاتی امداد کے طور پر جاتا ہے۔لیکن اس کی تفصیلات عوام تک نہیں پہنچتی۔ پارلیمنٹ کے کئی ممبران نے اس معاملے میں دلچسپی ظاہر کی ہے اور قرضوں کی منسوخی کے آپریشن میں شفاعیت کا اندازہ لگانے کیلئے کچھ ذرائع ڈھونڈنے کی سعی کی ہے۔اس سلسلے میں 2005ء میں فرانس کی قومی اسمبلی میں دو قرار دادیں بھی لائی گئیں جن میں NGOs کے دو بنیادی مطالبات رکھے گئے تھے۔تاہم یہ دونوں قرار دادیں چونکہ اپوزیشن ممبران کی طرف سے لائی گئیں تھیں لہٰذا پاس نہ ہوسکی لیکن پھر بھی ایک فائدہ ضرور ہوا کہ ان قرار دادوں کی وجہ سے اسمبلی میں قرضوں کی منسوخی کے عمل کے مسئلے پر بحث شروع ہوگئی۔لیکن بدقسمتی سے NGOs نے سول سوسائٹی کا وہ مطالبہ غور طلب نہ سمجھا جس میں کہا گیا تھا کہ فرانس کی طرف سے تین ترقی پذیر ممالک کو دیئے جانے والے قرضوں کی تفصیلات جانچنے کے لئے شہریوں کا کمیشن تشکیل دیا جائے۔

ایک دوسری مثال برطانیہ میں کرسچین ایڈ کی طرف سے شروع کئے گئے اس پراجیکٹ کی ہے جس کے تحت اس تنظیم نے صرف 8000 الفاظ پر مبنی ایک چھوٹا سا پمفلٹ شائع کیا جس کا عنوان تھا ''برطانیہ کے قرضوں کا آڈٹ'' یہ پمفلٹ یورپین ممالک کی سماجی تحریکوں کے لئے ایک قابل تقلید مثال ہے۔اس پمفلٹ کا مقصد قرضوں پر کام کرنے والے مختلف گروپس اور تحریکوں کی مدد کرنا ہے تا کہ وہ ترقی یافتہ ممالک کی طرف سے ترقی پذیر ممالک کو دیئے گئے ناجائز قرضوں کا آڈٹ کرسکیں۔اس چھوٹے سے پمفلٹ میں بتایا گیا ہے کہ برطانیہ کی طرف سے دیئے گئے قرضوں کے ساتھ کیسی کیسی شرائط ہیں اور ان کا آڈٹ کیسے کیا جاسکتا ہے۔خاص کر برطانیہ میں موجود ''معلومات تک رسائی'' کے قانون کو استعمال میں لاتے ہوئے یہ کام کیسے کیا جاسکتا ہے۔اس پمفلٹ میں برطانیہ کی طرف سے ترقی پذیر ممالک کو دیئے گئے ان قرضوں کی لسٹ بھی شامل ہے جنہیں غیر قانونی قرار دلوایا جاسکتا ہے۔

اس پمفلٹ کی الیکٹرانک کاپی حاصل کرنے کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

(aposkitt@christian-aid.org) -Sara Baily (sbailay@christian-aid.org) اس کے علاوہ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جنوب کے ممالک بھی مقروض ہیں۔مگر ان کے ذمہ قرضوں کی نوعیت زیادہ تر اندرونی قرضوں کی ہے۔لہٰذا شمال کے ممالک کے ساتھ ساتھ جنوب کے ممالک کے ذمے ان قرضوں کا آڈٹ ہونا چاہیے بھی ایسے آڈٹ سے ہم یہ جان سکیں گے کہ جنوب کے ممالک کی حکومتیں کفایت شعاری کے جن منصوبوں کے دعوٰی کرتی ہیں وہ کہاں تک صحیح ہیں۔

جنوب اور شمال کے مابین عوامی سالیڈریٹی کی اہمیت

جنوب اور شمال کے عوام کے مابین یگانگت نہایت بنیادی چیز ہے کیونکہ دونوں اطراف سماجی انصاف کیلئے جدوجہد کرنے والے گروپس اور افراد کی ناجائز قرضوں جیسے مسائل میں ایک جیسی دلچسپی ہے۔اور اس طرح ان کے مابین بامعانی اتحاد کا قائم ہوسکتے ہیں۔اس کے علاوہ آڈٹ شروع کرنے کیلئے جن دستاویزات کی ضرورت ہوتی ہے وہ زیادہ تر جنوب کے ممالک میں موجود ہوتے ہیں۔لہٰذا اس یگانگت کی بنا کر جنوب کی تنظیمیں شمال میں موجود تنظیموں کو یہ دستاویزات مہیا کرنے آڈٹ شروع کرنے میں مدد دے سکتی ہیں۔

یہ سالیڈریٹی اس وقت بھی مفید ثابت ہوتی ہے جب شمال کی حکومتیں اپنے ملکوں میں موجود مختلف ترقی پسند تنظیموں کو جبر کا نشانہ بناتی ہیں اور اگر شمال کی حکومتیں مختلف غیر جمہوری حربوں سے آڈٹ کے کام کو روکنے کی کوشش کریں تو جنوب میں موجود ہم خیال تنظیمیں میڈیا کو استعمال میں لاتے ہوئے اُن کی مذمت کرتی ہیں چونکہ قرضوں کے آڈٹ کا مقصد ان افراد کی کرپشن کو سامنے لانا ہوتا ہے جنہوں نے مافیا کی طرز پر قرضوں میں گھپلے کئے ہوتے ہیں اور ہوسکتا ہے وہ افراد ابھی بھی حکومت کے اندر موجود ہوں لہٰذا وہ ایسے آڈٹ کبھی پسند نہیں کرتے اور روکنے یا رکوانے کیلئے کوئی بھی حربہ استعمال کرسکتے ہیں۔ایسی صورت میں یہ بہت ضروری ہوتا ہے کہ انہیں جنوب اور شمال میں موجود تمام گروپس کو میڈیا اجلاسوں اور انٹرنیٹ کے ذریعے موبلائز کیا جائے اور باخبر رکھا جائے۔

تمثیل

ایکواڈور کے ذمے ناروے کے قرضے پر شہریوں کا آڈٹ

سال 2002ء میں ایکواڈور کی تنظیم ”سول کرپشن کنٹرول “نے ناروے کی ایک سماجی تحریک ” SLUG“ (جو غیر قانونی قرضوں کی منسوخی پر کام کرتی ہے) سے مل کہ قرضہ آڈٹ شروع کیا. جس کا مقصد ناروے کی طرف سے حکومت ایکواڈور کو بحری جہازوں کی فروخت کے معاهدے کی جانچ پڑتال کرنا تھا. حقائق کے مطابق 1970ء میں ناروے کی حکومت نے حکومت ایکواڈور کو چار بحری جہاز فروخت کئے تھے. یاد رھے کہ اس وقت ناروے نے اپنے بحری جہازوں کی فروخت بڑھانے کی تجارتی مهم شروع کر رکھی تھی. کیونکہ بحری جہازوں کی صنعت، خسارے میں جارهی تھی. ناروے کی ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی نے ایکواڈور کو ترقیاتی امداد کے نام پر قرضہ دیا جس سے یہ بحری جہاز خریدے گئے.

آڈٹ کے دوران گھری تحقیق سے جو حقائق سامنے آئے ان کی بنیاد پر آڈٹ کمیشن نے ایکواڈور کی حکومت سے یہ اپیل کی وہ ان قرضوں کی ادائیگی روک دے کیونکہ یہ قرضہ مندرجہ ذیل وجوهات کی بنا پر ناجائز تھا.

★ یہ قرضہ ایکواڈور کی مدد کیلئے نہیں بلکہ ناروے کی بحران میں مبتلا بحری جہازوں کی صنعت کو بچانے کیلئے دیا گیا.

★ ناروے کی ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی (GIEK) نے قرضہ دینے سے پہلے پراجیکٹ کا معاشی اورٹیکنیکل تخمینہ نہیں لگایا تھا.

★ خریدے گئے چاروں بحری جہاز غائب ہو چکے تھے مگر قرضوں کی قسطوں کی ادائیگی جاری تھی.

★ ایکواڈور کے قرضوں میں اضافے کی ایک بڑی وجہ ناروے کا یہ قرضہ تھا جس کے لئے کڑی شرائط عائد کی گئی تھیں.

یہ آڈٹ شاندار دستاویز ھے جو مکمل قانونی، سیاسی، معاشی اور ٹیکنیکل ریفرنسر کے ساتھ ویب سائٹ پر موجود ھے (http://audit.oid-ido.org) یہ آڈٹ رپورٹ شائع ہونے کے بعد ناروے کی حکومت نے ایکواڈور کو دئیے گئے قرضے کا غیر قانونی ہونا تسلیم کر لیا اور اس کا اعلان بھی کر دیا اور یکطرفہ اور غیرمشروط طور پر اس کی ذمہ داری بھی قبول کرلی. یہ واقعتاً قرضوں کی منسوخی کی تحریک کی شاندار فتح تھی.

آئیں! عالمی مالیاتی اداروں کے آڈٹ کا مطالبہ کریں

عالمی مالیاتی اداروں (جن میں ورلڈ بینک، آئی ایم ایف، ایشین ڈویلپمنٹ اور دیگر ریجنل ترقیاتی بینک شامل ھیں) کے اکائونٹس کے آڈٹ کا مطالبہ دراصل CADTM نامی تنظیم کا ایک پراجیکٹ ھے . CADTM کے یہ نزدیک یہ مالیاتی ادارے مسلسل Good governance (شفاف حکومت) کی بات کرتے رھتے ھیں مگر یہ بیان بازی صرف دوسروں کے لئے ھے کیونکہ یہ ادارے اپنے اوپر یہ چیز نافذ کرنے کو تیار نہیں. باوجود اس حقیقت کے کہ یہ ادارے قرضوں کے نظام کی جڑ ھیں اور اس نظام کی وجہ سے دنیا کے غریب ممالک کی معیشتوں کو جو بھاری نقصان ہوا ھے اس کی بھاری ذمہ داری ان عالمی مالیاتی اداروں پر نافذ ہوتی. لھٰذا ان اداروں کا آڈٹ ہونا نہایت ضروری ھے. کیونکہ آڈٹ کا آغاز فوری طورپر جاری استحصال کو روکنے میں مدد دیتا ھے یا در ھے کہ ان عالمی مالیاتی حساس اداروں کی دستاویزات ھر دس سال بعد پبلک کے لئے Open کر دی جاتی ھیں اندرونی معاملات تک رسائی کا یہ ایک اھم موقع ہوتا ھے اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے (info@cadtm.org) ایک بھترین ذریعہ ھے .

باب نمبر3

قرضوں کا آڈٹ کرنے کے بنیادی اصول

اس باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں وہ طریقہ کار زیر بحث لایا گیا جس کے ذریعے ہم کسی بھی ملک کے قرضوں کی پوٹلی کو کھول کر سمجھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ جبکہ دوسرا حصہ وہ اساسی اصول بیان کرتا ہے جن کو استعمال میں لاتے ہوئے ہم قرضوں کے آڈٹ کے دوران پیش آنے والی تکنیکی اور سیاسی رکاوٹوں پر قابو پا سکتے ہیں۔اس کام کیلئے حال ہی میں برازیل کے شہریوں کی طرف سے کیا گیا آڈٹ ایک مکمل اور اہم دستاویز ہے جس کا عام طور پر حوالہ دیا جاتا ہے۔

یہاں اس امر کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ 1964ء سے لیکر 1986ء تک برازیل پر نہایت جابرانہ آمریت مسلط رہی اور 20 سال بعد 1986ء میں نئی جمہوری پارلیمنٹ وجود میں آئی۔ تنظیم برائے معاشی تعاون اور ترقی (OECD) کے مطابق ترقی پذیر ممالک میں برازیل ایک ایسا ملک ہے جس پر بیرونی قرضوں کا حجم سب سے زیادہ ہے۔یعنی دسمبر 2004ء تک اس پر کل بیرونی کا حجم 201.4 ارب ڈالر تھا۔اس کو قرضہ دینے والوں میں اہم قومی اور عالمی کمرشل بنکرز شامل ہیں جن کا برازیل کے قرضے میں 43 فیصد حصہ ہے باقی 57 فیصد قرضہ آئی ایم ایف اور دیگر غیر ملکی سرمایہ کاروں نے دے رکھا ہے۔

i۔ قرضوں کی پوٹلی کھول کر باریک بینی سے تجزیہ کرنا

اس طریقہ کار کا مقصد کسی ملک کے مقروض ہونے کی وجوہات کو تفصیل سے جانچنا ہے۔معمولی سے معمولی تفصیلات اور ہر پوائنٹ کو الگ الگ کر کے دیکھا جاتا ہے اور اس کی مکمل فہرست بنائی جاتی ہے۔یعنی کسی معمہ کو حل کرنے سے پہلے اس کا مکمل پوسٹ مارٹم کر لیا جائے اور پھر اسے دوبارہ سے وہی جوڑا جائے۔اس کام کے کیلئے چار مندرجہ ذیل درجے ہوتے ہیں۔

- ★ کسی بھی قرضے کا پوسٹ مارٹم کرنے کیلئے اس کے لئے اختیار کئے گئے طریقہ کار کا تجزیہ
- ★ قرضوں کے معاہدات کی نوعیت کا تجزیہ
- ★ دیئے گئے قرضوں کی اصلی منزل کا تجزیہ
- ★ قرضوں سے متعلقہ تمام اعداد و شمار کا تجزیہ

A۔ قرض کے حصول کے طریقہ کار کے تجزیے کیلئے بنیادی اصول

قومی قرضے کی بنیادی وجوہات اور جزئیات کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس کا سیاسی، سماجی، معاشی اور تاریخ پس منظر میں تجزیہ کیا جائے۔ یہ پہلو مختلف ممالک میں مختلف ہو سکتے ہیں کہ کونسا ملک قرضے کے چکر میں کب اور کیسے آیا؟ لیکن ایک چیز تیسری دنیا کے ممالک کے حوالے سے مشترک ہے کہ انہیں قرضوں میں پھانسنے کا طریقہ کار تقریباً ایک جیسا تھا۔ بالخصوص 1973ء میں تیل کے بحران کے بعد قرضوں کے جتنے بھی معاہدات ہوئے ان میں تیسری دنیا کے ممالک کو قرضوں میں پھانسنے کا طریقہ کار ایک جیسا تھا۔ لہٰذا نیچے زیر بحث لائے گئے نقاط تیسری دنیا کے ممالک پر بھرپور طریقے سے لاگو ہوتے ہیں۔

1۔ کسی ملک کی سیاسی اور سماجی خصوصیات کا مطالعہ کرنا

اس مطالعہ کا مقصد کسی بھی ملک کی اکاونٹ بک کا جائزہ اس کے مخصوص سیاسی، سماجی اور معاشی حالات کے تناظر میں کرنا ہے تاکہ سراغ لگایا جاسکے کہ وہ ملک کس طرح قرضوں میں دھنستا چلا گیا۔ زیر مطالعہ ملک کے دوسرے ممالک کے ساتھ روابط کی تاریخ کا وسیع النظر جائزہ بھی ضروری ہے تاکہ پتہ چلایا جاسکے کہ یہ حقائق کس حد تک قرضوں کے بڑھنے کی وجہ ہیں۔ اور کیا ان نتائج نے دوسرے قرضوں کے جنم میں مدد تو نہیں دی؟ مثال کے طور پر یہ سوال اہم ہے کہ نوآبادیاتی دور میں غلاموں کی تجارت، غریب ممالک کے قدرتی ذرائع کی لوٹ مار اور ماحول کی تباہی کی شکل میں تیسری دنیا کے ممالک کے سماج اور معیشت پر جو منفی اثرات مرتب ہوئے اس کا ذمہ دار کون ہے؟

اس کی وضاحت 30 ستمبر 2005ء میں ہوانا میں ہونے والی کانفرنس ''قرضوں کا تسلط، مزاحمت اور متبادل'' کی گئی۔ اس کانفرنس کے اعلامیے میں کہا گیا تھا کہ ''دنیا کے امیر ممالک، ملٹی نیشنل کمپنیاں، عالمی مالیاتی ادارے، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، اور ڈبلیو ٹی او کو چاہیے کہ وہ شمال کے ممالک کے قدرتی وسائل کی لوٹ مار کرتے، قرضوں کا بحران پیدا کرنے اسے پیچیدہ بنانے اور غیر قانونی قرضوں کو جنم دینے جیسے مسائل کی ذمہ داری قبول کریں۔

اگر ہم شمال کے ممالک میں ماضی اور حال میں جاری رہنے والے معاشی سماجی اور سیاسی استحصال کے ساتھ ساتھ جنوب اور شمال کے مابین غیر متوازن روابط اور جنوب کی جانب سے اپنے کمرشل مفادات کیلئے شمال کے قدرتی وسائل کی تباہی جیسے حقائق کی روشنی میں چیزوں کو دیکھیں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دراصل جنوب کے ممالک شمال کے مقروض ہیں۔ مشہور معیشت دان ارنسٹ مینڈل کی ایک ریسرچ کے مطابق 15ویں صدی کے وسط تک مختلف نوآبادیوں سے یورپ کو جتنی دولت منتقل ہوئی اس کا حجم تقریباً ایک ارب برطانوی طلائی سکوں کے برابر ہے۔ اسے زیادہ بہتر انداز میں سمجھنے کیلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس رقم کا حجم 18ویں صدی میں ترقی یافتہ یورپ کی صنعت میں کی گئی کل سرمایہ کاری کے بھی حجم، سے بھی زیادہ ہے۔ جوبلی ساؤتھ تحریک نے دسمبر 2005ء میں اپنی دوسری سالانہ اسمبلی میں جو مختصراً اعلامیہ پڑھا ''ہم شمال کے لوگ مقروض نہیں بلکہ قرض خواہ ہیں اور امیر ممالک ہمیں ہمارے قرضے واپس کریں'' بالکل درست ہے۔

2۔ قرضوں پر شرح سود

شمال کے کئی ممالک 70 کی دہائی میں تیزی سے مقروض ہوئے۔ وجہ یہ تھی کہ 1970ء میں تیل کے عالمی بحران نے مغرب کو ہلا کر رکھ دیا اور امیر ممالک نے اپنی معیشتوں کو سہارا دینے کیلئے غریب ممالک کو اونچی شرح سود پر قرضے دیئے اور ایسے معاہدات کئے جن میں شرائط رکھی گئیں کہ شرح سود مارکیٹ شرح کے مطابق قابل تبدیل ہوگی، بذات خود یہ شق غیر قانونی تو نہیں مگر جزوی طور پر اس شق کی وجہ سے شمال کے ممالک کے قرضے تیزی سے بڑھ گئے کیونکہ 1980ء کے آخر تک مارکیٹ ریٹ کے مطابق قرضوں پر شرح سود کئی گنا بڑھ گئی جبکہ 70 کی دہائی میں یہ شرح نسبتاً کافی نیچے تھی۔ لہٰذا شرح سود کے ارتقاء کا تاریخی جائزہ قرضوں کے آڈٹ کے لئے نہایت ضروری ہے۔

اگر شرح سود کے ارتقاء کا جائزہ لینا ہو تو برازیل کی مثال مناسب ہوگی۔ برازیل نے 1978ء سے 2002ء تک یعنی 24 سالوں کے دوران 527 ارب ڈالر کے قرضے حاصل کئے اور اس دوران قرضوں اور ان پر سود کی ادائیگی کی شکل میں 685 ارب ڈالر واپس کئے۔ یعنی 24 سالوں میں 58 ارب ڈالر اصل زر سے زائد واپس کرنا پڑے۔ جب کہ اسی دوران اس کے بیرونی قرضوں کا حجم 5 گنا بڑھ گیا۔ یعنی 52.8 ارب ڈالر سے بڑھ کر 230 ارب ڈالر ہو گیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ برازیل نے آئی ایم ایف اور پیرس کلب سے لئے گئے قرضوں کی تمام ادائیگی 2005ء میں شیڈول سے پہلے کر دی۔

برازیل کے بارے اس ریسرچ کے فریم ورک میں کوئی ایسا تجزیہ کرنا جس کے رو سے بڑے معاشی اشاروں یعنی سالانہ شرح نمو اور سالانہ قومی پیداوار کے اعداد و شمار کو بیرونی قرضوں کے حجم سے جوڑ کر دیکھا جائے تو دلچسپ صورت حال سامنے آسکتی ہے۔ یہ تحقیق ہمیں قرضوں کے کسی ملک کی معاشی اور سماجی حالات پر مرتب کردہ اثرات کے اندر جھانک کر یہ دیکھنے کا موقع بھی فراہم کرتی ہے کہ کوئی ملک کس طرح قرضوں کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی ریسرچ ہمیں قرضوں کا آڈٹ کرتے وقت بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔

اس مقصد کے لئے ہمیں کرنسی کے شرح تبادلہ کے بارے پالیسیوں کے ارتقاء (خاص کر ڈالر کے مقابلے میں کسی ملک کی قومی کرنسی کا شرح تبادلہ) کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اندازہ ہونا چاہیے کہ ڈالر کے مقابلے میں کرنسی کی قدر میں کمی کا سیدھا مطلب ہے کہ ڈالر خریدنے کیلئے غریب ممالک کو اپنی برآمدات کے حجم میں اضافہ کرنے پڑے گا۔ جس کا اُس ملک کی معیشت پر منفی اثر ہوگا۔

3۔ پرائیویٹ قرضے کا تجزیہ کرنا

آڈٹ کرتے وقت غیر ملکی اور عالمی مالیاتی اداروں کے قرضوں کے جائزے کے ساتھ ساتھ ملک کے اندر بعض اداروں اور افراد کی طرف سے لئے گئے پرائیویٹ قرضوں کے ارتقاء اور اس کے دیگر بیرونی قرضوں کے ساتھ تعلق کی بھی جانچ پڑتال کرنا از حد ضروری ہے۔ جتنے بھی پرائیویٹ قرضے لئے جاتے ہیں وہ معاہدے کے مطابق غیر ملکی کرنسی میں ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جب پرائیویٹ ادارے اور افراد لیا گیا قرضہ نہیں چکاتے تو وہ آخر کار تو ریاست کی ذمہ داری قرار پاتا ہے اور ریاست

اس قرضے کو قومیاتے ہوئے اسے ادا کرنے کی حامی بھر لیتی ہے اور عام طور پر یہ جاننے کی زحمت نہیں کی جاتی کہ یہ پرائیویٹ قرضہ کیوں ادا نہ کیا گیا اور کیا ریاست کی طرف سے اسے قومیانے کی کوئی خاص دلیل موجود ہے۔ پرائیویٹ قرضوں کا تجزیہ کرنے سے ہم ان افراد اور پرائیویٹ اداروں کو بے نقاب کر سکتے ہیں جو قوم پر ان قرضوں کا بوجھ ڈال کر بھاگ جاتے ہیں جو نہ تو نے لیے ہوتے ہیں اور نہ ہی ان پر استعمال ہوئے ہوتے ہیں۔

1980ء میں برازیل میں پرائیویٹ قرضوں کو قومیاء گیا۔ یونافسکو نامی تنظیم کے مطابق 2005ء کے آخر تک برازیل کے ذمے جتنے بھی بیرونی قرضے تھے ان میں سے آدھے وہ پرائیویٹ افراد کے قرضے تھے جو 1980ء میں قومیائے گئے۔ اور یہ پرائیویٹ قرضے برازیل کے عوام ادا کرنے پر مجبور ہیں۔ پرائیویٹ قرضوں کے حوالے سے سب سے بھدی مثال ارجنٹائن کی ہے جہاں کی اپر کلاس نے پرائیویٹ قرضے حاصل کرنے کے بعد ادا نہ کئے اور آخر کار حکومت ارجنٹائن کی ذمہ داری قرار پائے جس کی وجہ سے اس ملک کے بیرونی قرضوں کے حجم میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا۔

سٹی کوپس نامی تنظیم کے صدر جان ریڈ کے مطابق ارجنٹائن کے پرائیویٹ افراد کی طرف سے حاصل کئے گئے کل پرائیویٹ قرضوں کا تین چوتھائی واپس ان بینکوں میں پہنچ گیا جو قرضے کا کاروبار کرتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان امیر افراد کی طرف سے لیا گیا قرضہ صحیح استعمال نہیں ہوا۔ پہلا امکان تو یہ ہے کہ جہاں سود زیادہ ملتا ہے یہ پیسہ وہاں چلا جاتا ہے یعنی کرنسی مارکیٹ میں خاص کر امریکہ کی کرنسی مارکیٹ میں لگا دیا جاتا ہے۔ یا پھر ان بینکر میں رکھ دیا جاتا ہے جو زیادہ منافع دیتے ہیں۔ ہوتا یوں ہے کہ ایک طرف پرائیویٹ قرضہ ادا نہ ہونے کی صورت ریاست کی ذمہ داری قرار پاتے ہوئے بیرونی قرضوں میں اضاضہ ہو جاتا اور دوسری طرف ریاست یہ قرضہ اتارنے کیلئے پھر سے ان بینکوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہے جن کے ہاں پرائیویٹ قرضہ ہڑپ کرنے والوں نے پیسہ جمع کروایا ہوتا ہے۔ اس طرح وہ بینک وہی پیسہ بطور قرض دے کر اس ملک پر احسان کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن قرضے کا یہ شیطانی چکر یہی نہیں رکتا بلکہ ریاست پھر سے ان بینکر سے لئے گئے قرضوں کو کم شرح سود پر پرائیویٹ سرمایہ کاروں کو ملکی ترقی کے منصوبوں کے نام پر دے دیتی ہے۔ اور یہ سرمایہ کار ایک بار پھر قرضوں کا کچھ حصہ ہڑپ کر جاتے ہیں اور اس طرح پرائیویٹ قرضے میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ دراصل ارجنٹائن میں ایسا ہی ہوا۔ 1981ء سے لئے گئے تمام پرائیویٹ قرضے حکومت کو قومیاٹے پڑ گئے ہیں جو قرض دینے والے ممالک کے دباؤ پر کیا گیا ہے۔

مشہور الموس ٹرائل میں پرائیویٹ قرضوں کے قومیانے کے سوال پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ کس طرح حکومت نے نئے قرضے لئے تا کہ پرائیویٹ اداروں کے ذمے قرضوں کی ادائیگی ہو سکے۔ اس ٹرائیل میں جج نے 477 سنگین بے قاعدگیوں کی نشاندہی کی تھی۔ جن پر ایکشن کیلئے اس رپورٹ کو قومی کانگریس میں بھیج دیا گیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس رپورٹ پر بحث کیلئے درکار اکثریت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اس پر بحث نہ ہو سکی، اس کیس میں اس وقت کے وزیر خزانہ الفریڈ و کو مورد الزام ٹھہرایا گیا تھا۔ لیکن اُسے اپنی کرتوتوں کی کبھی سزا نہیں مل سکی۔

آڈٹ کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ قرضوں کے اس طرح کے پہلوؤں پر روشنی ڈالے۔ دوسری طرف جنوب کے ممالک میں

بھی اکثر ''پرائیویٹ'' کریڈٹ کو قومیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ پرائیویٹ کریڈٹ قومی بینکوں سے حاصل کیا گیا تھے جنھوں نے بغیر سوچے سمجھے یہ پیسے قرضہ دینے والوں اداروں کو دیئے تھے اور بعد میں قرضوں میں کمی کے غیر منطقی آپریشن شروع کر کے بوجھ جنوب کے عوام پر ڈال دیا۔ جو ٹیکسوں کی شکل میں یہ بوجھ اٹھانے پر مجبور ہیں۔ یہاں بات بھی قابل ذکر ہے مرکزی بینکوں کی مالیاتی اور کرنسی کے تبادلہ کی پالیسیوں کا جائزہ لیا جائے جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ دراصل عوام کو غیر مناسب مالیاتی پالیسیوں کی کتنی بھاری قیمت ادا کرنا پڑ رہی ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابتدائی قرضے لوٹانے کے لئے جب نئے قرضے لئے جاتے ہیں تو پرانے قرضے فہرستوں سے غائب کر دیئے جاتے ہیں اور آڈٹ کے وقت ابتدائی قرضوں کے بارے معلومات نہیں مل پاتی۔

4۔ قرضوں کے معاہدات پر دستخط کرنے والوں کی شناخت اور معاہدات کی مدت کا تعین کرنا

قرضوں کے معاہدات پر دستخط کرنے والے سرکاری افسران، اہلکار اور بیوروکریٹس کی نشاندہی کرنا اور اس بات کا کھوج لگانا بھی ضروری ہے کہ کیا یہ افسران معاہدہ کے وقت ملکی قوانین اور ضوابط کے تحت معاہدہ کی دستاویزات پر دستخط کرنے یا اس کی منظوری دینے کے مجاز تھے۔ برازیل کے قرضوں کے آڈٹ کے دوران یہ چیز سامنے آئی کہ آمرانہ حکومت کے دور میں قرضوں کے معاہدات پر جن سرکاری افسران کے دستخط تھے وہ قانونی طور پر ایسا معاہدہ کرنے کے مجاز نہیں تھے اور یہ معاہدات وفاقی سینٹ کے علم میں لائے بغیر اور اس کی منظوری کے بغیر ہی کر لئے گئے۔ یہ بھی پتہ چلا کہ کئی خفیہ معاہدات بھی کئے گئے جو قومی اور عوامی مفاد میں نہیں تھے۔ بین الاقوامی نظریہ کہتا ہے کہ ایسے معاہدات کے تحت دیئے اور لئے گئے قرضے غیر قانونی ہیں۔ لہذا انہیں منسوخ ہونا چاہیے۔

5۔ قرضوں کو دوبارہ سے بانڈز میں تبدیل کرنا

1990ء میں جنوب کے ممالک اور عالمی مالیاتی اداروں کی طرف سے نئے سرمائے کی پیشکش سے تیسری دنیا کے بیرونی قرضوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ کچھ ممالک میں قرضوں کے معاہدات کو قرضوں کے سٹیفکیٹ یا بانڈز میں تبدیل کر دیا گیا جو دوسرے سرمایہ کاروں کو فروخت کئے جا سکتے ہیں۔ اس طرح قرضہ کئی حصوں میں تقسیم ہو گیا جس کی وجہ سے کسی خاص معاہدہ پر دوبارہ گفتگو کرنا یا آڈٹ کرنے کا عمل مزید پیچیدہ ہو جاتا ہے (اس پر تفصیلی بحث ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی کے باب میں کی گئی ہے) یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سرمایہ کی اس طرح کی پیشکش غیر قانونی قرضوں کی فہرست میں آتی ہے (تفصیلی بحث باب نمبر 4 میں کی گئی ہے) کیونکہ یہ پیشکش ایسے پرانے قرضوں پر سود کی ادائیگی نپٹانے کے لئے کی جاتی ہے جو بذات خود غیر قانونی ہوتے ہیں۔

تمثیل

سرکاری قرضوں کی نجکاری۔ افریقہ ایک لیبارٹری

جھاں ایک طرف تیسری دنیا کے کچھ ممالک میں پرائیویٹ قرضوں کو قومیا یا گیا وھاں افریقین ممالک میں الٹا تجربہ کیاجارھا تھا یعنی سرکاری قرضوں کی نجکاری کی جارھی تھی. قرضوں کا آڈٹ کرتے وقت ایسے پھلوئوں کو بھی مدنظر رکھنا چاھیے. 1980ء کی دھائی میں عالمی مالیاتی اداروں اورمغربی حکومتوں کو احساس ھوا کہ تیسری دنیا کی بھت سی ریاستی اس قابل نھیں رھیں کہ وہ اپنے ذمے واجب الادا قرضوں کو روایتی طریقوں سے ادا کرسکیں. لھٰذا یہ تجویز دی گئی کہ معاشی مشکلات میں گھرے ممالک کے سرکاری قرضوں کا نظم و نسق مارکیٹ یا پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے کر دیا جائے جس میں کمرشل بینکر بھی شامل ھوں. پھر 1991ء میں نام نھاد ھوسٹن طریقہ کار متعارف کرایا گیا. جس کے مطابق سرکاری قرضوں کو مارکیٹ میں فروخت کر دیاگیا اور اس طرح وہ قرضے جو کبھی حکومتوں کے کریڈٹ تھے اب پرائیویٹ کریڈٹ بن گئے. اس سارے عمل میں یہ ھوا کہ مختلف سطحوں پر کرپشن اورگھپلوں کے مواقع پیدا ھوئے. نائیجریا پھلا ملک ھے جس نے سرکاری قرضوں کی نجکاری کا باقاعدہ پروگرام تشکیل دیا اور اس کے ساتھ ساتھ سرکاری اداروں کی بھی نجکاری شروع کر دی 600 سرکاری اداروں میں سے 110 کی نجکاری کر دی.

سرکاری قرضوں کی نجکاری کا یہ پروگرام سست رومگر عدم شفاعیت کا شکار رھا . ان بانڈز کے حصول کے بدلے اصلی کریڈیٹرز اپنا کریڈٹ چھوڑ دیا اور بانڈز خریدنے والوں کو یہ فائدہ ھوا کہ انھوں نے نائیجریا کے سنٹرل بینک سے ڈالر خرید لئے. اس طرح پیپر کرنسی کی بڑے پیمانے پر تبدیلی کے عمل میں اضافہ ھوا. غیر ملکیوں نے نائیجرین کرنسی میں بانڈز خریدے اور پھر سنٹرل بینک میں یہ بانڈز فروخت کرنے ڈالرز خرید لئے. پیپر کرنسی مارکیٹ میں اس تیزی کی وجہ سے نائیجریا سے پیسہ تیزی سے باھر جانا شروع ھوگیا. قرضے کی اس نجکاری نے کرپٹ سیاستدان، بیوروکریٹس، جرنیلوں اور دیگر مافیا کو کالادھن سفید کرنے کا موقع بھی فراھم کیا. اس کے ساتھ نائیجریا میں اباچا آمریت کوبھی موقع مل کیا کہ وہ تیل کے سرمایے کو قرضوں کے

قرضوں کے بانڈز سے نتھی کرنے کی شرط سے آزاد ھوگئی. عالمی مالیاتی اداروں نے بھی نائیجریا کی حوصلہ افزائی کہ وہ تیزی سے اپنے قرضوں اور تیل کی صنعت کے رسک کو مارکیٹ میں ٹرانسفر کردے.

دوسری طرف انگولا میں قرضوں کا چکر بالکل مختلف ھے اگر چہ یہ بھی قرضوں کی نجکاری کا ھے نتیجہ ھے یہ ملک اپنی آزادی حاصل کرتے ھی بھاری قرضوں کی جھکڑ میں آگیا. چونکہ آزادی کے فوراً بعد یھاں خانہ جنگی شروع ھوگئی جو 25سال جاری رھی . لھٰذا زیادہ ترقرضے خانہ جنگی کی نذر ھوگئے. مغربی بینکوں نے انگولا کی وزرات دفاع سے بات کرنے کی بجائے براہ راست اسلحہ سازکمپنیوں سے کھا کہ وہ انگولا کو اسلحہ فراھم کریں. کئی معاھدات میں ایکسپورٹ کریڈیٹ ایجنسی نے گرانٹی دی اور یہ معاھدات انگولا کی حکومت سے کسی قسم کی گرانٹی پوچھے بغیر دئیے گئے . کئی سوئس بنکرز نے کسی بھی طرح کے مالی انتظامات کئے بغیرانگولا کے تیل کو Pledge کر کے قرضے دئیے. اس طرح کے قرضوں کا آڈٹ ھونا نھایت ضروری ھے.

6۔اندرونی قرضوں اورریاستی مالیاتی پالیسیوں کا ارتقاء

حکومت مختلف سرکاری ادارے یا مرکزی بنک جب کسی ایسے مالیاتی ادارے سے قرضہ حاصل کرتے ہیں جو اسی ملک کے اندر واقع ہو یا پھر اپنے ملک کے اہم بینکر کے ذریعے بیرونی اداروں سے قرضہ حاصل کرتے ہیں تو ایسے قرضے کو اندرونی قرضہ کہتے ہیں اور یہ قرضے عام طور پر مقامی کرنسی میں ہوتے ہیں اور اس کرنسی کی قدر میں کمی پیشی سے مشروط ہوتے ہیں۔ اندرونی اور بیرونی قرضوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور کسی ملک کی اختیار کردہ مالیاتی پالیسی کا اُس کے اندرونی قرضوں پر گہرا اثر پڑتا ہے جس کے نتائج بیرونی قرضوں پر بھی منتج ہوتے ہیں۔ بیرونی قرضوں پر ادائیگیوں کا بوجھ کم کرنے کی مسلسل ضرورت دراصل اندرونی قرضوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اس کے علاوہ بیرونی تجارت، مالیاتی اور دیگر پالیسیوں میں گاہے بگاہے ترامیم بھی، اندرونی قرضوں میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ بیرونی سرمایے کی ضرورت بھی حکومتوں کی قومی کرنسی بانڈز جاری کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ بانڈز ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو عام طور پر اونچی شرح سود پر فروخت کر دیئے جاتے ہیں۔ شمال کے اکثر مما لک کے اندرونی سرکاری قرضوں میں پچھلے 20 سالوں میں اضافہ ہوا ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اندرونی قرضوں میں اس اضافے کا بیرونی قرضوں کے بحران سے گہرا تعلق ہے۔ جس میں 1990ء کی دہائی میں بار بار آنے والے مالیاتی بحران اور پھر ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی طرف سے نافذ کردہ Shock Treatment میں شامل ہیں۔

اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ شمال کے ممالک کے بینکوں کے بڑے حصے جنوب کے بڑے بینکوں نے خرید رکھے ہیں جس کی وجہ سے اندرونی قرضوں کا کچھ حصہ بیرونی سرکاری قرضوں کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ لہٰذا آڈٹ کے فریم ورک میں اندرونی اور بیرونی قرضوں کا ایسا آپسی تعلق جاننا بھی دلچسپ کام ہے۔ شمال کے ممالک میں اندرونی اور بیرونی قرضوں کا یہ تعلق بہت گہرا ہے۔ اس تعلق کی وضاحت کیلئے برازیل کی مثال مناسب رہے گی۔

برازیل میں حکومت کی طرف سے کرنسی کے استحکام اور مہنگائی کنٹرول کرنے کیلئے تیار کی گئی پالیسیوں کے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ان پالیسیوں کے تحت مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے گئے۔

i۔ غیر ملکی اشیاء کی درآمدات پر پابندیاں نرم کرتے ہوئے کسٹم ڈیوٹی میں خاطر خواہ کمی کی گئی۔

ii۔ کرنسی پر شرح تبادلہ کو قابو رکھنے کی عارضی پالیسی کی وجہ سے برآمدت میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوا جس سے قومی صنعت کو نقصان ہوا۔

iii۔ اندرونی شرح سود میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا۔ درآمدات اور برآمدات بڑھانے اور بیرونی سرمایہ کاری کو ملک میں لانے کیلئے ڈالرز میں قرضے حاصل کئے گئے۔ اندرونی قرضوں کو لٹانے کیلئے جو سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے وہ اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاروں نے خریدے جن پر شرح سود زیادہ ہونے کی وجہ سے برازیل پر قرضوں کا بوجھ بڑھ گیا۔ یعنی 1994ء میں امدادی قرضوں کا بوجھ 59.7 بلین ڈالر سے بڑھ کر 2005ء میں 950 بلین ڈالر ہو گیا۔

iv۔ قرضوں پر ادائیگی کے بعد اضافی بجٹ کو قائم رکھا گیا جس کی وجہ سے سماجی شعبے کی ترقی کے لئے مخصوص بجٹ کم کر دیا گیا۔

ان اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاری قرضوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا۔ مقامی صنعت گھاٹے میں جانے لگی جس کا اثر مزدور طبقے براہ راست بڑا زیادہ شرح سود کی وجہ سے سٹاک مارکیٹ کو تو فائدہ ہوا مگر پیداواری شعبہ کو نقصان ہوا اور قومی معیشت کو بڑا دھچکا لگا۔ وہ بنک جنہوں نے اپنا سرمایہ قرضوں کے سرٹیفکیٹ پر لگایا اُن کا منافع کئی گنا بڑھ گیا۔ اور برازیل کی بیرونی قرضوں کے بارے پالیسی کمزور ہونے کی وجہ سے شرح سود بہت اُونچی چلی گئی ہو۔

برازیل میں اندرونی قرضوں پر شرح سود کا ارتقاء

صورت حال	شرح %	مہینہ	سال
ایشین بحران	44.92	نومبر	1997
ریشین بحران	42.70	نومبر	1998
برازیلین بحران	41.91	اپریل	1999
ارجنٹائن بحران	19.5	ستمبر	2001
عالمی ایجنسیوں کی طرف کنٹری رسک پر جوڑ توڑ	26.56	جون	2003
امریکہ کی طرف سے شرح سود میں اضافہ	17.75	دسمبر	2004

ذرائع اعداد و شمار (مرکزی بینک برازیل)

اندورنی قرضوں کے ارتقاء کی مالیاتی پالیسی کا جائزہ لیتے وقت تجزیہ اس انداز سے کرنا چاہیے کہ ہمیں بیرونی قرضوں اور اُن پر ادائیگوں کے بیلنس کا پتہ چل سکے اور سراغ لگایا جا سکے کس حد تک سرمایہ باہر چلا گیا ہے اور یہ کہ باہر سے آنے والی براہ راست سرمایہ کاری کی نوعیت کیا تھی اور اُس کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس سے تھوڑا آگے بڑھتے ہوئے یہ جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ ریاستی قرضوں کے معاہدات اور علاقائی سطح پر سرمایہ کاری یا تجارتی معاہدوں (ماضی یا حال میں ہونے والے دونوں) کے کس ملک کی معیشت پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔

7۔ نجکاری میں شامل کمپنیوں کی فہرست بنانا

1990 کی دھائی میں تیسری دنیا کے ممالک میں نفع بخش سرکاری اداروں کی بڑے پیمانے پر نجکاری کی گئی، ان میں سے کچھ ادارے بیرونی گروپس کو کڑیوں کے بھاؤ فروخت کر دیئے گئے۔ اس طرح یہ گروپس خام مال اور خدمات تو مقامی ملک کی حاصل کرتے ہیں لیکن منافع اپنے ملک واپس بھیج دیتے ہیں۔ اس سے ہوتا یہ ہے کہ مقامی ملک کی فارن کرنسی حاصل کرنے کی ضرورت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جسے پورا کرنے کے نتیجے میں اُس ملک کے بیرونی قرضوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ 1990ء کی دھائی میں ارجنٹائن میں 90% قومی بینکوں اور 40% قومی صنعتوں کی نجکاری کی گئی۔ آڈٹ شروع کرتے ہوئے نجکاری کے عمل اور اسے کیلئے اختیار کئے گئے طریقہ کار کو دیکھنا ہوتا ہے۔ آڈٹ کا عمل اور زیادہ مفید ہو سکتا ہے اگر ہمارے پاس مندرجہ ذیل معلومات ہوں۔

i۔ سرکاری اداروں اور اثاثوں کی نجکاری کے متعلق کسی ملک کی طرف سے کی گئی قانون سازی۔

ii۔ بیرونی سرمایہ کاری اور بیرونی تجارت کے بارے کئی گئی قانون سازی۔

iii۔ ورلڈ بینک کے عالمی سنٹر برائے سرمایہ کارانہ تصفیہ جات (ICSID) کے دائرہ اختیار کو کس حد تک جگہ دی گئی۔

8۔ قرضوں کے معاہدات کا تجزیہ کرنا

پچھلے سیکشن میں زیر بحث لائے گئے اشاروں (indications) کی بنیاد پر بیرونی قرضوں سے متعلقہ تمام طرح کی دستاویزات ایک جگہ جمع کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان دستاویزات کا پہلے سے قائم شدہ ریفرنس گریڈ کے مطابق تفصیلی تجزیہ کیا جا سکے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تمام عالمی مالیاتی ادارے اور بڑے مالیاتی ایجنٹ قرضوں کیلئے ایک ہی معیار کا کنٹریکٹ استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ان معاہدات کے تجزیے کیلئے ایک جنرل طریقہ کار صحیح رہتا ہے۔

سب سے پہلے اُن مجاز سرکاری اہلکاروں کی نشاندہی کی جائے جنہوں نے ان معاہدات پر دستخط کئے تھے ان بات سے ہمیں یہ پتہ چل جائے گا۔ کہ معاہدات کہاں کئے گئے اور ان کی متعلقہ دفائیں کہاں موجودہ ہیں۔ برازیل میں سینٹ وہ ادارہ ہے جو معاہدات کی آخری منظوری دیتا ہے۔ لہٰذا شہریوں کی طرف شروع کردہ آڈٹ کے دوران اپوزیشن ارکان کی مدد سے ان معاہدات تک رسائی کئی گئی۔ اس عمل کے دوران یہ اندازہ ہوا کہ ملٹری گورنمنٹ کے دور حکومت میں کئے گئے قرضوں کے معاہدات سے متعلق دستاویزات موجود نہیں اور یہی دور تھا جب برازیل کے قرضے تیزی سے بڑے، برازیل کے شہریوں کے گروپ کی طرف سے آڈٹ کیلئے جو دستاویزات حاصل کی گئیں اُن کے تجزیہ سے مندرجہ ذیل اشارے ملتے ہیں۔

سرکاری دستاویزات

سینٹ کی طرف سے فہرست کردہ 815 معاہدات میں صرف 238 معاہدات ایسے تھے، جن کا ریکارڈ سینٹ کے محافظ خانے سے مل سکا۔ ان دستاویزات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سینیٹرز نے قرضوں کے معاہدات کا تجزیہ کئے بغیر ہی اُن کی منظوری دے دی تھی۔ ان 815 معاہدات کے ذریعے 219 ملین ڈالر کے قرضے حاصل کئے گئے تھے۔ جن 238 معاہدات کی دستاویزات میسر ہوئیں وہ 1987ء سے لیکر 2005ء تک لئے گئے کل قرضوں کے 20 فیصد کے بارے میں تھیں۔ برازیل کی مقامی تنظیم یونافسکو نے ان 238 دستاویزات کا تفصیلی جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ سینٹ نے 7 مرتبہ حکومت کو 124 ارب ڈالر کے سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا حکم دیا تھا۔

برازیل کے قرضوں کے معاہدات کی سمری (1964-2001)

قرضوں کے معاہدات کا کل تناسب	حاصل کئے گئے قرضوں کا مجمعہ	معاہدات کے منظوری کا تناسب %	سینٹ کی طرف سے اجازت نامے	
56.55	124ارب ڈالر	0.86	7	جاری کردہ سرٹیفکیٹ
19.46	42.66ارب ڈالر	29.20	238	معاہدات جن کا ریکارڈ مل سکا
23.99	52.60ارب ڈالر	69.94	570	معاہدات جن کا ریکارڈ نہ مل سکا
100.00	219ارب ڈالر	100.00	815	کل

ذرائع معلومات (یونافسکو)

دستاویزات کی زبان

یونافسکو کی ریسرچ کرنے والی ٹیم کے سامنے یہ بات بھی آئی کہ قرضوں کے معاہدات میں برازیل کی سرکاری زبان پرتگالی استعمال نہیں کی گئی تھی اور نہ ہی ان معاہدات کا پرتگالی میں ترجمہ موجود تھا۔

B ۔ مرکزی حکومت کا قرضوں کے معاہدات میں کردار

تحقیق کے دوران یہ دلچسپ حقیقت بھی سامنے آئی کہ 1964 سے 1987 کے درمیان کوئی ایک معاہدہ بھی ایسا نہیں تھا جو برازیل کے اُس ادارے کے ساتھ ہوا جو قرضوں کے بارے مرکزی حکومت سے درخواست کرنے کا مجاز ہے۔ فوجی آمریت کے اس پورے دور میں تمام معاہدے مرکزی حکومت نے کئے اور کانگرس کو باقاعدہ ان معاہدات کی چیکنگ سے روک دیا گیا۔ حکومتی انتظامیہ نے بغیر کسی ادارے کو اعتماد میں لیے بیرونی بینکوں سے ساری بات چیت خود کی۔

آئی، ایم، ایف کے قرضہ جات

ایک اور بات جو سامنے آئی وہ یہ تھی کہ آئی، ایم، ایف کے ساتھ کئے گئے معاہدات میں سے کسی کا بھی ریکارڈ سینٹ کے محافظ خانے سے نہ مل سکا۔ جس سے فوجی آمریت کے دور میں کانگرس کی لاچارگی کا اندازہ ہوتا ہے۔

قرضوں کے معاہدات میں بڑی شرائط کی نشاندہی

سینٹ کے محافظ خانے سے حاصل ہونیوالے قرضوں کے معاہدات کی تفصیلی تحقیقات کے بعد مالیاتی اداروں کی طرف سے نافذ کردہ جو بڑی شرائط سامنے آئی یونافسکو نے اُن کی مندرجہ ذیل فہرست تیار کی۔

1964ء سے 2001ء کے دوران برازیل کو دیئے جانے والے قرضوں کے معاہدات میں پائی جانے والی بڑی شقیں اور شرائط

شرائط	مہیا کئے گئے قرض کی حجم (ارب ڈالر)
شرح سود Floating ہوگی	91.78
تمام اقساط برازیل کے حکومتی ٹیکسوں سے مبرا ہوں گی	77.19
جھگڑے کی صورت میں تصیفہ کوئی بیرونی فورم کرے گا	58.61
حکومت برازیل ورلڈ بینک اور آئی، ایم، ایف کا پلان اختیار کرے گی	38.15
قرضوں اور سود کی ادائیگوں کے حوالے سے حکومت برازیل براہ راست اور غیر مشروط طور پر ذمہ دار ہوگی	37.14
سرمایے کی ملکی سرحدوں سے باہر ہجرت پر حکومت برازیل کنٹرول نافذ نہیں کرے گی	34.05
برازیل کے دیگر قرضوں پر پہلو بہ پہلو نرمی کرنے سے پہلے اس قرضدار کی رضامندی ضروری ہے	34.05
معاہدے کے متعلق ہر طرح کی خط و کتابت صرف انگریزی زبان میں ہوگی	34.05
مقروض ملک نجکاری کے بارے تمام معلومات نیلامی کے ایک ہفتے کے اندر پیش کرے گا	34.05
نجکاری سے حاصل کی گئی رقم صرف ان ممالک سے خریدی گئی چیزوں اور خدمات پر خرچ کی جائے گی۔ جنہیں کریڈٹ دینے والا ادارہ Recommend کرے گا۔	34.14
قرضے کی شکل میں دی گئی رقم پر نگرانی ٹیکس (05-to1%) قرضہ لینے والا ملک ادا کرے گا۔	12.11

ذرائع معلومات: یونا فسکو (برازیل سینٹ)

خط رضا مندی(Letter of intent) اور کنٹری اسسٹنس سٹریٹجی(CAS)

قرضوں کے معاهدات کا تجزیه کرتے وقت مفید هوتا هے اگر هم کسی ملک اور آئی، ایم، ایف کے مابین طے پانے والے خط رضا مندی اور ورلڈبینک اور کسی ملک کے درمیان طے هونے والے CAS معاهدوں کا بھی ممکن طریقے سے تجزیه کریں.

اگر کسی ملک کے قرضوں کا بوجھ خطرناک حد تک بڑھ جائے تو آئی، ایم، ایف " آخری مددگار" کے طور پر سامنے آتا هے. اس مرحلے پر مقروض ملک سے کها جاتا هے که وہ خط رضامندی کی درخواست آئی، ایم ، ایف کے خصور پیش کرے. اس خط میں عام طور پر اُن تمام شفارسات پر رضامندی دی جاتی هے جو آئی، ایم، ایف نے متعلقه ملک سے پهلے سے کر رکھی هوتی هیں. مقروض ملک آئی، ایم، ایف سے وعده کرتا هے که وہ اسکی پسند کے مطابق مالیاتی ریکوری پروگرام میں اصلاحات نافذ کرے گا. اگریه خط رضامندی آئی، ایم، ایف کو مطمئن کر دے تو مقروض ملک کو منظوری کا معاهده جاری کر دیا جاتا هے جسے Standby کهتے هیں. اور اس کے ساتھ کریڈٹ دیا جاتا هے جسے " قرضه حاصل کرنے کے مخصوص حقوق "(SDRs) کها جاتا هے اس طرح آئی، ایم، ایف نهایت مکارانه طریقے سے شمال کے ممالک سے اپنے وہ مطالبات منوالیتا هے جو عام حالات میں منوانا مشکل هوتے هیں.

برازیل میں شهریوں کی طرف سے شروع کرده آڈٹ کے دوران اس طرح کے ایک خط رضا مندی کا بھی تجزیه کیا گیا. جس سے پته چلتا هے که عالمی مالیاتی اداروں کے مطالبات اور مقروض ملک کی طرف سے مالیاتی اصلاحات کا آغاز کا آپس میں گھرا تعلق هے. برازیل میں لولا حکومت نے بڑھتے هوئے قرضوں کی ادائیگی کیلئے آئی، ایم، ایف کے تمام مطالبات مان لیے. ان میں زیاده تر مطالبات کا تعلق مالیاتی اور پنشن پالیسی میں اصلاحات اور نجکاری کے عمل میں (خاص کر بینکوں کی نجکاری) تیزی لانا شامل تھا.

جهاں تک CAS (کسی ملک کی مدد کرنے کا طریقه کار) کا تعلق هے یه ایک وعده هوتا هے جو مقروض ملک عالمی بینک کے ساتھ کرتا هے. اس کی مدت عام طور پر 3 سے 5 سال تک کی هوتی هے اور یه وعده غربت میں کمی کے پروگرام سے منسلک هوتا هے. اس وعدے کی دستاویز عالمی بینک تیار کرتا هے. جس کا تعلق مستقبل میں بینک کی طرف سے اُس ملک میں لیے جانے والے اقدامات اور حکومت پرعائد کچھ ذمه داریوں سے هوتا هے جیسے سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ وغیره، وعدے کی یه دستاویز (CAS) حکومت میں تبدیلی کی صورت میں بھی نافذ عمل رهتی هے.

C ۔ قرضوں کے استعمال کا جائزہ لینا

قرضوں کے معاہدات کا تجزیہ نسبتاً ایک مشکل اور پچیدہ کام ہوتا ہے۔لیکن اس کے بعد تجزیے کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ جہاں ہم یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کونسا قرضہ قانونی تھا اور کونسا غیر قانونی ،یعنی اس مرحلے پر ہم دیئے گئے قرضوں کے استعمال کے طریقہ کار کو پرکھتے اور جانچتے ہیں۔اس مرحلے پر مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

i۔ قرضہ کس مقصد یا کام کیلئے دیا گیا؟

ii۔ قرضے کا استعمال کس کام پر اور کیسے ہوا؟

iii۔ کیا یہ قرضہ کسی مطالبے سے تو مشروط نہیں تھا۔

iv۔ اگر کوئی مطالبہ منسلک تھا تو کس پارٹی کے مفاد کی حفاظت کرتا تھا؟

v۔ کونسا سرکاری ادارہ یا شعبہ ان سرکاری فنڈز کے استعمال کی مانیٹرنگ پر متعین تھا اور کیا اُس ادارے نے اپنی ذمہ داری پوری کی؟

عام طور پر اکثر ممالک میں آڈیٹر جنرل کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ سرکاری فنڈز کے استعمال پر نظر رکھے اور جانچ پڑتال کرے۔

1 ۔ ان سوالات کے جوابات حاصل ہونے کے بعد جو صورت حال سامنے آتی ہے اُس سے کبھی کبھار اندازہ ہوتا ہے کہ قرضوں کے حصول کیلئے تیار کئے گئے کئی منصوبے بیچارے فائلوں سے باہر نہ آئے پائے اور پیسہ کہیں اور استعمال ہو گیا۔ مثال کے طور پر تنزانہ کی حکومت نے ورلڈ بینک سے 26 مختلف زرعی منصوبوں کیلئے 575 ملین ڈالر کے قرضے حاصل کئے۔ لیکن یہ رقم ان منصوبوں پر استعمال نہ ہوئی۔اسی طرح قرضوں کی جانچ پڑتال کرنے والے ایک کمیشن کے مطابق 61 مختلف منصوبوں کیلئے تنزانیہ نے 5 ارب ڈالر کے غیر ملکی قرضے حاصل کیئے۔لیکن یہ رقم ان منصوبوں کی بجائے کہیں اور خرچ کر دی گئی۔قرضوں کے استعمال کی پڑتال کیلئے معروف وکیل بوراراموس نے جو طریقہ کار تجویز کیا ہے اُسکے دو درجے ہیں۔ پہلے درجے پر اُن مقاصد کی شناخت ہے جن کی تکمیل کیلئے قرضہ دینے والے ادارے یا ملک نے قرضہ دیا۔اسے بنیادی کا قرضہ (Primany debt) کہا جاتا ہے دوسرے درجے پر اُن مالیاتی ذرائع (Means) کا جائزہ لینا ہے جنہیں کریڈٹ دینے والے ملک یا ادارے نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے استعمال کیا (اس درجے پر ہمیں اُن حقائق ، راستوں ، سٹرکچر، سسٹم اور میکانزم کے بارے میں پتہ چلتا ہے جو استعمال کئے گئے) ان قرضوں کو ابھرتے ہوئے قرضے (Emerging Loans) کہا جاتا ہے۔

اس دوہری اپروچ کے استعمال کا مقصد یہ ہے کہ عوام کے سامنے یہ بات لائی جائے کہ لئے گئے قرضوں کا آخری اور حقیقی استعمال کہاں ہوا۔بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس منصوبے کیلئے قرضے لیے جاتے ہیں اُن پر استعمال کرنے کی

بجائے یہ رقم جنگ، جبر، نقصان دہ ترقیاتی کام یا کرپشن کو چھپانے کیلئے استعمال کرلی جاتی ہے۔ یہ وہ ذرائع ہوتے ہیں جنہیں دنیا کے بڑے معاشی گروپس اپنے مخصوص معادات کے حصول کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

لورا راموس اپنی کتاب میں پرائمری اور اُبھرتے ہوئے قرضوں کی گئی مثالیں پیش کرتی ہیں وہ اُبھرتے ہوئے قرضوں کے ایسے کیس پیش کرتی ہیں کہ جو قرضہ حاصل کیا اس کا آخر کار فائدہ پرائیوٹ سیکٹر کو ہوا۔ اس طرح کی بدعنوانی پکڑنے کیلئے آڈٹ کا طریقہ نہایت ضروری ہے تا کہ ثابت کیا جاسکے قرضے کا کونسا مخصوص حصہ غیر قانونی ہو چکا ہے۔ اکثر بیرونی قرضوں کو جائز ثابت کرنے کیلئے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے۔ وہ کسی ملک کے ضروری انفراسکچڑ ئی ترقی کیلئے لیے گئے۔ مثال کے طور پر سڑکوں، پلوں، نہروں، پائپ لائنوں، سکولوں اور صحت کے منصوبوں کی تعمیر وترقی جیسیکاموں کیلئے۔ لیکن ان قرضوں کا کچھ حصہ منصوبے شروع کرنے سے پہلے ابتدائی کاموں جیسے سٹڈی، تخمیہ اور دوسرے ذرائع معلومات اکھٹے کرنے کے نام پر صرف کر دیا جاتا ہے۔ جو عام طور پر بہت ضروری نہیں ہوتا۔ اور اس طرح کے ابتدائی کاموں کا مقصد دراصل وہ معلومات اکھٹی کرنا ہوتا ہے جو مستقبل میں کسی ملک کے وسائل کو لوٹنے میں مددگار ثابت ہوں۔ یہ وہ قیمت ہے جو شمال کے ممالک کو ادا کرنی پڑتی ہے تا کہ مختلف کارپشنز وہاں سرمایہ کاری کرنے پر رضامند ہو جائیں۔ غیر ملکی سرمایہ کاری کو ہمیشہ یہ کہہ کہ خوش آمدید کہا جاتا ہے کہ اس سے بیروزگاری میں کمی واقع ہوتی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح ثابت کیا جائے کہ بیروزگاری میں کمی واقع ہوئی ہے۔ صورت حال کو سمجھنے کیلئے ایکواڈور کی مثال پیش خدمت ہے۔

ٹیکسا کو آئل کمپنی پچھلے 26 سال سے ایکواڈور میں کام کر رہی ہے۔ یہ کمپنی 1926 میں قائم کی گئی۔ یہ پہلی کمپنی تھی جس نے ایکواڈور میں تیل کے ذخائز تلاش کرنے اور تیل نکالنے کا کام شروع کیا۔ 1971ء سے 1981ء کے دوران ایکوڈور حکومت نے ٹیکسا کو کمپنی کے آپریشنز اور سرگرمیوں کیلئے ضروری انفراسکچڑ تعمیر کیا اس دہائی کے دوران ایکواڈور کے بیرونی قرضوں کا حجم کئی گنا بڑھ گیا۔ جو 260 ملین ڈالر سے بڑھ کر 5870 ملین ڈالر تک پہنچ گئے۔ قرضے کی اس بڑھوتری میں خاصہ حصہ اُن اخراجات کا تھا جو ٹیکسا کو کمپنی کی سہولت کیلئے شروع کئے گئے منصوبوں پر آئے۔ دوسری طرف تیل کی اس تجارت سے ایکواڈور نے تقریباً 7500 ملین ڈالر کمائے لیکن اس کی جو بھاری قیمت ایکواڈور کو ادا کرنی بڑی وہ تیل کے ذخائز کے خاتمے کی شکل میں سامنے آئی۔ جواب خاتمے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ جہاں تک اس کمپنی کے آنے سے ایکواڈور میں روزگار کے مواقع پیدا ہونے کا تعلق ہے تو کمپنی نے ایسا کچھ نہ کیا اور کئے گئے وعدوں سے مکر گئی اور اپنے کئی چھوٹے آپریشنز دیگر کمپنیوں کو ٹھیکے پر دے دیئے۔ ان کمپنیوں نے چونکہ معاہدے ٹیکسا کو کے ساتھ کئے تھے لہٰذا وہ ایکواڈور کی حکومت کو جواب دہ نہیں تھیں۔ ٹیکسا کو کمپنی 1991ء میں ملک سے بھاگ گئی مگر ایکواڈور کے عوام کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کر گئی۔ اس کمپنی کی وجہ سے وسیع عریض جنگلات کی تباہی ہوئی۔ قدرتی ماحول آلودہ ہوا۔ مقامی آبادیوں کو اپنے علاقے سے ہجرت پر مجبور کیا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق ٹیکسا کو نے ایکواڈور کے قدرتی ماحول کو جو نقصان پہنچایا اُس کی قیمت 709 بلین ڈالر بنتی ہے جو ایکواڈور کے کل بیرونی قرضوں سے 51 گنا زیادہ ہے۔ (www.accionecoeogica.org) اس کیس یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح بیروزگاری کو کم کرنے کے نام پر سرمایہ کاری کرنے والی کمپناں دراصل ماحول کی تباہی کی وجہ بنتی ہیں اور Ecological debt کی ذمہ دار ٹھہرتی ہیں۔

D۔ ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیاں (ECA)

یہ ایجنسیاں دراصل مختلف کمرشل کمپنیوں کو شمال کے ممالک میں سرمایہ کاری پر مالیاتی اور سیاسی رسک کی گرانٹی فراہم کرتی ہیں۔ ہر امیر ملک کی اپنی ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی ہے جس کی گرانٹی حاصل کرنے کے بعد ہی پرائیوٹ کمپنیاں تیسری دنیا کے ممالک میں سرمایہ کاری کرتی ہیں ان ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں کے قواعد اور آپریشن نہایت امتیازی اور غیر شفاف ہوتے ہیں۔ یہ ECAs زیادہ تر اُن بڑی کمپنیوں اور بینکوں کو مالیاتی امداد دیتی ہیں جو اُن کی طرف سے قرضوں کے معاہدوں کو manage کرتی ہیں۔

ایکسپورٹ ایجنسیاں کریڈٹ سرکاری یا نیم سرکاری ادارے ہوتے ہیں جو قرضہ دینے والے اداروں کو گرانٹی جاری کرتے ہیں (جسے عام طور پر ایکسپورٹ رسک گرانٹی کہتے ہیں) خود بھی قرض فراہم کرتے ہیں یا اپنے ملک کی پرائیوٹ کمپنیوں کو قرض دیتے ہیں تا کہ وہ بیرونی ممالک میں کاروبار کریں۔ اور اگر کسی غریب ملک میں کاروبار کرنے سے سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے پیسہ ڈوبنے کا خدشہ ہو تو ECA اسکی گرانٹی دیتی ہے۔ دراصل یہ ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیاں ایک طرح سے انشورنس کمپنی ہی کی طرح کام کرتی ہیں اور اپنے Clint (پرائیویٹ کمپنیاں) کو درپیش رسک کو کور کرنے کی ذمہ داری اُٹھاتی ہیں۔ لیکن آج شمال کے ممالک میں جس طرح معاشی اور سیاسی مسائل پیدا ہو چکے ہیں وہ عدم استحکام کی طرف جا رہے ہیں، نتیجہ مغربی پرائیویٹ کمپنیاں ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں کی طرف دیکھیں گی۔ کہ رسک کور کریں اس طرح جو پیسہ پرائیویٹ کمپنیوں نے لیا ہوتا ہے۔ جب وہ ادا نہیں ہوتا تو ECA کی ذمہ داری قرار پاتا ہے اور پھر نزلہ مغربی ممالک کے عوام پر جا پڑتا ہے۔ لہٰذا یہ ECAs تیزی سے ایسے اداروں میں تبدیل ہو رہی ہیں جو پرائیویٹ کمپنیوں کے رسک کو سرکاری اداروں پر شفٹ کر رہی ہیں۔

یہ ECAs قومی ایکسپورٹ پروموشن کے دائرہ کار میں آتی ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کو فنانس کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ جس کے ذریعے ڈیمز، کان کنی، اور پاور اسٹیشن جیسے بڑے منصوبوں کو فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں۔ ECAs کی طرف سے فراہم کیے گئے قرضوں کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج ترقی پذیر ممالک کے ذمہ کل سرکاری قرضوں ایک چوتھائی وہ قرضے ہیں جو ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں سے بلاواسطہ یا بلواسطہ حاصل کیے گئے ہیں۔ افریقہ میں ان قرضوں کا جم بہت زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر نائیجریا کے کل بیرونی قرضوں کا 71 فیصد، یسوتھو کے قرضوں کا 58 فیصد کیبوں کے قرضوں کا 55 فیصد، کانگو کے قرضوں کا 42 فیصد وہ قرضے ہیں جو مختلف ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ آئل، گیس اور کان کنی کے جتنے منصوبوں کو ورلڈ بینک، ملٹی نیشنل کمپنیوں اور دیگر ترقیاتی بینکوں نے مل کر فنڈ کیا ہے اُس سے دو گنا زیادہ منصوبوں کو ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں نے فنڈ کیا ہے۔

ان ECAs کے اعمال نے بڑھتے ہوئے قرضوں کے مسائل کو اور بھی زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی مغربی کمپنی شمال کے کسی غریب ملک میں اپنی اشیاء برآمد کرنے کیلئے ECA سے گرانٹی حاصل کرتی ہے۔ اور کسی وقت اُس کمپنی کو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ملک متعلقہ کمپنی کو پیسے ادا کرنی کی پوزیشن میں لیں تو ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی جس نے گرانٹی

تمثیل

سرکاری قرضوں کی نجکاری۔ افریقہ ایک لیبارٹری

جھاں ایک طرف تیسری دنیا کے کچھ ممالک میں پرائیویٹ قرضوں کو قومیا یا گیا وھاں افریقین ممالک میں الٹا تجربہ کیاجارھا تھا یعنی سرکاری قرضوں کی نجکاری کی جارھی تھی. قرضوں کا آڈٹ کرتے وقت ایسے پھلوئوں کو بھی مدنظر رکھنا چاھیے. 1980ء کی دھائی میں عالمی مالیاتی اداروں اورمغربی حکومتوں کو احساس ھوا کہ تیسری دنیا کی بھت سی ریاستی اس قابل نھیں رھیں کہ وہ اپنے ذمے واجب الادا قرضوں کو روایتی طریقوں سے ادا کرسکیں. لھٰذا یہ تجویز دی گئی کہ معاشی مشکلات میں گھرے ممالک کے سرکاری قرضوں کا نظم و نسق مارکیٹ یا پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے کر دیا جائے جس میں کمرشل بینکر بھی شامل ھوں. پھر 1991ء میں نام نھاد ھوسٹن طریقہ کار متعارف کرایا گیا. جس کے مطابق سرکاری قرضوں کو مارکیٹ میں فروخت کر دیاگیا اور اس طرح وہ قرضے جو کبھی حکومتوں کے کریڈٹ تھے اب پرائیویٹ کریڈٹ بن گئے. اس سارے عمل میں یہ ھوا کہ مختلف سطحوں پر کرپشن اورگھپلوں کے مواقع پیدا ھوئے. نائیجریا پھلا ملک ھے جس نے سرکاری قرضوں کی نجکاری کا باقاعدہ پروگرام تشکیل دیا اور اس کے ساتھ ساتھ سرکاری اداروں کی بھی نجکاری شروع کر دی 600 سرکاری اداروں میں سے 110 کی نجکاری کر دی.

سرکاری قرضوں کی نجکاری کا یہ پروگرام سست رومگر عدم شفاعیت کا شکار رھا . ان بانڈز کے حصول کے بدلے اصلی کریڈیٹرز اپنا کریڈٹ چھوڑ دیا اور بانڈز خریدنے والوں کو یہ فائدہ ھوا کہ انھوں نے نائیجریا کے سنٹرل بینک سے ڈالر خرید لئے. اس طرح پیپر کرنسی کی بڑے پیمانے پر تبدیلی کے عمل میں اضافہ ھوا. غیر ملکیوں نے نائیجرین کرنسی میں بانڈز خریدے اور پھر سنٹرل بینک میں یہ بانڈز فروخت کرنے ڈالرز خرید لئے. پیپرکرنسی مارکیٹ میں اس تیزی کی وجہ سے نائیجریا سے پیسہ تیزی سے باھر جانا شروع ھوگیا. قرضے کی اس نجکاری نے کرپٹ سیاستدان، بیوروکریٹس، جرنیلوں اور دیگر مافیا کو کالادھن سفید کرنے کا موقع بھی فراھم کیا. اس کے ساتھ نائیجریا میں اباچا آمریت کوبھی موقع مل کیا کہ وہ تیل کے سرمایے کو قرضوں کے قرضوں کے بانڈز سے نتھی کرنے کی شرط سے آزاد ھوگئی. عالمی مالیاتی اداروں نے بھی نائیجریا کی حوصلہ افزائی کہ وہ تیزی سے اپنے قرضوں اور تیل کی صنعت کے رسک کو مارکیٹ میں ٹرانسفر کردے.

دوسری طرف انگولا میں قرضوں کا چکر بالکل مختلف ھے اگر چہ یہ بھی قرضوں کی نجکاری کا ھے نتیجہ ھے یہ ملک اپنی آزادی حاصل کرتے ھی بھاری قرضوں کی جھکڑ میں آگیا. چونکہ آزادی کے فوراً بعد یھاں خانہ جنگی شروع ھوگئی جو 25سال جاری رھی . لھٰذا زیادہ ترقرضے خانہ جنگی کی نذر ھوگئے. مغربی بینکوں نے انگولا کی وزرات دفاع سے بات کرنے کی بجائے براہ راست اسلحہ سازکمپنیوں سے کھا کہ وہ انگولا کو اسلحہ فراھم کریں. کئی معاھدات میں ایکسپورٹ کریڈیٹ ایجنسی نے گرانٹی دی اور یہ معاھدات انگولا کی حکومت سے کسی قسم کی گرانٹی پوچھے بغیر دئیے گئے . کئی سوئس بنکرز نے کسی بھی طرح کے مالی انتظامات کئے بغیرانگولا کے تیل کو Pledge کر کے قرضے دئیے. اس طرح کے قرضوں کا آڈٹ ھونا نھایت ضروری ھے.

6۔اندرونی قرضوں اورریاستی مالیاتی پالیسیوں کا ارتقاء

حکومت مختلف سرکاری ادارے یا مرکزی بنک جب کسی ایسے مالیاتی ادارے سے قرضہ حاصل کرتے ہیں جو اسی ملک کے اندر واقع ہو یا پھر اپنے ملک کے اہم بینکر کے ذریعے بیرونی اداروں سے قرضہ حاصل کرتے ہیں تو ایسے قرضے کو اندرونی قرضہ کہتے ہیں اور یہ قرضے عام طور پر مقامی کرنسی میں ہوتے ہیں اوراس کرنسی کی قدر میں کمی پیشی سے مشروط ہوتے ہیں۔ اندرونی اور بیرونی قرضوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور کسی ملک کی اختیار کردہ مالیاتی پالیسی کا اُس کے اندرونی قرضوں پر گہرا اثر پڑتا ہے جس کے نتائج بیرونی قرضوں پر بھی منتج ہوتے ہیں۔ بیرونی قرضوں پر ادائیگیوں کا بوجھ کم کرنے کی مسلسل ضرورت دراصل اندرونی قرضوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اس کے علاوہ بیرونی تجارت، مالیاتی اور دیگر پالیسیوں میں گاہے بگاہے ترامیم بھی، اندرونی قرضوں میں اضافے کا باعث بنتے ہیں ۔ بیرونی سرمایے کی ضرورت بھی حکومتوں کی قومی کرنسی بانڈز جاری کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ بانڈز ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو عام طور پر اونچی شرح سود پر فروخت کردیئے جاتے ہیں۔ شمال کے اکثر ممالک کے اندرونی سرکاری قرضوں میں پچھلے 20 سالوں میں اضافہ ہوا ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اندرونی قرضوں میں اس اضافے کا بیرونی قرضوں کے بحران سے گہرا تعلق ہے۔ جس میں 1990ء کی دہائی میں بار بار آنے والے مالیاتی بحران اور پھر ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی طرف سے نافذ کردہ Shock Treatment میں شامل ہیں۔

اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ شمال کے ممالک کے بینکوں کے بڑے حصے جنوب کے بڑے بینکوں نے خرید رکھے ہیں جس کی وجہ سے اندرونی قرضوں کا کچھ حصہ بیرونی سرکاری قرضوں کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ لہٰذا آڈٹ کے فریم ورک میں اندرونی اور بیرونی قرضوں کا ایسا آپسی تعلق جاننا بھی دلچسپ کام ہے۔ شمال کے ممالک میں اندرونی اور بیرونی قرضوں کا یہ تعلق بہت گہرا ہے۔ اس تعلق کی وضاحت کیلئے برازیل کی مثال مناسب رہے گی۔

برازیل میں حکومت کی طرف سے کرنسی کے استحکام اور مہنگائی کنٹرول کرنے کیلئے تیار کی گئی پالیسیوں کے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ان پالیسیوں کے تحت مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے گئے۔

i۔ غیر ملکی اشیاء کی درآمدات پر پابندیاں نرم کرتے ہوئے کسٹم ڈیوٹی میں خاطر خواہ کمی کی گئی۔

ii۔ کرنسی پر شرح تبادلہ کو قابو رکھنے کی عارضی پالیسی کی وجہ سے برآمدت میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوا جس سے قومی صنعت کو نقصان ہوا۔

iii۔ اندرونی شرح سود میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا۔ درآمدات اور برآمدات بڑھانے اور بیرونی سرمایہ کاری کو ملک میں لانے کیلئے ڈالرز میں قرضے حاصل کئے گئے۔ اندرونی قرضوں کو لوٹانے کیلئے جو سٹرٹیفکیٹ جاری کئے گئے وہ اندرونی اور بیرونی سرمایہ کاروں نے خریدے جن پر شرح سود زیادہ ہونے کی وجہ سے برازیل پر قرضوں کا بوجھ بڑھ گیا۔ یعنی 1994ء میں امدادی قرضوں کا بوجھ 59.7 بلین ڈالر سے بڑھ کر 2005ء میں 950 بلین ڈالر ہو گیا۔

iv۔ قرضوں پر ادائیگی کے بعد اضافی بجٹ کو قائم رکھا گیا جس کی وجہ سے سماجی شعبے کی ترقی کے لئے مخصوص بجٹ کم کر دیا گیا۔

ان اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاری قرضوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا۔ مقامی صنعت گھاٹے میں جانے لگی جس کا اثر مزدور طبقے براہ راست بڑا زیادہ شرح سود کی وجہ سے سٹاک مارکیٹ کو تو فائدہ ہوا مگر پیداواری شعبہ کو نقصان ہوا اور قومی معیشت کو بڑا دھچکا لگا۔ وہ بنک جنہوں نے اپنا سرمایہ قرضوں کے سرٹیفکیٹ پر لگایا اُن کا منافع کئی گنا بڑھ گیا۔ اور برازیل کی بیرونی قرضوں کے بارے پالیسی کمزور ہونے کی وجہ سے شرح سود بہت اُونچی چلی گئی ہو۔

برازیل میں اندرونی قرضوں پر شرح سود کا ارتقاء

صورت حال	شرح %	مہینہ	سال
ایشین بحران	44.92	نومبر	1997
ریشین بحران	42.70	نومبر	1998
برازیلین بحران	41.91	اپریل	1999
ارجنٹائن بحران	19.5	ستمبر	2001
عالمی ایجنسیوں کی طرف کنٹری رسک پر جوڑ توڑ	26.56	جون	2003
امریکہ کی طرف سے شرح سود میں اضافہ	17.75	دسمبر	2004

ذرائع اعداد و شمار (مرکزی بینک برازیل)

اندرونی قرضوں کے ارتقاء کی مالیاتی پالیسی کا جائزہ لیتے وقت تجزیہ اس انداز سے کرنا چاہیے کہ ہمیں بیرونی قرضوں اور اُن پر ادائیگوں کے بیلنس کا پتہ چل سکے اور سراغ لگایا جا سکے کس حد تک سرمایہ باہر چلا گیا ہے اور یہ کہ باہر سے آنے والی براہ راست سرمایہ کاری کی نوعیت کیا تھی اور اُس کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس سے تھوڑا آگے بڑھتے ہوئے یہ جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ ریاستی قرضوں کے معاہدات اور علاقائی سطح پر سرمایہ کاری یا تجارتی معاہدوں (ماضی یا حال میں ہونے والے دونوں) کے کس ملک کی معیشت پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔

7۔ نجکاری میں شامل کمپنیوں کی فہرست بنانا

1990 کی دھائی میں تیسری دنیا کے ممالک میں نفع بخش سرکاری اداروں کی بڑے پیمانے پر نجکاری کی گئی، ان میں سے کچھ ادارے بیرونی گروپس کو کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر دیئے گئے۔ اس طرح یہ گروپس خام مال اور خدمات تو مقامی ملک کی حاصل کرتے ہیں لیکن منافع اپنے ملک واپس بھیج دیتے ہیں۔ اس سے ہوتا یہ ہے کہ مقامی ملک کی فارن کرنسی حاصل کرنے کی ضرورت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جسے پورا کرنے کے نتیجے میں اُس ملک کے بیرونی قرضوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ 1990ء کی دھائی میں ارجنٹائن میں 90% قومی بینکوں اور 40% قومی صنعتوں کی نجکاری کی گئی۔ آڈٹ شروع کرتے ہوئے نجکاری کے عمل اور اسے کیلئے اختیار کئے گئے طریقہ کار کو دیکھنا ہوتا ہے۔ آڈٹ کا عمل اور زیادہ مفید ہو سکتا ہے اگر ہمارے پاس مندرجہ ذیل معلومات ہوں۔

i۔ سرکاری اداروں اور اثاثوں کی نجکاری کے متعلق کسی ملک کی طرف سے کی گئی قانون سازی۔

ii۔ بیرونی سرمایہ کاری اور بیرونی تجارت کے بارے کئی گئی قانون سازی۔

iii۔ ورلڈ بینک کے عالمی سنٹر برائے سرمایہ کارانہ تصفیہ جات (ICSID) کے دائرہ اختیار کو کس حد تک جگہ دی گئی۔

8۔ قرضوں کے معاہدات کا تجزیہ کرنا

پچھلے سیکشن میں زیر بحث لائے گئے اشاروں (indications) کی بنیاد پر بیرونی قرضوں سے متعلقہ تمام طرح کی دستاویزات ایک جگہ جمع کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان دستاویزات کا پہلے سے قائم شدہ ریفرنس گریڈ کے مطابق تفصیلی تجزیہ کیا جا سکے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تمام عالمی مالیاتی ادارے اور بڑے مالیاتی ایجنٹ قرضوں کیلئے ایک ہی معیار کا کنٹریکٹ استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ان معاہدات کے تجزیے کیلئے ایک جنرل طریقہ کار صحیح رہتا ہے۔

سب سے پہلے اُن مجاز سرکاری اہلکاروں کی نشاندہی کی جائے جنہوں نے ان معاہدات پر دستخط کئے تھے ان بات سے ہمیں یہ پتہ چل جائے گا۔ کہ معاہدات کہاں کئے گئے اور ان کی متعلقہ دفائیں کہاں موجودہ ہیں۔ برازیل میں سینٹ وہ ادارہ ہے جو معاہدات کی آخری منظوری دیتا ہے۔ لہٰذا شہریوں کی طرف شروع کردہ آڈٹ کے دوران اپوزیشن ارکان کی مدد سے ان معاہدات تک رسائی کئی گئی۔ اس عمل کے دوران یہ اندازہ ہوا کہ ملٹری گورنمنٹ کے دور حکومت میں کئے گئے قرضوں کے معاہدات سے متعلق دستاویزات موجود نہیں اور یہی دور تھا جب برازیل کے قرضے تیزی سے بڑے، برازیل کے شہریوں کے گروپ کی طرف سے آڈٹ کیلئے جو دستاویزات حاصل کی نہیں اُن کے تجزیہ سے مندرجہ ذیل اشارے ملتے ہیں۔

سرکاری دستاویزات

سینٹ کی طرف سے فہرست کردہ 815 معاہدات میں صرف 238 معاہدات ایسے تھے، جن کا ریکارڈ سینٹ کے محافظ خانے سے مل سکا۔ ان دستاویزات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سینٹرز نے قرضوں کے معاہدات کا تجزیہ کئے بغیر ہی اُن کی منظوری دے دی تھی۔ ان 815 معاہدات کے ذریعے 219 ملین ڈالر کے قرضے حاصل کئے گئے تھے۔ جن 238 معاہدات کی دستاویزات میسر ہوئیں وہ 1987ء سے لیکر 2005ء تک لئے گئے کل قرضوں کے 20 فیصد کے بارے میں تھیں۔ برازیل کی مقامی تنظیم یونافسکو نے ان 238 دستاویزات کا تفصیلی جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ سینٹ نے 7 مرتبہ حکومت کو 124 ارب ڈالر کے سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا حکم دیا تھا۔

برازیل کے قرضوں کے معاہدات کی سمری (1964-2001)

قرضوں کے معاہدات کا کل تناسب	حاصل کئے گئے قرضوں کا مجموعہ	معاہدات کے منظوری کا تناسب %	سینٹ کی طرف سے اجازت نامے	
56.55	124 ارب ڈالر	0.86	7	جاری کردہ سرٹیفکیٹ
19.46	42.66 ارب ڈالر	29.20	238	معاہدات جن کا ریکارڈ مل سکا
23.99	52.60 ارب ڈالر	69.94	570	معاہدات جن کا ریکارڈ نہ مل سکا
100.00	219 ارب ڈالر	100.00	815	کل

ذرائع معلومات (یونافسکو)

دستاویزات کی زبان

یونافسکو کی ریسرچ کرنے والی ٹیم کے سامنے یہ بات بھی آئی کہ قرضوں کے معاہدات میں برازیل کی سرکاری زبان پرتگالی استعمال نہیں کی گئی تھی اور نہ ہی ان معاہدات کا پرتگالی میں ترجمہ موجود تھا۔

مرکزی حکومت کا قرضوں کے معاہدات میں کردار

تحقیق کے دوران یہ دلچسپ حقیقت بھی سامنے آئی کہ 1964 سے 1987 کے درمیان کوئی ایک معاہدہ بھی ایسا نہیں تھا جو برازیل کے اُس ادارے کے ساتھ ہوا جو قرضوں کے بارے مرکزی حکومت سے درخواست کرنے کا مجاز ہے۔ فوجی آمریت کے اس پورے دور میں تمام معاہدے مرکزی حکومت نے کئے اور کانگرس کو باقاعدہ ان معاہدات کی چیکنگ سے روک دیا گیا۔ حکومتی انتظامیہ نے بغیر کسی ادارے کو اعتماد میں لیے بیرونی بینکوں سے ساری بات چیت خود کی۔

آئی، ایم، ایف کے قرضہ جات

ایک اور بات جو سامنے آئی وہ یہ تھی کہ آئی، ایم، ایف کے ساتھ کئے گئے معاہدات میں سے کسی کا بھی ریکارڈ سینٹ کے محافظ خانے سے نہ مل سکا۔ جس سے فوجی آمریت کے دور میں کانگرس کی لاچارگی کا اندازہ ہوتا ہے۔

قرضوں کے معاہدات میں بڑی شرائط کی نشاندہی

سینٹ کے محافظ خانے سے حاص ہونیوالے قرضوں کے معاہدات کی تفصیلی تحقیقات کے بعد مالیاتی اداروں کی طرف سے نافذ کردہ جو بڑی شرائط سامنے آئی یونافسکو نے اُن کی مندرجہ ذیل فہرست تیار کی۔

1964ء سے 2001ء کے دوران برازیل کو دیئے جانے والے قرضوں کے معاہدات میں پائی جانے والی بڑی شقیں اور شرائط

شرائط	مہیا کئے گئے قرضے کی حجم (ارب ڈالر)
شرح سود Floating ہوگی	91.78
تمام اقساط برازیل کے حکومتی ٹیکسوں سے مبرا ہوں گی	77.19
جھگڑے کی صورت میں تصیفہ کوئی بیرونی فورم کرے گا	58.61
حکومت برازیل ورلڈ بینک اور آئی، ایم، ایف کا پلان اختیار کرے گی	38.15
قرضوں اور سود کی ادائیگوں کے حوالے سے حکومت برازیل براہ راست اور غیر مشروط طور پر ذمہ دار ہوگی	37.14
سرمایے کی ملکی سرحدوں سے باہر ہجرت پر حکومت برازیل کنٹرول نافذ نہیں کرے گی	34.05
برازیل کے دیگر قرضوں پر پہلو بہ پہلو نرمی کرنے سے پہلے اس قرضدار کی رضامندی ضروری ہے	34.05
معاہدے کے متعلق ہر طرح کی خط وکتابت صرف انگریزی زبان میں ہوگی	34.05
مقروض ملک نجکاری کے بارے تمام معلومات نیلامی کے ایک ہفتے کے اندر پیش کرے گا	34.05
نجکاری سے حاصل کی گئی رقم صرف ان ممالک سے خریدی گئی چیزوں اور خدمات پر خرچ کئی جائے گی۔ جنہیں کریڈٹ دینے والا ادارہ Recommend کرے گا۔	34.14
قرضے کی شکل میں دی گئی رقم پر نگرانی ٹیکس (05-to1%) قرضہ لینے والا ملک ادا کرے گا۔	12.11

ذرائع معلومات : یونا فسکو (برازیل سینٹ)

خط رضا مندی(Letter of intent) اور کنٹری اسسٹنس سٹریٹجی(CAS)

قرضوں کے معاهدات کا تجزیه کرتے وقت مفید هوتا هے اگر هم کسی ملک اور آئی، ایم، ایف کے مابین طے پانے والے خط رضا مندی اور ورلڈبینک اور کسی ملک کے درمیان طے هونے والے CAS معاهدوں کا بھی ممکن طریقے سے تجزیه کریں.

اگر کسی ملک کے قرضوں کا بوجھ خطرناک حد تک بڑھ جائے تو آئی، ایم، ایف " آخری مددگار" کے طور پر سامنے آتا هے. اس مرحلے پر مقروض ملک سے کها جاتا هے که وه خط رضامندی کی درخواست آئی، ایم ، ایف کے حضور پیش کرے. اس خط میں عام طور پر اُن تمام شفارسات پر رضامندی دی جاتی هے جو آئی، ایم، ایف نے متعلقه ملک سے پهلے سے کر رکھی هوتی هیں. مقروض ملک آئی، ایم، ایف سے وعده کرتا هے که وه اسکی پسند کے مطابق مالیاتی ریکوری پروگرام میں اصلاحات نافذ کرے گا. اگریه خط رضامندی آئی، ایم، ایف کو مطمئن کر دے تو مقروض ملک کو منظوری کا معاهده جاری کر دیا جاتا هے جسے Standby کهتے هیں. اور اس کے ساتھ کریڈٹ دیا جاتا هے جسے " قرضه حاصل کرنے کے مخصوص حقوق "(SDRs) کها جاتا هے اس طرح آئی، ایم، ایف نهایت مکارانه طریقے سے شمال کے ممالک سے اپنے وه مطالبات منوالیتا هے جو عام حالات میں منوانا مشکل هوتے هیں.

برازیل میں شهریوں کی طرف سے شروع کرده آڈٹ کے دوران اس طرح کے ایک خط رضا مندی کا بھی تجزیه کیا گیا. جس سے پته چلتا هے که عالمی مالیاتی اداروں کے مطالبات اور مقروض ملک کی طرف سے مالیاتی اصلاحات کا آغاز کا آپس میں گهرا تعلق هے. برازیل میں لولا حکومت نے بڑھتے هوئے قرضوں کی ادائیگی کیلئے آئی، ایم، ایف کے تمام مطالبات مان لیے. ان میں زیاده تر مطالبات کا تعلق مالیاتی اور پنشن پالیسی میں اصلاحات اور نجکاری کے عمل میں (خاص کر بینکوں کی نجکاری) تیزی لانا شامل تھا.

جهاں تک CAS (کسی ملک کی مدد کرنے کا طریقه کار) کا تعلق هے یه ایک وعده هوتا هے جو مقروض ملک عالمی بینک کے ساتھ کرتا هے. اس کی مدت عام طور پر 3 سے 5 سال تک کی هوتی هے اور یه وعده غربت میں کمی کے پروگرام سے منسلک هوتا هے. اس وعدے کی دستاویز عالمی بینک تیار کرتا هے. جس کا تعلق مستقبل میں بینک کی طرف سے اُس ملک میں لیے جانے والے اقدامات اور حکومت پرعائد کچھ ذمه داریوں سے هوتا هے جیسے سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ وغیره، وعدے کی یه دستاویز (CAS) حکومت میں تبدیلی کی صورت میں بھی نافذ عمل رهتی هے.

قرضوں کے استعمال کا جائزہ لینا

قرضوں کے معاہدات کا تجزیہ نسبتاً ایک مشکل اور پیچیدہ کام ہوتا ہے۔لیکن اس کے بعد تجزیے کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔جہاں ہم یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کونسا قرضہ قانونی تھا اور کونسا غیر قانونی ،یعنی اس مرحلے پر ہم دیئے گئے قرضوں کے استعمال کے طریقہ کار کو پرکھتے اور جانچتے ہیں۔اس مرحلے پر مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

i۔ قرضہ کس مقصد یا کام کیلئے دیا گیا؟

ii۔ قرضے کا استعمال کس کام پر اور کیسے ہوا؟

iii۔ کیا یہ قرضہ کسی مطالبے سے تو مشروط نہیں تھا۔

iv۔ اگر کوئی مطالبہ منسلک تھا تو کس پارٹی کے مفاد کی حفاظت کرتا تھا؟

v۔ کونسا سرکاری ادارہ یا شعبہ ان سرکاری فنڈز کے استعمال کی مانیٹرنگ پر متعین تھا اور کیا اُس ادارے نے اپنی ذمہ داری پوری کی؟

عام طور پر اکثر ممالک میں آڈیٹر جنرل کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ سرکاری فنڈز کے استعمال پر نظر رکھے اور جانچ پڑتال کرے۔

1 ۔ ان سوالات کے جوابات حاصل ہونے کے بعد جو صورت حال سامنے آتی ہے اُس سے کبھی کبھار اندازہ ہوتا ہے کہ قرضوں کے حصول کیلئے تیار کئے گئے کئی منصوبے بیچارے فائلوں سے باہر نہ آئے پائے اور پیسہ کہیں اور استعمال ہو گیا۔ مثال کے طور پر تنزانہ کی حکومت نے ورلڈ بینک سے 26 مختلف زرعی منصوبوں کیلئے 575 ملین ڈالر کے قرضے حاصل کئے۔لیکن یہ رقم ان منصوبوں پر استعمال نہ ہوئی۔اسی طرح قرضوں کی جانچ پڑتال کرنے والے ایک کمیشن کے مطابق 61 مختلف منصوبوں کیلئے تنزانیہ نے 5 ارب ڈالر کے غیر ملکی قرضے حاصل کیئے۔لیکن یہ رقم ان منصوبوں کی بجائے کہیں اور خرچ کر دی گئی۔قرضوں کے استعمال کی پڑتال کیلئے معروف وکیل بورا راموس نے جو طریقہ کار تجویز کیا ہے اُسکے دو درجے ہیں۔پہلے درجے پر اُن مقاصد کی شناخت ہے جن کی تکمیل کیلئے قرضہ دینے والے ادارے یا ملک نے قرضہ دیا۔اسے بنیادی کا قرضہ (Primany debt) کہا جاتا ہے دوسرے درجے پر اُن مالیاتی ذرائع (Means) کا جائزہ لینا ہے جنہیں کریڈٹ دینے والے ملک یا ادارے نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے استعمال کیا (اس درجے پر ہمیں اُن حقائق ، راستوں ، سٹرکچر، سسٹم اور میکانزم کے بارے میں پتہ چلتا ہے جو استعمال کئے گئے) ان قرضوں کو ابھرتے ہوئے قرضے (Emerging Loans) کہا جاتا ہے۔

اس دوہری اپروچ کے استعمال کا مقصد یہ ہے کہ عوام کے سامنے یہ بات لائی جائے کہ لئے گئے قرضوں کا آخری اور حقیقی استعمال کہاں ہوا۔بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس منصوبے کیلئے قرضے لیے جاتے ہیں اُن پر استعمال کرنے کی

بجائے یہ رقم جنگ، جبر، نقصان دہ ترقیاتی کام یا کرپشن کو چھپانے کیلئے استعمال کر لی جاتی ہے۔ یہ وہ ذرائع ہوتے ہیں جنہیں دنیا کے بڑے معاشی گروپس اپنے مخصوص معادات کے حصول کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

لورا راموس اپنی کتاب میں پرائمری اور اُبھرتے ہوئے قرضوں کی گئی مثالیں پیش کرتی ہیں وہ اُبھرتے ہوئے قرضوں کے ایسے کیس پیش کرتی ہیں کہ جو قرضہ حاصل کیا اس کا آخر کار فائدہ پرائیوٹ سیکٹر کو ہوا۔ اس طرح کی بدعنوانی پکڑنے کیلئے آڈٹ کا طریقہ نہایت ضروری ہے تاکہ ثابت کیا جاسکے قرضے کا کونسا مخصوص حصہ غیر قانونی ہو چکا ہے۔ اکثر بیرونی قرضوں کو جائز ثابت کرنے کیلئے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے۔ وہ کسی ملک کے ضروری انفراسٹرکچر ئی ترقی کیلئے لیے گئے۔ مثال کے طور پر سڑکوں، پلوں، نہروں، پائپ لائنوں، سکولوں اور صحت کے منصوبوں کی تعمیر و ترقی جیسیکاموں کیلئے۔ لیکن ان قرضوں کا کچھ حصہ منصوبے شروع کرنے سے پہلے ابتدائی کاموں جیسے سٹڈی، تخمیہ اور دوسرے ذرائع معلومات اکھٹے کرنے کے نام پر صرف کر دیا جاتا ہے۔ جو عام طور پر بہت ضروری نہیں ہوتا۔ اور اس طرح کے ابتدائی کاموں کا مقصد دراصل وہ معلومات اکھٹی کرنا ہوتا ہے جو مستقبل میں کسی ملک کے وسائل کو لوٹنے میں مددگار ثابت ہوں۔ یہ وہ قیمت ہے جو شمال کے ممالک کو ادا کرنی پڑتی ہے تاکہ مختلف کارپشنز وہاں سرمایہ کاری کرنے پر رضامند ہو جائیں۔ غیر ملکی سرمایہ کاری کو ہمیشہ یہ کہہ کہ خوش آمدید کہا جاتا ہے کہ اس سے بیروزگاری میں کمی واقع ہوتی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح ثابت کیا جائے کہ بیروزگاری میں کمی واقع ہوئی ہے۔ صورت حال کو سمجھنے کیلئے ایکواڈور کی مثال پیش خدمت ہے۔

ٹیکسا کو آئل کمپنی پچھلے 26 سال سے ایکواڈور میں کام کر رہی ہے۔ یہ کمپنی 1926 میں قائم کی گئی۔ یہ پہلی کمپنی تھی جس نے ایکواڈور میں تیل کے ذخائز تلاش کرنے اور تیل نکالنے کا کام شروع کیا۔ 1971ء سے 1981ء کے دوران ایکوڈور حکومت نے ٹیکسا کو کمپنی کے آپریشنز اور سرگرمیوں کیلئے ضروری انفراسٹرکچر تعمیر کیا اس دہائی کے دوران ایکواڈور کے بیرونی قرضوں کا حجم کئی گنا بڑھ گیا۔ جو 260 ملین ڈالر سے بڑھ کر 5870 ملین ڈالر تک پہنچ گئے۔ قرضے کی اس بڑھوتری میں خاصہ حصہ اُن اخراجات کا تھا جو ٹیکسا کو کمپنی کی سہولت کیلئے شروع کئے گئے منصوبوں پر آئے۔ دوسری طرف تیل کی اس تجارت سے ایکواڈور نے تقریباً 7500 ملین ڈالر کمائے لیکن اس کی جو بھاری قیمت ایکواڈور کو ادا کرنی بڑی وہ تیل کے ذخائز کے خاتمے کی شکل میں سامنے آئی۔ جو اب خاتمے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ جہاں تک اس کمپنی کے آنے سے ایکواڈور میں روزگار کے مواقع پیدا ہونے کا تعلق ہے تو کمپنی نے ایسا کچھ نہ کیا اور کئے گئے وعدوں سے مکر گئی اور اپنے کئی چھوٹے آپریشنز دیگر کمپنیوں کو ٹھیکے پر دے دیئے۔ ان کمپنیوں نے چونکہ معاہدے ٹیکسا کو کے ساتھ کئے تھے لہٰذا وہ ایکواڈور کی حکومت کو جواب دہ نہیں تھیں۔ ٹیکسا کو کمپنی 1991ء میں ملک سے بھاگ گئی مگر ایکواڈور کے عوام کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کر گئی۔ اس کمپنی کی وجہ سے وسیع عریض جنگلات کی تباہی ہوئی۔ قدرتی ماحول آلودہ ہوا۔ مقامی آبادیوں کو اپنے علاقے سے ہجرت پر مجبور کیا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق ٹیکسا کو نے ایکواڈور کے قدرتی ماحول کو جو نقصان پہنچایا اُس کی قیمت 709 بلین ڈالر بنتی ہے جو ایکواڈور کے کل بیرونی قرضوں سے 51 گنا زیادہ ہے۔ (www.accionecoeogica.org) اس کیس یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح بیروزگاری کو کم کرنے کے نام پر سرمایہ کاری کرنے والی کمپناں دراصل ماحول کی تباہی کی وجہ بنتی ہیں اور Ecological debt کی ذمہ دار ٹھہرتی ہیں۔

D۔ ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیاں (ECA)

یہ ایجنسیاں دراصل مختلف کمرشل کمپنیوں کو شمال کے ممالک میں سرمایہ کاری پر مالیاتی اور سیاسی رسک کی گرانٹی فراہم کرتی ہیں۔ ہر امیر ملک کی اپنی ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی ہے جس کی گرانٹی حاصل کرنے کے بعد ہی پرائیوٹ کمپنیاں تیسری دنیا کے ممالک میں سرمایہ کاری کرتی ہیں ان ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں کے قواعد اور آپریشن نہایت امتیازی اور غیر شفاف ہوتے ہیں۔ یہ ECAs زیادہ تر اُن بڑی کمپنیوں اور بینکوں کو مالیاتی امداد دیتی ہیں جو اُن کی طرف سے قرضوں کے معاہدوں کو manage کرتی ہیں۔

ایکسپورٹ ایجنسیاں کریڈٹ سرکاری یا نیم سرکاری ادارے ہوتے ہیں جو قرضہ دینے والے اداروں کو گرانٹی جاری کرتے ہیں (جسے عام طور پر ایکسپورٹ رسک گرانٹی کہتے ہیں) خود بھی قرض فراہم کرتے ہیں یا اپنے ملک کی پرائیوٹ کمپنیوں کو قرض دیتے ہیں تاکہ وہ بیرونی ممالک میں کاروبار کریں۔ اور اگر کسی غریب ملک میں کاروبار کرنے سے سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے پیسہ ڈوبنے کا خدشہ ہو تو ECA اسکی گرانٹی دیتی ہے۔ دراصل یہ ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیاں ایک طرح سے انشورنس کمپنی ہی کی طرح کام کرتی ہیں اور اپنے Clint (پرائیویٹ کمپنیاں) کو درپیش رسک کو کور کرنے کی ذمہ داری اُٹھاتی ہیں۔ لیکن آج شمال کے ممالک میں جس طرح معاشی اور سیاسی مسائل پیدا ہو چکے ہیں وہ عدم استحکام کی طرف جا رہے ہیں، نتیجہ مغربی پرائیویٹ کمپنیاں ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں کی طرف دیکھیں گی۔ کہ رسک کور کریں اس طرح جو پیسہ پرائیویٹ کمپنیوں نے لیا ہوتا ہے۔ جب وہ ادا نہیں ہوتا تو ECA کی ذمہ داری قرار پاتا ہے اور پھر نزلہ مغربی ممالک کے عوام پر جا پڑتا ہے۔ لہٰذا یہ ECAs تیزی سے ایسے اداروں میں تبدیل ہو رہی ہیں جو پرائیویٹ کمپنیوں کے رسک کو سرکاری اداروں پر شفٹ کر رہی ہیں۔

یہ ECAs قومی ایکسپورٹ پروموشن کے دائرہ کار میں آتی ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کو فنانس کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ جس کے ذریعے ڈیمز، کان کنی، اور پاور اسٹیشن جیسے بڑے منصوبوں کو فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں۔ ECAs کی طرف سے فراہم کیے گئے قرضوں کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج ترقی پذیر ممالک کے ذمہ کل سرکاری قرضوں ایک چوتھائی وہ قرضے ہیں جو ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں سے بلاواسطہ یا بلواسطہ حاصل کیے گئے ہیں۔ افریقہ میں ان قرضوں کا جم بہت زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر نائیجریا کے کل بیرونی قرضوں کا 71 فیصد، یسوتھو کے قرضوں کا 58 فیصد کیبوں کے قرضوں کا 55 فیصد، کانگو کے قرضوں کا 42 فیصد وہ قرضے ہیں جو مختلف ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ آئل، گیس اور کان کنی کے جتنے منصوبوں کو ورلڈ بینک، ملٹی نیشنل کمپنیوں اور دیگر ترقیاتی بینکوں نے مل کر فنڈ کیا ہے اُس سے دو گنا زیادہ منصوبوں کو ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں نے فنڈ کیا ہے۔

ان ECAs کے اعمال نے بڑھتے ہوئے قرضوں کے مسائل کو اور بھی زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی مغربی کمپنی شمال کے کسی غریب ملک میں اپنی اشیاء برآمد کرنے کیلئے ECA سے گرانٹی حاصل کرتی ہے۔ اور کسی وقت اُس

کمپنی کو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ملک متعلقہ کمپنی کو پیسے ادا کرنی کی پوزیشن میں لیس تو ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی جس نے گرانٹی دی ہوتی ہے اپنی طرف سے کمپنی کو پیسے ادا کردیتی ہے اور خود ذمہ دار بن جاتی ہے۔ اس طرح پرائیویٹ کمپنی کا قرضہ ECA کا قرضہ بن جاتا ہے۔ جو دراصل سرکاری ہوجاتا ہے۔ اوراس طرح اگر یہ قرضہ اُس غریب ملک کی طرف سے ادا نہ ہو جائے تو ECAs اپنے ملک کے عوام پر شفٹ کردیتی ہیں جو ٹیکس کی شکل میں ادا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کی طرف سے سرمایہ کاری میں کی گئی غلطیوں کا خمیازہ بھگتتے ہیں۔ اس کے بعد یہ ہوتا کہ ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی اپنا کریڈٹ بازیاب کرنے کیلئے یہ قرضہ کریڈٹ ریکور کرنی والی مخصوص مارکیٹ کو کم قیمت پر فروخت کردیتی ہے اور اس طرح قرضہ ایک مرتبہ پھر پرائیویٹ ہوجاتا ہے اور مخصوص مارکیٹ میں بیٹھی کمپنیاں قرض دار ملک سے کسی طرح کی گفتگو کیے بغیر قرضے کی بازیابی کیلئے نئی اور سخت شرائط عائد کردیتی ہے۔

اس وقت دنیا کی بڑی ECAs میں فرانس کی Coface، بیلجیئم کی Ducroire جرمنی کی Hermes، امریکہ کی Exim بینک اور برطانیہ کی ایکسپورٹ کریڈٹ گرانٹی ڈیپارٹمنٹ (EDGD) شامل ہیں، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فرانس نے Coface کی 1991ء میں نجکاری کردی مگر اس کے باوجود یہ سرکاری فنڈز پر انحصار کرتی ہے۔ (www.cadtm.org) دی کارنر ہاؤس Declaration De Berne کی طرف سے شائع ہونے والی رپورٹس کے مطابق ان ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں کے ہاں) شفافیت کی بہت زیادہ کمی ہے۔ حالانکہ ان کے پاس موجود فنڈز دراصل سرکاری فنڈز ہوتے ہیں مگر پھر بھی یہ اپنے آپریشنز پردہ راز میں رکھتی ہیں۔ ان ECAs کے طرف سے دیئے گئے قرضوں کے طریقہ کار اور اسکے ساتھ جڑی بدعنوانی بیرونی قرضوں کے مسائل کو مزید پیچیدہ بنانے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

لہٰذا قرضوں کا آڈٹ کرتے وقت ان ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں کی طرف سے کیے گئے معاہدات کا بھی تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اندازہ لگایا جاسکے کہ دیئے گئے قرضے کس حد تک ناجائز تھے۔ اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ زیادہ تر ECAs انسانی حقوق کے احترام کی پابند نہیں اور ایسے منصوبوں کی فنڈنگ بھی کرتی ہیں جو خطرناک سماجی اور ماحولیاتی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں چین میں تعمیر ہونے والا جارجز ڈیم پراجیکٹ، لیتھوسو میں بہت بڑا ہائیڈرولک پراجیکٹ اور برما میں پابند گیس پراجیکٹ ہیں۔ جس کے ساتھ بہت بڑے سیکنڈل وابستہ ہیں۔ کئی این۔ جی۔ او کی طرف سے چلائی جانے والی وسیع موبلائزیشن کی وجہ سے OECD نے ان منصوبوں کے خطرناک سماجی اور ماحولیاتی اثرات کو تسلیم کیا ہے۔ ان منصوبوں کے بارے این۔ جی۔ اوز کی شفارسات کو کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن جدوجہد جاری ہے۔

پاکستان میں ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی کا کردار اور کرپشن

1998ء میں حکومت پاکستان نے کینیڈا کی توانائی کمپنی BC Hydro کا کنٹریکٹ کرپشن میں ملوث ہونے کی وجہ سے ختم کر دیا تو کینیڈا کی ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی نے BC Hydro کو بچانے کی پوری کوشش کی۔ اسی سال ترقیاتی امداد دینے والے مختلف اداروں، ورلڈ بینک اور کچھ مغربی حکومتوں نے حکومت پاکستان پر شدید دباؤ ڈالا کہ اس کمپنی کی طرف سے

دینے والے مختلف اداروں، ورلڈ بینک اور کچھ مغربی حکومتوں نے حکومت پاکستان پر شدید دباؤ ڈالا کہ اس کمپنی کی طرف سے 1997ء میں تعمیر کئے گئے پاور اسٹیشن میں کئے گئے گھپلوں میں تحقیقات روک دیے۔ یاد رہے کہ یہ پاور اسٹیشن ایک کنشوریم نے تعمیر کیا تھا جس میں برطانوی قومی کمپنی بھی شامل تھی اور اس پراجیکٹ کی فنڈنگ فرانس، اٹلی اور جاپان کی ECAs نے مل کر کی تھی۔

ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیاں کرپشن کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں

ٹوگو میں ٹوگو پلاسٹک انڈسٹری (ITP) کو جس سوئس ECA کے ذریعے فنڈنگ کی گئی اُس کا نام Credit Suisse تھا۔ پراجیکٹ اتنا رسکی تھا کہ اس میں شامل سوئس کمپنیوں نے سوئس گورنمنٹ کی وارنٹی کے بغیر کام کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا Crdit Suisse کی طرف سے گرانٹی کے بعد کام شروع کیا گیا۔ لیکن اس حقیقت کا سب کو علم تھا کہ ٹوگو پلاسٹک انڈسٹری (ITP) کے حالات پہلے سے خراب ہیں اور سرمایہ کاری رسک ہے۔ مگر پھر بھی سوئس ECA کی گرانٹی پر پراجیکٹ شروع کر دیا گیا۔

ٹوگو میں ورلڈ بینک کے ایک سینئر آفیسر کے مطابق ITP پہلے ہی کئی ملین ڈالر کا نقصان اُٹھا چکی تھی۔ اور اسکی تعمیری لاگت (10 ملین ڈالر) کے مقابلے میں اسکی اصلی مالیت (3.7 ملین ڈالر) نہایت کم تھی۔ اس پراجیکٹ کیلئے عالمی ٹینڈر بھی نہ مانگے گئے۔ اور ITP کا یہ پراجیکٹ حاصل کرنے کیلئے ٹوگو کے حکومتی عہدیداروں کی خفیہ کمیشن دیئے گئے۔

اس کے بعد ٹوگو کی حکومت کو قائل کیا گیا کہ وہ جرمنی کی ایک کمپنی کو ایک سوئس ECA سے 5.8 ملین ڈالر کا قرضہ حاصل کرنے کی گرانٹی دے تاکہ ٹوگو میں ایک آئرن فیکٹری تعمیر کی جاسکے۔ سوئس ECA نے ٹوگو حکومت کو یہ قرضہ اس شرط پر دیا کہ فیکٹری کی پیداواری انشورنش بھی اُسی ECA سے کروائی جائے۔ اس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ سوئس اور ٹوگو حکومتوں کی وارنٹی کے بغیر یہ پراجیکٹ فیل ہوجاتا۔ اس پراجیکٹ کی پڑتال کیلئے جو اندرونی کمیشن بنا اُسکی رپورٹ کے مطابق اس پراجیکٹ سے جس طرح منافع کمایا گیا وہ غیر اخلاقی اور فراڈ پر مبنی طریقہ تھا۔

1996ء سے دنیا کے مختلف ممالک کی این۔ جی۔ اوز نے ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں میں اصلاحات کیلئے جکارتہ ڈیکلیریشن کو بنیاد بناتے ہوئے ایک عالمی تحریک شروع کر رکھی۔ مزید معلومات کیلئے (http:\\www.eca-watch.org/)

جنوب کی طرف سے ''قرضوں کی منسوخی'' کی بات دلچسپی سے خالی کیوں؟

1991ء میں سویٹزرلینڈ کی وفاقی اسمبلی نے قرضوں میں کمی کا ایک پروگرام تشکیل دیا تھا۔ جس کیلئے ایک بڑی مہم چلانے کی منظوری دی گئی۔ اس سلسلے میں 700 ملین سوئس فرانک اضافی رقم کے طور پر عالمی ترقیاتی پروگرام کیلئے مخصوص کیے گئے جس میں سے 500 ملین سوئس فرانک صرف قرضوں میں کمی کیلئے مختص کیئے گئے۔ دس سال بعد 2001ء جا کر 450 ملین فرانک اس کام کیلئے استعمال کیے گئے۔ اور صرف وہ ملک اس ریلیف کے اہل ٹھہرے جو ''غریب'' تھے۔ غریب ملک کی

تعریف جس طرح کی گئی اس پر بہت سے مستحق مما لک پورے نہیں اترتے تھے۔ مسائل کے طور پر وہاں اس تعریف کے مطابق گوڈ گورننس، انسانی حقوق کا احترام، سیاسی اور عدالتی اختیارات کی علیحدگی، پریس کی آزادی کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ایسے ملک کی معاشی اور سماجی پالیساں بہتر کرنے کی صلاحیت اور قرضوں کے بوجھ سے نجات حاصل کرنے کا کوئی لائحہ عمل بھی تیار ہو۔ قرضوں میں کمی کے اس سوئس پروگرام کے چار بنیادی نقاط تھے۔

سرکاری قرضوں کی تنسیخ

اس سے مراد صرف وہ کمرشل قرضے جو ایکسپورٹ رسک میں گرانٹی کی مد میں حکومت نے دوبارہ خرید لیے ہوں۔

بغیر ضمانت کمرشل قرضوں کی تنسیخ

اس سے مراد بینکوں اور دیگر سپلائرز کو ادا ہونے والے وہ کمرشل واجبات ہیں جن کی گرانٹی حکومت نے نہ دی ہو۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قرضوں میں کمی

اس آرٹیکل سے مراد اُن مما لک کو ریلیف دینا تھا جو نیولبرل ایجنڈے کے تحت معاشی اصلاحات کی پیروی کرتے ہوئے عالمی مالیاتی اداروں کی پالیسوں پر عمل پیرا ہوں، مقصد یہ تھا کہ وہ مما لک جہاں سویٹز لینڈ ترقیاتی کاموں میں شامل ہے اُن کو اس Clause سے تھوڑا سا فائدہ اٹھائے کا موقع دیا جائے۔

تکمیل اقدامات

اس کا مقصد قرضوں کی مینجمنٹ میں بہتری لانا اور مستبقل میں دیوالیہ پن جیسی صورت حال سے بچنے کیلئے عملی اقدامات کرنا۔

E۔ موجود اعداد وشمار کا تجزیہ کرنا

برازیل میں قرضوں کا آڈٹ کرنے والے شہریوں کے گروپ نے قرضوں کا تاریخی حوالے سے اور معاہدات کی بنیاد پر تجزیہ کرنے کے ساتھ ساتھ قومی قرضے اور موجود اعداد وشمار کے آپس میں تعلق کو بھی جانچنے کی کوشش کی۔ آڈٹ کے حوالے سے یہ مرحلہ کافی دلچسپ ہوتا ہے۔ مگر تجزیہ کی بنیاد پر ملک کی اپنی اپنی خصوصیات ہوسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر ہم اُن پیمانوں کو استعمال میں لا سکتے ہیں جو آڈٹ کرتے وقت یونافسکو تنظیم نے کیے تھے۔ یونافسکو کی تحقیق سے مندرجہ ذیل مندرجہ بنیادی نتائج اخذ کئے گئے۔

1- قومی بجٹ سے متعلق

سماجی شعبے کی ترقی اور قرضوں کی ادائیگوں کیلئے مختص بجٹ کے حجم کے درمیان ایک بڑی خلیج دیکھی گئی۔ جس سے صاف اندازہ ہوتا تھا۔ کہ قرضوں کی ادائیگوں کو جاری رکھنے کی وجہ سے سماجی شعبے کی ترقی کیلئے مختص بجٹ کم ہوتا جا رہا ہے۔

2004ء کے قومی بجٹ میں سماجی ترقی پر صرف 33 ارب ڈالر خرچ کئے گئے جبکہ قرضوں کی ادائیگوں پر 69.79 ارب ڈالر خرچ کیے گئے۔

2۔ آئی، ایم، ایف معاہدات سے متعلق

لولا حکومت نے آئی، ایم، ایف سے کئے گئے معاہدات کو تسلیم کرتے ہوئے اُن میں رکھی گئی شرائط پر دوبارہ مذاکرات کرنے کی بجائے اُسی طرح قبول کرلیا اور ٹیکس اور ریٹائزمنٹ کے نظام میں آئی، ایم، ایف کی پسند کے مطابق اصلاحات کیں۔

3۔ مرکزی بینک اور ٹیکس سے متعلق قانون سازی کے بارے میں

نئی قانون سازی کے مطابق برازیل سے سرمایہ باہر لے جانے سے متعلق مالیاتی قانون میں نرمی کی گئی۔ جس کا مقصد کالے دھن کو پسند کرنے کا موقع فراہم کرنا تھا۔ قانون میں اس نرمی سے لئے گئے قرضوں کا کافی حصہ کرپشن اور غبن میں بدل کر ملک سے باہر فرار ہوگیا اور نیتجتاً قومی قرضوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔

4۔ عالمی مالیاتی اشارے اور قرضوں کے بوجھ میں آپسی تعلق

سرمایہ کاری کے حوالے سے برازیل کو ہمیشہ ایک رسک والا ملک تصور کیا جاتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے اپنے جاری کردہ بانڈز پر زیادہ شرح سود دینا پڑتی ہے باوجود اس حقیقت کے کہ یہ ملک قرضوں کی ادائیگوں کے حوالے سے ہمیشہ ایڈوانس پوزیشن میں رہا ہے۔ لہٰذا قرضوں کا آڈٹ کرتے وقت موجود سماجی اشاروں کا تجزیہ بھی کرنا چاہیے جن میں شرح غربت، بیروزگاری، ناداری اور غیر رسمی ملازمت کے ساتھ ساتھ دولت کی تقسیم کے Indicators بھی شامل ہیں۔

ii۔ رکاوٹوں پر قابو کیسے پایا جائے

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ قرضوں کا آڈٹ کوئی آسان کام نہیں اور اسکے راستے میں کئی گڑھے ہوتے ہیں جن سے بچ کر آگے بڑھا ہوتا ہے۔ یہ گڑھے تکنیکی اور سیاسی دونوں طرح کی نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ مندرجہ ذیل راہنما اصولوں کو بیروئے کار لاتے ہوئے ان رکاوٹوں کو عبور کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

A۔ تکنیکی رکاوٹیں

تھوڑی دیر کیلئے تصور کرتے ہیں آڈٹ شروع کرنے کیلئے سول سوسائٹی پوری طرح موبلائز ہوچکی ہے۔ مختلف سماجی گروہ، سماجی تحرکیں، سیاسی جماعتوں اور پارلیمنٹ کے ممبران رضامند ہیں کہ آڈٹ شروع کیا جائے سٹریٹجی، ایجنڈا، منصوبہ سازی اور ورکنگ گروپس کی تنظیم سازی اور چیک لسٹ وغیرہ بھی تیار ہوگئی ہے۔ یہ ایک طرح سے ایک آئیڈیل صورت حال ہے۔

مگراس تیاری کے باوجود متعلقہ دستاویزات کی عدم دستیابی کا مسئلہ کسی بھی وقت اُبھر سکتا ہے۔ یا پھر اگر یہ دستاویزات مل بھی جاتی ہیں تو ہوسکتا ہے وہ جس زبان میں ہوں وہ قومی زبان سے مختلف ہو۔اس کے علاوہ قرضوں کی تاریخ پر کام کرتے ہوئے یہ امکان بھی موجود ہوتا کہ دستاویزات کسی ایک ملک کی بجائے مختلف مما لک میں بکھری ہوئی ہوں۔ یہ وہ تکنیکی رکاوٹیں ہیں جس سے آڈٹ کی رفتار کم اور محقق کا حوصلہ پست ہوسکتا ہے۔

لہٰذا ایسی صورت حال میں شمال اور جنوب کے درمیان عوامی سطح پر ایک دوسرے کی مدد اور یگانگت سے سرشار نیٹ ورک کا موجود ہونا ضروری ہے تا کہ اسطرح کی تکنیکی رکارٹوں کو عبور کیا جا سکے۔ ایسے نیٹ ورک کی طاقت کا دار مدار اُن کی مل کر ریسرچ کرنے کی Capacity پر ہے جس کی وجہ سے ایک دوسرے کے مما لک میں موجود ضروری دستاویزات کو مہیا کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔جنوب کے مما لک میں مختلف تنظیمیں قرضوں سے متعلق دستاویزات حاصل کرنے میں زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ معلومات تک رسائی کے قانون اور آزاد میڈیا کی موجودگی کی وجہ سے وہ یہ کام با آسانی کرسکتی ہیں۔اس کے علاوہ آڈٹ پر کام کرنے والی کئی تنظیمیں اُن رضا کارانہ ترجمہ کرنے والے نیٹ ورکس کے کام سے بھی فائدہ اُٹھا سکتی ہیں جو مختصر وقت میں قرضوں کے معاہدات کا ترجمہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔اس طرح ان بکھری مگر ضروری دستاویزات تک رسائی اور انہیں قابل استعمال بنانے میں ان نیٹ ورکس سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ اہم پوزیشن پر تعینات سرکاری ملازمین کے ساتھ رابطہ بڑھا کر اور دستاویزات حاصل کر کے بھی اس تکنیکی رکاوٹ کو عبور کیا جاسکتا ہے۔

B۔ سیاسی رکاوٹیں

قرضوں کے متعلق دستاویزات تک رسائی میں جہاں تک سیاسی رکاوٹوں کا تعلق ہے تو پر نسبتاً زیادہ مشکل مگر قابل فہم ہیں۔ دراصل سیاستدان اور دیگر قومی کردار قرضوں کے تجزیئے میں زیادہ تر دلچسپی نہیں رکھتے۔مگر سیاسی جماعتوں کے ممبران اور خاصکر وہ جماعتیں جو اپوزیشن میں ہوں کے ممبران کے ساتھ مضبوط رابطوں کا قیام نہایت ضروری ہوتا ہے۔اس کے علاوہ میڈیا کے ساتھ شروع سے ہی اچھے رابطے استوار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ میڈیا کے ذریعے ہم اُن سیاسی رکاوٹوں کو عوام کے سامنے لاسکتے اور اس طرح سیاستدانوں پر دباؤ ڈال سکتے ہیں تا کہ وہ قرضوں کے متعلق ریکارڈ تک رسائی میں سہولت دیں۔

آڈٹ کے عمل کے دوران مختلف طرح کی دیگر سیاسی رکاوٹیں بھی آ سکتی ہیں جن کیلئے ہمیں ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے۔فرض کریں اگر آڈٹ کی اجازت مل بھی جاتی ہے اور اس سلسلے میں کوئی قانون سازی ہو بھی جاتی ہے مگر اس کے باوجود ایسے قانون پر عمل درآمد کو روکنے کیلئے کئی سیاسی رکاوٹیں کھڑی ہوسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر فلپائن کے ہاؤس آف نمائندگان کی طرف سے قرضوں کے آڈٹ کی ایک مشترکہ قرارااد پاس کی گئی۔اس کے بعد جب یہ قرارداد سینٹ میں پہنچی تو مختلف سینٹرز نے مختلف بہانوں سے اس قرارداد پر بحث کو لٹکائے رکھا اور معاملہ التوء میں ڈال دیا۔لہٰذا سماجی تنظیمیں اور اُن کے نمائندگان ناموافق سیاسی حالات کی وجہ سے اس سیاسی رکاورٹ کو عبور نہ کر سکے۔ لیکن بحرحال ایوان نمائندگان سے قرار داد کی منظوری بھی ایک سٹرٹیجک فتح تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں فلپائن کی صدر نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس قرارداد کو ویٹو کر دیا۔

تاہم فلپائن کی اس مثال میں ایک چیز اہم تھی کہ ملکی قانون کے مختلف آرٹیکلز اور اُن میں استعمال کیے گئے الفاظ کو کس طرح غور سے پڑھنے کے بعد ایسے قانونی راستے تلاش کیے جاسکتے ہیں جو قرضوں کے بارے قرارداد پیش کرنے کا جواز فراہم کر سکتے ہوں۔فلپائن کے ایوان نمائندگان میں پیش کی جانے والی مشترکہ قرارداد کو اس طرح ڈرافٹ کیا گیا تھا کہ اس کا کوئی بھی آرٹیکل ایسا نہیں تھا جو قرضوں کے عمل کو روکتا ہو یا ملوث افراد کیلئے سزا کا مطالبہ کرتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ایوان نمائندگان کے ممبران کی بڑی اکثریت نے اس قرارداد کو صرف اسے لیے پاس کر دیا کیونکہ اس کا مقصد کسی کو سزا دینا یا کسی کا محاسبہ کرنا نہیں تھا۔ بلکہ صرف قرضوں اور ملکی معیشت کی صورت حال کا جائزہ لینا تھا۔اس قرارداد میں صرف اُن سرکاری افسران کو پابند کرنی کی بات کی گئی تھی جو جان بوجھ کر قرضوں کے بارے دستاویزات آڈٹ کمیشن کے حوالے نہیں کرنا چاہتے تھے۔

اور آخر میں قرضوں کے حوالے سے عالمی مالیاتی اداروں کی دستاویزات تک رسائی کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اس سلسلے میں بیرونی ریسرچرز کو اپروچ کیا جا سکتا ہے کہ وہ عالمی مالیاتی اداروں کی دستاویزات کی انکوٹری کریں۔جنوب میں موجود مختلف تنظیموں کی مدد سے اور سیالیڈ ریٹینیٹ ورکس کے ساتھ مل کر اُن حکومتوں پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے جہاں ان عالمی مالیاتی اداروں کے دفاتر ہیں۔ یہ تنظیمیں ان مالیاتی اداروں پر پریشر ڈال سکتی ہیں کہ وہ شمال کی قرضوں پر کام کرنے والی تنظیموں کو اپنے ریکاڈ تک رسائی دیں۔

تمثیل نمبر:2

ایکواڈور میں قرضوں کا جنرل آڈٹ

ایکواڈور کی حکومت نے حال ھی میں قرضوں کے آڈٹ کا متاثر کن آغاز کیا ھے. ایک حکومتی آرڈر کے ذریعے بیرونی قرضوں پر تحقیق کرنے کیلئے ایک سرکاری کمیشن تشکیل دیا گیا ھے. جو پچھلے تیس سالوں میں ایکواڈور کی طرف سے لیئگئے قرضوں کے معاھدوں کا تفصیلی جائزہ لے گا. اس آڈٹ کی رپورٹ صدر کو پیش کیا جائے گی. ایکواڈور پر بیرونی قرضوں کا حجم 11 ارب ڈالر ھے اور اس آڈٹ کا آغاز محض ایک چھوٹا سا قدم ھے. اس کمیشن کو دی گئی چھ ماہ کی ڈیڈلائن بہت تھوڑی ھے. لھذا آڈٹ میں صرف چند ایک کیسنر کو ھی دیکھا جاسکے گا. مثال کے طور پر 120 ملین ڈالر سے تعمیر ہونے والی ایک اھم شاھراہ جس کا ابتدائی تخمینہ صرف 20 ملین ڈالر تھا. اس کیس میں دیکھا جائے گا کہ 100 ملین ڈالر زائد کیوں خرچ ھوئے اور اس کے علاوہ 130 ملین ڈالر کا جو نقصان Ecosystem کو پھنچا

اُسے مد نظر کیوں نہ رکھا گیا . اس تشکیل دیئے گئے کمیشن کا بجٹ بھی نہایت قلیلھے اور اپنے کام کیلئے اس کا زیادہ تر دار مدار مختلف وزارتوں ، قومی بینکوں اور سرکاری اہلکاروں کے تعاون پر ھے . جو یقینا ایک مشکل کام ھے . اس کے علاوہ کمیشن کے پاس عدالتی اختیارات نہیں . وہ صرف تحقیقات کر سکتا ھے . تجویز کر سکتا ھے اور آگاہ کر سکتا ھے . صرف صدر کے پاس اختیار ھے کہ وہ کونسا قدم اُٹھاتاھے . کمیشن کے ایک رکن گوارئیس ھیں جو بلی 2000 تنظیم کے سرگرم کارکن ھیں. اُس کے پاس سڑک کے پراجیکٹ میں کئی گئی کرپشن کے ٹھوس ثبوت موجود ھیں. جو تحقیقات میں راھنمائی دیں گئے .

قرضوں کے آڈٹ کرنے کا حق

اس باب کے پہلے حصے میں قرضوں کے آڈٹ کے قانونی پہلوؤں کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے اور آڈٹ کے بارے حاصل حقوق زیر بحث لائے گئے ہیں جبکہ دوسرے حصے میں کچھ اہم قانونی نقاط کا حوالہ دیا گیا ہے جو قرضوں کے معاہدات میں کئی گئی ممکنہ بدعنوانیاں اور نقائص کی نشاندہی کو اجاگر کرنے کیلئے اہم تصور کئے جاتے ہیں۔

1۔ آڈٹ کا حق (پہلا حق اور فرض حکومت کا ہے کہ وہ آڈٹ کرے)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد یا گروپس قرضوں کے آڈٹ کا آغاز کر سکتے ہیں۔تاہم آخر میں حکومت ہی وہ ادارہ ہے جو فیصلہ کرنے میں بااختیار ہے کہ کسی آڈٹ کے نتائج کی روشنی میں کیا فیصلہ کرنا ہے۔کسی قرضے کی ادائیگی سے انکار کرنا یا پھر قانونی کاروائی کا آغاز کرنا صرف حکومت کا کام ہے۔لہٰذا قرضوں کے آڈٹ کے حوالے سے سرکار اور سرکاری افراد کے ساتھ بامعنی کوارڈینیشن کی ضرورت رہتی ہے۔ جہاں تک عالمی قانون کا تعلق ہے تو معیوب اور ناجائز قرضوں کے نظریہ کے حوالے سے جو مضامین لکھے گئے (پروفیسرایے ساچ اور جے ہنیلان) وہ قانون کی سائنس (Jurisprudence) کی ترقی میں اہمیت رکھتے ہیں۔خاص کر ایک ایسے وقت پر جب اس حوالے سے مخصوص عالمی معیار کا تعین ہونا ابھی باقی تھا۔سرکاری آڈٹ ایک پسندیدہ طریقہ کار ہے۔جس کے ذریعے سرکاری اہلکار بین الاقوامی قانون کے میدان میں اپنی اہلیت کا نفاذ کرتے ہیں۔اس طرح کے آڈٹ سے حکومت اس قابل ہوجاتی ہے کہ وہ فیصلہ کر کہ کونسا قرضہ جائز یا ناجائز تھا۔

برازیل میں قرضوں کے سرکاری آڈٹ کو آئینی درجہ حاصل ہے۔جس کا مطلب ہے کہ یہ چیز ریاست کے دائر اختیار میں ہے۔کہ وہ آڈٹ کے نتائج کے حوالے سے کیا اقدامات اٹھاتی ہے۔شفارسات پر عمل کرتی ہے یا رد کردیتی ہے۔لہٰذا جب کوئی حکومت قرضوں کے آڈٹ کرنے سے انکار کرتی ہے۔تو شہری اپنا Right to Petition استعمال کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرے جس کی گارنٹی آئین میں بھی موجود ہے۔

قرضوں کے آڈٹ کا شہری حق

قرضوں کے آڈٹ کے حقوق کے حوالے سے شہری حق آڈٹ دراصل بحث کا مرکزی نقطہ ہے۔ یہ حق صرف قرضوں کے معاہدات کے بارے جانچنے تک محدود نہیں بلکہ اس میں قرضوں کی ناجائز اور معیوب حیثیت کا تعین کرنا بھی شامل ہے۔اس کے علاوہ قرض دینے اور لینے والے ملک کی اندرونی اور بیرونی ذمہ داریوں کا تعین کرنا اور پھر اس تجزیے کی روشنی میں نقصان کی تلافی کا مطالبہ کرنا بھی شامل ہیں۔قرضوں کی منسوخی کیلئے قانونی دلائل کے ساتھ ساتھ شہری آڈٹ کو سماجی اور مالیاتی تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے۔

دی ہوتی ہے اپنی طرف سے کمپنی کو پیسے ادا کر دیتی ہے اور خود ذمہ دار بن جاتی ہے۔ اس طرح پرائیویٹ کمپنی کا قرضہ ECA کا قرضہ بن جاتا ہے۔ جو دراصل سرکاری ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح اگر یہ قرضہ اُس غریب ملک کی طرف سے ادا نہ ہو جائے تو ECAs اپنے ملک کے عوام پر شفٹ کر دیتی ہیں جو ٹیکس کی شکل میں ادا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کی طرف سے سرمایہ کاری میں کئی گئی غلطیوں کا خمیازہ بھگتے ہیں۔ اس کے بعد یہ ہوتا کہ ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی اپنا کریڈٹ بازیاب کرنے کیلئے یہ قرضہ کریڈٹ ریکور کرنی والی مخصوص مارکیٹ کو کم قیمت پر فروخت کر دیتی ہے اور اس طرح قرضہ ایک مرتبہ پھر پرائیویٹ ہو جاتا ہے اور مخصوص مارکیٹ میں بیٹھی کمپنیاں قرض دار ملک سے کسی طرح کی گفتگو کئے بغیر قرضے کی بازیابی کیلئے نئی اور سخت شرائط عائد کر دیتی ہے۔

اس وقت دنیا کی بڑی ECAs میں فرانس کی Coface، بیلجیئم کی Ducroire جرمنی کی Hermes، امریکہ کی Exim بینک اور برطانیہ کی ایکسپورٹ کریڈٹ گرانٹی ڈیپارٹمنٹ (EDGD) شامل ہیں، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فرانس نے Coface کی 1991ء میں نجکاری کر دی مگر اس کے باوجود یہ سرکاری فنڈز پر انحصار کرتی ہے۔ (www.cadtm.org)۔ دی کارنر ہاؤس اور Declaration De Berne کی طرف سے شائع ہونے والی رپورٹس کے مطابق ان ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں کے ہاں) شفافیت کی بہت زیادہ کمی ہے۔ حالانکہ ان کے پاس موجود فنڈز دراصل سرکاری فنڈز ہوتے ہیں مگر پھر بھی یہ اپنے آپریشنز پردہ راز میں رکھتی ہیں۔ ان ECAs کے طرف سے دیئے گئے قرضوں کے طریقہ کار اور اسکے ساتھ جڑی بدعنوانی بیرونی قرضوں کے مسائل کو مزید پیچیدہ بنانے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

لہٰذا قرضوں کا آڈٹ کرتے وقت ان ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں کی طرف سے کئے گئے معاہدات کا بھی تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اندازہ لگایا جاسکے کہ دیئے گئے قرضے کس حد تک ناجائز تھے۔ اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ زیادہ تر ECAs انسانی حقوق کے احترام کی پابند نہیں اور ایسے منصوبوں کی فنڈنگ بھی کرتی ہیں جو خطرناک سماجی اور ماحولیاتی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں چین میں تعمیر ہونے والا جارجز ڈیم پراجیکٹ، لیتھوسو میں بہت بڑا ہائیڈولک پراجیکٹ اور برما میں پابندا گیس پراجیکٹ ہیں۔ جس کے ساتھ بہت بڑے سیکنڈل وابستہ ہیں۔ کئی این، جی، او کی طرف سے چلائی جانے والی وسیع موبلائزیشن کی وجہ سے OECD نے ان منصوبوں کے خطرناک سماجی اور ماحولیاتی اثرات کو تسلیم کیا ہے۔ ان منصوبوں کے بارے این، جی، اوز کی شفارسات کو کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن جدوجہد جاری ہے۔

1۔ پاکستان میں ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی کا کردار

1998ء میں حکومت پاکستان نے کینڈا کی توانائی کمپنی BC Hydro کا کنٹریکٹ کرپشن میں ملوث ہونے کی وجہ سے ختم کر دیا تو کینڈا کی ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسی نے BC Hydro کو بچانے کی پوری کوشش کی۔ اسی سال ترقیاتی امداد دینے والے مختلف اداروں، ورلڈ بینک اور کچھ مغربی حکومتوں نے حکومت پاکستان پر شدید دباؤ ڈالا کہ اس کمپنی

کی طرف سے 1997ء میں تعمیر کئے گئے پاور اسٹیشن میں کئے گئے گھپلوں میں تحقیقات روک دیے۔ یاد رہے کہ یہ پاور اسٹیشن ایک کنشوریم نے تعمیر کیا تھا جس میں برطانوی قومی کمپنی بھی شامل تھی اور اس پراجیکٹ کی فنڈنگ فرانس، اٹلی اور جاپان کی ECAs نے مل کر کی تھی۔

2۔ ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیاں کرپشن کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں

ٹوگو میں ٹوگو پلاسٹک انڈسٹری (ITP) کو جس سوئس ECA کے ذریعے فنڈنگ کی گئی اُس کا نام Credit Suisse تھا۔ پراجیکٹ اتنا رسکی تھا کہ اس میں شامل سوئس کمپنیوں نے سوئس گورنمنٹ کی وارنٹی کے بغیر کام کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا Crdit Suisse کی طرف سے گرانٹی کے بعد کام شروع کیا گیا۔ لیکن اس حقیقت کا سب کو علم تھا کہ ٹوگو پلاسٹک انڈسٹری (ITP) کے حالات پہلے سے خراب ہیں اور سرمایہ کاری رسک ہے۔ مگر پھر بھی سوئس ECA کی گرانٹی پر پراجیکٹ شروع کر دیا گیا۔

ٹوگو میں ورلڈ بینک کے ایک سینئر آفیسر کے مطابق ITP پہلے ہی کئی ملین ڈالر کا نقصان اُٹھا چکی تھی۔ اور اسکی تعمیری لاگت (10 ملین ڈالر) کے مقابلے میں اسکی اصلی مالیت (3.7 ملین ڈالر) نہایت کم تھی۔ اس پراجیکٹ کیلئے عالمی ٹینڈر بھی نہ مانگے گئے۔ اور ITP کا یہ پراجیکٹ حاصل کرنے کیلئے ٹوگو کے حکومتی عہدیداروں کی خفیہ کمیشن دیئے گئے۔

اس کے بعد ٹوگو کی حکومت کو قائل کیا گیا کہ وہ جرمنی کی ایک کمپنی کو ایک سوئس ECA سے 5.8 ملین ڈالر کا قرضہ حاصل کرنے کی گرانٹی دے تاکہ ٹوگو میں ایک آئرن فیکٹری تعمیر کی جاسکے۔ سوئس ECA نے ٹوگو حکومت کو یہ قرضہ اس شرط پر دیا کہ فیکٹری کی پیداواری انشورنش بھی اُسی ECA سے کروائی جائے۔ اس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ سوئس اور ٹوگو حکومتوں کی وارنٹی کے بغیر یہ پراجیکٹ فیل ہو جاتا۔ اس پراجیکٹ کی پڑتال کیلئے جو اندرونی کمیشن بنا اُسکی رپورٹ کے مطابق اس پراجیکٹ سے جس طرح منافع کمایا گیا وہ غیر اخلاقی اور فراڈ پر مبنی طریقہ تھا۔

1996ء سے دنیا کے مختلف ممالک کی این، جی، اوز نے ایکسپورٹ کریڈٹ ایجنسیوں میں اصلاحات کیلئے جکارنہ ڈیکلیریشن کو بنیاد بناتے ہوئے ایک عالمی تحریک شروع کر رکھی۔ مزید معلومات کیلئے (http:\\www.eca-watch.org/)

3۔ جنوب کی طرف سے ''قرضوں کی منسوخی'' کی بات دلچسپی سے خالی کیوں؟

1991ء میں سویٹزرلینڈ کی وفاقی اسمبلی نے قرضوں میں کمی کا ایک پروگرام تشکیل دیا تھا۔ جس کیلئے ایک بڑی مہم چلانے کی منظوری دی گئی۔ اس سلسلے میں 700 ملین سوئس فرانک اضافی رقم کے طور پر عالمی ترقیاتی پروگرام کیلئے مخصوص کیے گئے جس میں سے 500 ملین سوئس فرانک صرف قرضوں میں کمی کیلئے مختص کیئے گئے۔ دس سال بعد 2001ء جا کر 450 ملین

فرانک اس کام کیلئے استعمال کیے گئے۔ اور صرف وہ ملک اس ریلیف کے اہل ٹھہرے جو ''غریب'' تھے۔ غریب ملک کی تعریف جس طرح کی گئی اس پر بہت سے مستحق ممالک پورے نہیں اترتے تھے۔ مسائل کے طور پر وہاں اس تعریف کے مطابق گوڈ گورننس، انسانی حقوق کا احترام، سیاسی اور عدالتی اختیارات کی علیحدگی، پریس کی آزادی کا موجود ہونا ضروری ہے ۔ اس کے علاوہ ایسے ملک کی معاشی اور سماجی پالیساں بہتر کرنے کی صلاحیت اور قرضوں کے بوجھ سے نجات حاصل کرنے کا کوئی لائحہ عمل بھی تیار ہو۔ قرضوں میں کمی کے اس سوئس پروگرام کے چار بنیادی نقاط تھے۔

- **سرکاری قرضوں کی تنسیخ**

اس سے مراد صرف وہ کمرشل قرضے جو ایکسپورٹ رسک میں گرانٹی کی مد میں حکومت نے دوبارہ خرید لیے ہوں۔

- **بغیر ضمانت کمرشل قرضوں کی تنسیخ**

اس سے مراد بینکوں اور دیگر سپلائرز کو ادا ہونے والے وہ کمرشل واجبات ہیں جن کی گرانٹی حکومت نے نہ دی ہو۔

- **ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قرضوں میں کمی**

اس آرٹیکل سے مراد اُن ممالک کو ریلیف دینا تھا جو نیولبرل ایجنڈے کے تحت معاشی اصلاحات کی پیروی کرتے ہوئے عالمی مالیاتی اداروں کی پالیسوں پر عمل پیرا ہوں، مقصد یہ تھا کہ وہ ممالک جہاں سویٹزلینڈ ترقیاتی کاموں میں شامل ہے اُن کو اس Clause سے تھوڑا سا فائدہ اٹھائے کا موقع دیا جائے۔

- **تکمیل اقدامات**

اس کا مقصد قرضوں کی مینجمنٹ میں بہتری لانا اور مستقبل میں دیوالیہ پن جیسی صورت حال سے بچنے کیلئے عملی اقدامات کرنا۔

E۔ اعداد وشمار کا تجزیہ کرنا

برازیل میں قرضوں کا آڈٹ کرنے والے شہریوں کے گروپ نے قرضوں کا تاریخی حوالے سے اور معاہدات کی بنیاد پر تجزیہ کرنے کے ساتھ ساتھ قومی قرضے اور موجود اعداد وشمار کے آپس میں تعلق کو بھی جانچنے کی کوشش کی۔ آڈٹ کے حوالے سے یہ مرحلہ کافی دلچسپ ہوتا ہے۔ مگر تجزیہ کی بنیاد پر ملک کی اپنی اپنی خصوصیات ہوسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر ہم اُن پیمانوں کو استعمال میں لاسکتے ہیں جو آڈٹ کرتے وقت یونافسکو تنظیم نے کیے تھے۔ یونافسکو کی تحقیق سے مندرجہ ذیل مندرجہ بنیادی نتائج اخذ کئے گئے۔

1- قومی بجٹ سے متعلق

سماجی شعبے کی ترقی اور قرضوں کی ادائیگوں کیلئے مختص بجٹ کے حجم کے درمیان ایک بڑی خلیج دیکھی گئی۔ جس سے صاف اندازہ ہوتا تھا۔ کہ قرضوں کی ادائیگوں کو جاری رکھنے کی وجہ سے سماجی شعبے کی ترقی کیلئے مختص بجٹ کم ہوتا جارہا ہے۔ 2004ء کے قومی بجٹ میں سماجی ترقی پر صرف 33 ارب ڈالر خرچ کئے گئے جبکہ قرضوں کی ادائیگوں پر 69.79 ارب ڈالر خرچ کیے گئے۔

2۔ آئی،ایم،ایف معاہدات سے متعلق

لولا حکومت نے آئی،ایم،ایف سے کئے گئے معاہدات کو تسلیم کرتے ہواُن میں رکھی گئی شرائط پر دوبارہ مذاکرات کرنے کی بجائے اُسی طرح قبول کرلیا اور ٹیکس اور ریٹائرمنٹ کے نظام میں آئی،ایم،ایف کی پسند کے مطابق اصلاحات کیں۔

3۔ مرکزی بینک اور ٹیکس سے متعلق قانون سازی کے بارے میں

نئی قانون سازی کے مطابق برازیل سے سرمایہ باہر لے جانے سے متعلق مالیاتی قانون میں نرمی کی گئی۔ جس کا مقصد کالے دھن کو پسند کرنے کا موقع فراہم کرنا تھا۔ قانون میں اس نرمی سے لئے گئے قرضوں کا کافی حصہ کرپشن اور غبن میں بدل کر ملک سے باہر فرار ہوگیا اور نتیجتاً قومی قرضوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔

4۔ عالمی مالیاتی اشارے اور قرضوں کے بوجھ میں آپسی تعلق

سرمایہ کاری کے حوالے سے برازیل کو ہمیشہ ایک رسک والا ملک تصور کیا جاتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے اپنے جاری کردہ بانڈز پر زیادہ شرح سود دینا پڑتی ہے باوجود اس حقیقت کے کہ یہ ملک قرضوں کی ادائیگوں کے حوالے سے ہمیشہ ایڈوانس پوزیشن میں رہا ہے۔ لہٰذا قرضوں کا آڈٹ کرتے وقت موجود سماجی اشاروں کا تجزیہ بھی کرنا چاہیے جن میں شرح غربت، بیروزگاری، ناداری اور غیر رسمی ملازمت کے ساتھ ساتھ دولت کی تقسیم کے Indicators بھی شامل ہیں۔

ii۔ رکاوٹوں پر قابو کیسے پایا جائے

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ قرضوں کا آڈٹ کوئی آسان کام نہیں اور اسکے راستے میں کئی گڑھے ہوتے ہیں جن سے بچ کر آگے بڑھا ہوتا ہے۔ یہ گڑھے تکنیکی اور سیاسی دونوں طرح کی نوعیت کے ہوسکتے ہیں۔ مندرجہ ذیل راہنما اصولوں کو بیروئے کار لاتے ہوئے ان رکاوٹوں کو عبور کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

A۔ تکنیکی رکاوٹیں

تھوڑی دیر کیلئے تصور کرتے ہیں آڈٹ شروع کرنے کیلئے سول سوسائٹی پوری طرح موبلائز ہوچکی ہے۔مختلف سماجی گروہ، سماجی تحریکیں، سیاسی جماعتوں اور پارلیمنٹ کے ممبران رضامند ہیں کہ آڈٹ شروع کیا جائے سٹریٹجی، ایجنڈا،منصوبہ سازی اورورکنگ گروپس کی تنظیم سازی اور چیک لسٹ وغیرہ بھی تیار ہوگئی ہے۔ یہ ایک طرح سے ایک آئیڈیل صورت حال ہے۔ مگراس تیاری کے باوجودمتعلقہ دستاویزات کی عدم دستیابی کا مسئلہ کسی بھی وقت اُبھرسکتا ہے۔یا پھراگر یہ دستاویزات مل بھی جاتی ہیں تو ہوسکتا ہے وہ جس زبان میں ہوں وہ قومی زبان سے مختلف ہو۔اس کے علاوہ قرضوں کی تاریخ پر کام کرتے ہوئے یہ امکان بھی موجود ہوتا کہ دستاویزات کسی ایک ملک کی بجائے مختلف مما لک میں بکھری ہوئی ہوں۔ یہ وہ تکنیکی رکاوٹیں ہیں جس سے آڈٹ کی رفتارکم اور محقق کا حوصلہ پست ہوسکتا ہے۔

لہٰذاایسی صورت حال میں شمال اورجنوب کے درمیان عوامی سطح پرایک دوسرے کی مدد اور یگانگت سے سرشار نیٹ ورک کا موجود ہونا ضروری ہے تا کہ اسطرح کی تکنیکی رکارٹوں کوعبور کیا جاسکے۔ایسے نیٹ ورک کی طاقت کا دارمداراُن کی مل کر ریسرچ کرنے کی Capacity پر ہے جس کی وجہ سے ایک دوسرے کے مما لک میں موجودضروری دستاویزات کومہیا کرنے میں مددگارثابت ہوسکتے ہیں۔جنوب کے مما لک میں مختلف تنظیمیں قرضوں سے متعلق دستاویزات حاصل کرنے میں زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ معلومات تک رسائی کے قانون اور آزاد میڈیا کی موجودگی کی وجہ سے وہ یہ کام باآسانی کرسکتی ہیں۔اس کے علاوہ آڈٹ پر کام کرنے والی کئی تنظیمیں اُن رضا کارانہ ترجمہ کرنے والے نیٹ ورکس کے کام سے بھی فائدہ اُٹھاسکتی ہیں جومختصر وقت میں قرضوں کے معاہدات کا ترجمہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔اس طرح ان بکھری مگرضروری دستاویزات تک رسائی اورانہیں قابل استعمال بنانے میں ان نیٹ ورکس سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ اہم پوزیشن پرتعینات سرکاری ملازمین کے ساتھ رابطہ بڑھا کراور دستاویزات حاصل کر کے بھی اس تکنیکی رکاوٹ کوعبور کیا جاسکتا ہے۔

B۔ سیاسی رکاوٹیں

قرضوں کے متعلق دستاویزات تک رسائی میں جہاں تک سیاسی رکاوٹوں کا تعلق ہے تو پرنسبتاً زیادہ مشکل مگرقابل فہم ہیں۔دراصل سیاستدان اور دیگرقومی کردارقرضوں کے تجزیئے میں زیادہ تر دلچسپی نہیں رکھتے۔مگرسیاسی جماعتوں کے ممبران اور خاصکروہ جماعتیں جواپوزیشن میں ہوں کے ممبران کے ساتھ مضبوط رابطوں کا قیام نہایت ضروری ہوتا ہے۔اس کے علاوہ میڈیاکے ساتھ شروع سے ہی اچھے رابطے استوار کرنا ضروری ہوتا ہے۔کیونکہ میڈیا کے ذریعے ہم اُن سیاسی رکاوٹوں کوعوام کے سامنے لاسکتے اوراس طرح سیاستدانوں پردباؤ ڈال سکتے ہیں تا کہ وہ قرضوں کے متعلق ریکارڈ تک رسائی میں سہولت دیں۔ آڈٹ کے عمل کے دوران مختلف طرح کی دیگرسیاسی رکاوٹیں بھی آسکتی ہیں جن کیلئے ہمیں ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے۔فرض

کریں اگرآڈٹ کی اجازت مل بھی جاتی ہے اوراس سلسلے میں کوئی قانون سازی ہوبھی جاتی ہے مگراس کے باوجود ایسے قانون پرعمل درآمد کوروکنے کیلئے کئی سیاسی رکاوٹیں کھڑی ہوسکتی ہیں۔مثال کے طور پرفلپائن کے ہاؤس آف نمائندگان کی طرف سے قرضوں کے آڈٹ کی ایک مشترکہ قرارااد پاس کی گئی۔اس کے بعد جب یہ قرارداد سینٹ میں پہنچی تو مختلف سنیٹرز نے مختلف بہانوں سے اس قرارداد پر بحث کولٹکائے رکھا اور معاملہ التوء میں ڈال دیا۔لہٰذا سماجی تنظیمیں اوراُن کے نمائندگان ناموافق سیاسی حالات کی وجہ سے اس سیاسی رکاورٹ کوعبور نہ کر سکے۔ لیکن بحرحال ایوان نمائندگان سے قرار داد کی منظوری بھی ایک سٹریٹیجک فتح تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں فلپائن کی صدر نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس قراردادکو ویٹوکردیا۔

تاہم فلپائن کی اس مثال میں ایک چیزاہم تھی کہ ملکی قانون کے مختلف آرٹیکلزااوراُن میں استعمال کیے گئے الفاظ کوکس طرح غور سے پڑھنے کے بعد ایسے قانونی راستے تلاش کیے جاسکتے ہیں جوقرضوں کے بارے قرارداد پیش کرنے کا جواز فراہم کرسکتے ہوں۔فلپائن کے ایوان نمائندگان میں پیش کی جانے والی مشترکہ قراردادکواس طرح ڈرافٹ کیا گیا تھا کہ اس کا کوئی بھی آرٹیکل ایسانہیں تھا جوقرضوں کے عمل کوروکتا ہو یاملوث افراد کیلئے سزا کا مطالبہ کرتا ہو۔یہی وجہ ہے کہ ایوان نمائندگان کے ممبران کی بڑی اکثریت نے اس قراردادکوصرف اسے لیے پاس کردیا کیونکہ اس کا مقصد کسی کوسزادینا یاکسی کا محاسبہ کرنا نہیں تھا۔ بلکہ صرف قرضوں اورملکی معیشت کی صورت حال کا جائزہ لینا تھا۔اس قرارداد میں صرف اُن سرکاری افسران کو پابند کرنی کی بات کی گئی تھی جوجان بوجھ کرقرضوں کے بارے دستاویزات آڈٹ کمیشن کے حوالےنہیں کرنا چاہتے تھے۔

اورآخرمیں قرضوں کے حوالے سے عالمی مالیاتی اداروں کی دستاویزات تک رسائی کی بھرپورکوشش کرنی چاہئے۔ اس سلسلے میں بیرونی ریسرچرزکواپروچ کیا جاسکتا ہے کہ وہ عالمی مالیاتی اداروں کی دستاویزات کی انکوٹری کریں۔جنوب میں موجودمختلف تنظیموں کی مدد سے اورسیالیڈریٹینیٹ ورکس کے ساتھ مل کراُن حکومتوں پر دباؤ ڈالا جاسکتا ہے جہاں ان عالمی مالیاتی اداروں کے دفاتر ہیں۔یہ تنظیمیں ان مالیاتی اداروں پر پریشر ڈال سکتی ہیں کہ وہ شمال کی قرضوں پر کام کرنے والی تنظیموں کواپنے ریکاڈ تک رسائی دیں۔

تمثیل نمبر:2

ایکواڈور میں قرضوں کا جنرل آڈٹ

ایکواڈور کی حکومت نے حال ھی میں قرضوں کے آڈٹ کا متاثر کن آغاز کیا ھے. ایک حکومتی آرڈر کے ذریعے بیرونی قرضوں پر تحقیق کرنے کیلئے ایک سرکاری کمیشن تشکیل دیا گیا ھے. جو پچھلے تیس سالوں میں ایکواڈور کی طرف سے لئیگئے قرضوں کے معاھدوں کا تفصیلی جائزہ لے گا. اس آڈٹ کی رپورٹ صدر کو پیش کیا جائے گی. ایکواڈور پر بیرونی قرضوں کا حجم 11 ارب ڈالر ھے اور اس آڈٹ کا آغاز محض ایک چھوٹا سا قدم ھے. اس کمیشن کو دی گئی چھ ماہ کی ڈیڈلائن بھت تھوڑی ھے. لھذا آڈٹ میں صرف چند ایک کیسنر کو ھی دیکھا جاسکے گا. مثال کے طور پر 120 ملین ڈالر سے تعمیر ہونے والی ایک اھم شاھراہ جس کا ابتدائی تخمینہ صرف 20 ملین ڈالر تھا. اس کیس میں دیکھا جائے گا کہ 100 ملین ڈالر زائد کیوں خرچ ھوئے اور اس کے علاوہ 130 ملین ڈالر کا جو نقصان Ecosystem کو پھنچا اُسے مد نظر کیوں نہ رکھا گیا. اس تشکیل دیئے گئے کمیشن کا بجٹ بھی نھایت قلیلھے اور اپنے کام کیلئے اس کا زیادہ تر دار مدار مختلف وزارتوں، قومی بینکوں اور سرکاری اھلکاروں کے تعاون پر ھے. جو یقینا ایک مشکل کام ھے. اس کے علاوہ کمیشن کے پاس عدالتی اختیارات نھیں. وہ صرف تحقیقات کر سکتا ھے. تجویز کر سکتا ھے اور آگاہ کر سکتا ھے. صرف صدر کے پاس اختیار ھے کہ وہ کونسا قدم اُٹھاتاھے. کمیشن کے ایک رکن گوارئیس ھیں جو بلی 2000 تنظیم کے سرگرم کارکن ھیں. اُس کے پاس سڑک کے پراجیکٹ میں کئی گئی کرپشن کے ٹھوس ثبوت موجود ھیں. جو تحقیقات میں راھنمائی دیں گئے.

باب نمبر 4

قرضوں کے آڈٹ کے قانونی پہلو

اس باب کے پہلے حصے میں قرضوں کے آڈٹ کے قانونی پہلوؤں کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے اور آڈٹ کے بارے حاصل حقوق زیر بحث لائے گئے ہیں جبکہ دوسرے حصے میں کچھ اہم قانونی نقاط کا حوالہ دیا گیا ہے جو قرضوں کے معاہدات میں کئی گئی ممکنہ بدعنوانیاں اور نقائص کی نشاندہی کو اجاگر کرنے کیلئے اہم تصور کئے جاتے ہیں۔

i۔ آڈٹ کا حق

- **پہلا حق اور فرض حکومت کا ہے**

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد یا گروپس قرضوں کے آڈٹ کا آغاز کر سکتے ہیں۔ تاہم آخر میں حکومت ہی وہ ادارہ ہے جو فیصلہ کرنے میں بااختیار ہے کہ کسی آڈٹ کے نتائج کی روشنی میں کیا فیصلہ کرنا ہے۔ کسی قرضے کی ادائیگی سے انکار کرنا یا پھر قانونی کاروائی کا آغاز کرنا صرف حکومت کا کام ہے۔ لہٰذا قرضوں کے آڈٹ کے حوالے سے سرکار اور سرکاری افراد کے ساتھ بامعنی کوارڈینشن کی ضرورت رہتی ہے۔ جہاں تک عالمی قانون کا تعلق ہے تو معیوب اور ناجائز قرضوں کے نظریہ کے حوالے سے جو مضامین لکھے گئے (پروفیسر اے ساچ اور جے ہنیلان) وہ قانون کی سائنس (Jurisprudence) کی ترقی میں اہمیت رکھتے ہیں۔ خاص کر ایک ایسے وقت پر جب اس حوالے سے مخصوص عالمی معیار کا تعین ہونا ابھی باقی تھا۔ سرکاری آڈٹ ایک پسندیدہ طریقہ کار ہے۔ جس کے ذریعے سرکاری اہلکار بین الاقوامی قانون کے میدان میں اپنی اہلیت کا نفاذ کرتے ہیں۔ اس طرح کے آڈٹ سے حکومت اس قابل ہو جاتی ہے کہ وہ فیصلہ کر کہ کونسا قرضہ جائز یا ناجائز تھا۔

برازیل میں قرضوں کے سرکاری آڈٹ کو آئینی درجہ حاصل ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ چیز ریاست کے دائر اختیار میں ہے۔ کہ وہ آڈٹ کے نتائج کے حوالے سے کیا اقدامات اٹھاتی ہے۔ شفارسات پر عمل کرتی ہے یا رد کر دیتی ہے۔ لہٰذا جب کوئی حکومت قرضوں کے آڈٹ کرنے سے انکار کرتی ہے۔ تو شہری اپنا Right to Petition استعمال کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرے جس کی گارنٹی آئین میں بھی موجود ہے۔

قرضوں کے آڈٹ کا شہری حق

قرضوں کے آڈٹ کے حقوق کے حوالے سے شہری حق آڈٹ دراصل بحث کا مرکزی نقطہ ہے۔ یہ حق صرف قرضوں کے معاہدات کے بارے جاننے تک محدود نہیں بلکہ اس میں قرضوں کی ناجائز اور معیوب حیثیت کا تعین کرنا بھی شامل ہے۔اس کے علاوہ قرض دینے اور لینے والے ملک کی اندرونی اور بیرونی ذمہ داریوں کا تعین کرنا اور پھر اس تجزیے کی روشنی میں نقصان کی تلافی کا مطالبہ کرنا بھی شامل ہیں۔قرضوں کی منسوخی کیلئے قانونی دلائل کے ساتھ ساتھ شہری آڈٹ کو سماجی اور مالیاتی تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے۔

A۔ بیرونی قرضوں کی قانونی یا غیر قانونی حیثیت کا تعین کرنا

کوئی حکومت اپنے ذمے ایسا بیرونی قرضہ ادا کرنے کی پابند نہیں جس کے غیر قانونی ہونے کا تعین ہو چکا ہو، اور عالمی ذمہ داری پورے نے کے بہانے کو استعمال کرتے ہوئے کسی ملک کو ایسے قرضہ کی ادائیگی پر مجبور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایک معیاری سرکاری قانون کے مطابق سرکاری اہلکاروں کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ کسی قرضے کی جائز یا ناجائز حیثیت کا تعین کر سکیں۔اور دراصل ریاست کے ایک اہم جز کی حیثیت سے حکومت کا یہ حق ہے اور فرض بھی کہ وہ اپنے اندرونی اختیارات استعمال کرتے ہوئے سرکاری قرضوں کا جائزہ لے۔ بالخصوص قرضوں کے آڈٹ کے بعد اُن کی حیثیت کا تعین کرے اور اگر بدعنوانیاں نظر آئیں تو ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرے۔اس کے علاوہ شہریوں کی نمائندہ سماجی تحریکیں جن پر قرضوں کے براہ راست منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ وہ بھی قرضوں کی حقانیت پر سوال اُٹھاتے اور مسلمہ انسانی حقوق کی بنیاد پر مناسب تلافی (جب نقصان حکومتی اقدامات کے نتیجے میں ہوا ہو) کا مطالبہ کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہیں۔اگرچہ اس حوالے سے بین الاقوامی قانون کے میدان میں ابھی صرف تجزیے اور مباحثے جاری ہیں،۔لیکن ایسا ہوسکتا ہے کہ بین الاقوامی فوجداری عدالت (ICC) کے دائرہ اختیار میں یہ بات دے دی جائے۔کہ وہ انسانیت کے خلاف جرائم کی روک تھام کے قانون کی روشنی میں قرضوں کے جرائم میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کرے۔

تمثیل نمبر:1

تلافی کے حصول کا غیر مشروط حق

ستمبر 2005ء میں ورلڈ بینک کی زیر نگرانی نائیجریا اور سوئس حکومتوں کے مابین 458 ملین ڈالر کی وہ رقم واپس کرنے کا معاھدہ طے پایا جو نائیجریا کے سابق جنرل سانی ایاچہ نے اپنے دور حکومت میں کرپشن کرتے ہوئے سویز لینڈ کے مختلف بینکوں میں جمع کروایا تھا. تاھم معاھدے کے مطابق اس رقم میں سے 14 ملین ڈالر قانونی فیس کی مد میں کاٹ لیے گئے . سوئس حکومت نے فیڈرل ٹربنیول کے فیصلے کی روشنی میں رقم کی پھلی قسط نائیجریا کے خزانے میں جمع کروا دی ھے. اس میں کوئی شق نھیں کہ رقم کی یہ واپسی ایک اھم مثال بن گئی ھے اور جو دراصل سوئیزلینڈ اور بائیجریا میں 5 سال تک چلنے والی سماجی تحریکوں کی محنت کا نتیجہ ھے.

تاھم قومی خزانے سے لوٹی ھوئی اس دولت کی واپسی کے ساتھ کچھ شرائط بھی عائد کر دی گئیں . جس میں معاھدہ نگرانی اور اچھے نتائج کا حصول شامل ھیں. ان شرائط کی وجہ سے سوئس حکومت اور عالمی بینک کو وہ بنیادی کردار حاصل ھو گیا ھے. جس کے ذریعے انھوں نے حکومت نائیجریا سے کھا ھے کہ واپس کئے گئے فنڈز کا استعمال اُنھی ترجیحات کے مطابق کرے جو اس رقم کے لٹائے جانے سے پھلے والے معاھدہ کے مطابق طے ھو چکیں تھیں. اس سے اندازہ ھوتاھے کہ مغربی حکومتیں اور عالمی مالیاتی ادارے ھی شمال کے ممالک کیلئے ترجیحات کا تعین کرتے ھیں اور اس بات کا اندازہ لگاتے ھیں کہ وہ کھاں تک حاصل ھوئی ھیں . لھٰذا نائیجریا کے ساتھ کیا گیا معاھدہ نگرانی تیسری دنیا کے ممالک کے سامنے مغربی حکومتوں اور عالمی مالیاتی اداروں کی بھر پور طاقت کا اظھار ھے.

اگر قرضوں کی منسوخی کے ساتھ فنڈز کی واپسی کی نگرانی کیلئے کوئی میکانزم ضروری ھے تو اس کا فیصلہ مقامی حکومت اور اُس ملک کے عوام کو کرنا چاھیے نہ کہ عالمی بینک ورلڈ بینک کو قطعاً یہ حق حاصل نھیں کہ وہ اس طرح کے مواقع پر اپنے لیے مرکزی کردار ڈھونڈے جھاں وہ خود ھی منصف ھوا اور مدعی بھی.

جبکہ ترقی پذیر ممالک کے عوام کو یہ حق برابر حاصل ھے کہ وہ واپس حاصل کئے گئے فنڈز کے استعمال کی نگرانی کیلئے تیار کئے گئے عالمی بینک کے کسی میکانزم پر صرف ہونے والے وقت اور پیسے پر حیران اور غصہ ھوں. سوچنے کی بات ھے کہ حکومت نائیجریا کی لوٹی ہوئی قومی دولت اُسے واپس ملی لیکن اب سوئس حکومت یا عالمی بینک تک کون ھیں جواُسے اس دولت کے استعمال کی ترجیحات بتائیں گے . یہ کام نائیجریا کی حکومت اور مقامی عوام کا ھے کہ وہ اس دولت کو کس منصوبے پر استعمال کرنا چاھتے ھیں اور آخر میں سب سے اھم سوال یہ ھے کہ کریڈٹ دینے والے سوئس بینک اور سوئس حکومت نے (جواب فنڈز کی واپسی کے ساتھ شرائط منسلک کر رھے ھیں) جنرل اباچا سے قرضے کا معاھدہ کرتے وقت ان فنڈز کے صحیح استعمال کے حوالے سے سوال کیوں نھیں کیے تھے.
لھٰذا غیر قانونی قرضوں کے معاھدات کی منسوخی کے بعد تلافی کے مطالبے کا حق بالکل جائز ھے . اور مختلف تنظیموں اور تحریکوں کیلئے جو سماجی اور معاشی انصاف کی خاطر قرضوں کی منسوخی کیلئے جدوجھد کر رھی ھیں انھیں چاھیے کہ تلافی کے مطالبے کو اپنی ترجیحات میں اُوپر رکھیں .

تاھم تلافی کا حصول نھایت مشکل ھے اور یہ آسانی سے ملنے والی چیزنھیں. اس کی طرف سفر کرنے کیلئے ضروری ھے کہ کریڈٹ دینے والے اور لینے والے دونوں ممالک میں قرضوں کا آڈٹ کیا جائے اور دیئے جانے والے غیر قانونی قرضوں اور لیے جانے والے قرضوں سے کرپشن اور لوٹ مار کو بے نقاب کیا جائے اور ملوث اداروں اور افراد کی نشاندھی کی جائے . اور پھر قرضوں کی یہ رقم جو لوٹ مار کے ذریعے مغربی ممالک کے بینکوں میں جع کر وا دی جاتی ھے کیباعزت واپسی کیلئے تحریکیں چلائی جائیں اور ایسی تحریک چلانے کیلئے قرضوں کا آڈٹ نھایت ضروری ھے تاکہ پتہ چل سکے کہ کونسے پرائیوٹ بینک ھیں جو کرپٹ حکومتوں یا آمروں کے ساتھ مل کر قرضوں کی رقم کو ھڑپ کرنے میں ملوث ھیں . لھٰذا دونوں تحریکیں (یعنی آڈٹ کی تحریک اور لوٹی ہوئی دولت کی وآپسی کی تحریک) ایک دوسری کی مددگار ثابت ہوتی ھیں.

B۔ قرضوں کے آڈٹ کا مطالبہ بطور بنیادی حق

i۔ ریاست کے کاموں میں حصہ لینے کا حق

یونیورسل ہومن رائٹس ڈیکلریشن 1948ء کے آرٹیکل 21 کے مطابق ہر شخص اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طریقے سے چنے گئے نمائندے کے ذریعے حصہ لینے کا حق رکھتا ہے۔اسی طرح کا حق 1966ء میں تیار کیے گئے سول اور سیاسی حقوق کے حوالے سے عالمی کوونٹ میں بھی دیا گیا ہے جس کے آرٹیکل 252 کے مطابق فرد کے حکومت کے معاملات میں براہ راست حصہ لینے پر آزادی ہے جیسا کہ سے پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ جب کوئی حکومت کسی بیرونی ادارے یا حکومت سے قرضہ حاصل کرتی ہے تو دراصل وہ اپنی ریاست کے پاس موجود وسائل (جن میں مالیاتی، انسانی اور قدرتی وسائل شامل ہوتے ہیں) کی گارنٹی دیتی ہے۔اس طرح قرض لینے کے اس عمل میں صرف حکومت اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ اپنی عوام کو بھی کومٹ کرتی ہے۔جب کوئی حکومت ریاست کے اہم جز کے طور پر عمل کرتی ہے تو وہ ضروری طور پر عوام کی نمائندہ بن کر کرتی ہے۔لہٰذا حکومت کے کیئے گئے معاہدوں اور کاموں کا عوام پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔یہ بالکل واضح ہے کہ عوام بھی حکومتی معاملات میں براہ راست شامل ہو سکتے ہیں اور حکومتی کاموں اور فیصلوں پر سوال اُٹھا سکتے ہیں اور حکومت سے جواب طلبی کر سکتے ہیں۔لہٰذا سرکاری معاملات میں براہ راست شمولیت کے حق سے نگرانی کا ایک دوسرا حق جنم لیتا ہے۔اور شہریوں کا آڈٹ صرف حکومتی فنڈز کے استعمال کی نگرانی تک محدود نہیں بلکہ ایک ایسے سٹرکچر کی تعمیر کا متقاضی ہے۔جس کے ذریعے قومی خزانے سے لوٹی گئی دولت سے بنائی گئی جائیدادوں کی نشاندہی، نیلامی، رقم کی واپسی اور پھر عوامی مفاد کے منصوبوں پر اس رقم کا استعمال جیسے کام شامل ہیں۔

اگر ایسا ہو جائے تو پھر آئینی اور جمہوری حکومت اپنی توجہ اپنے شہریوں کا معیار زندگی بہتر بنانے اور قرضوں کے شیطانی چکر کی وجہ سے ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو ختم کرنے میں مخلص ہوگی۔اس سے آگے بڑھ کر آڈٹ کے نتیجے میں سامنے آنے والے حقائق کی روشنی میں ذمہ دار افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ناجائز، غیر قانونی اور معیوب قرضوں کی ادائیگیوں سے انکار کرے گی۔

ii۔ معلومات تک رسائی کا حق

معلومات تک رسائی کے حوالے سے 1966 کا عالمی کوونٹ کہتا ہے کہ ہر فرد کو آزادی اظہار کا حق حاصل ہے جس میں تحقیق کرنے، معلومات و خیالات موصول کرنے اور پھیلانے کے حقوق شامل ہیں اور اس کیلئے سرحدوں یا زبانوں کی کوئی پابندی نہیں (آرٹیکل 19) اس کے علاوہ UN کمیشن برائے انسانی حقوق جمہوریت کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے جن نقاط پر زور دیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

حکومت کے معاملات کی مینجمنٹ شفاف ہونی چاہیے اور معاشرے کے مختلف شعبوں کی انتظامیہ جوابدہ ہونی چاہیے

حکومتی معاملات میں سول سوسائٹی کی حقیقی شمولیت ہونی چاہیے۔ لہٰذا معلومات تک رسائی کو ایک بنیادی انسانی حق تصور کرنا چاہیے اور جہاں تک حکومتی کاموں اور بالخصوص قرضوں کے معاہدوں کا تعلق ہے تو ان کے بارے معلومات تک رسائی ہر شہری کا ٹھوس بنیادی کا حق ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ قانونی سطح پر تقریباً تمام ریاستوں نے 1966ء کے عالمی کوونٹ برائے سول اور سیاسی حقوق کو تسلیم (Ratify) کیا ہے۔ ماسوائے امریکہ کے جس نے اس کوونٹ پر دستخط کرنے کے 30 سال بعد آخر میں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس حق کا مقصد شہریوں کی اُن دستاویزات اور معلومات تک رسائی کو ممکن بنانا ہے جو سرکاری اہلکاروں کے پاس ہوتی ہیں۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ سرکاری اور ریاستی اہلکاروں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس قانون کے نفاذ میں سہولت کار بنیں۔ اس طرح 1966ء کا معاہدہ شہری حقوق کے حوالے بہت وسیع ہے اور غور سے پڑھنے سے اسکی بہت سہی پرتیں کھلتی جاتی ہیں۔ یہ معاہدہ ہر شہری کو حق دیتا ہے کہ وہ تحقیق کر سکے، مختلف قوانین، عدالتی فیصلوں، حکومتی اقدامات، قراردادوں، قواعد وضوابطہ بجٹ بیلنس شیٹ، سرکاری اہلکاروں کی جائیدادوں کے بارے ڈیکلریشن اور حکومت کے پاس دستاویزات، ہر طرح کا ریکارڈ، تصاویر اور دیگر ڈاکومنٹ تک آزادنہ رسائی کر سکے۔ بیرونی قرضوں کے بارے ہر طرح کا ریکارڈ اور دستاویزات تک رسائی اس معاہدہ کے اندر آتا ہے۔ جسے حکومت پاکستان سمیت دنیا کے بیشتر ممالک تسلیم کر چکے ہیں۔ بیرونی قرضوں سے متعلق مختلف کریڈٹرز کے ساتھ حکومتی بات چیت کے ریکارڈ تک رسائی کو قومی راز کی آڑ میں روکا نہیں جا سکتا۔ معلومات تک رسائی کے حق کا استعمال جمہوریت کا ضروری جز ہے اور جمہوریت کا صرف یہ مطلب نہیں کہ چار یا پانچ سال بعد انتخابات کرا دیئے جائیں۔ اقوام متحدہ کا کمیشن برائے انسانی حقوق خاص طور پر اس بات پر ضرور دیتا ہے کہ جمہوریت اور اس سے متعلقہ حقوق میں حکومتی معاملات میں شفاعیت دیکھنے اور حکومت کو جوابدہ بنانے کا حق بھی شامل ہیں۔

جمہوریت اور حکومت کے جمہوری اقدامات کا بلاشبہ یہی مطلب ہے کہ اس نظام میں شہریوں کو حق حاصل ہے کہ:

1۔ وہ حکومت کی طرف سے عالمی سطح پر کیئے گئے معاشی، مالیاتی اور دیگر فیصلوں کے بارے میں جان سکیں اور تفصیلی آگاہی حاصل کر سکیں۔

2۔ وہ ہر اُس عمل میں شریک ہو سکیں جہاں ریاستی اثاثہ جات، قومی اور قدرتی وسائل کو عالمی مالیاتی اداروں اور کریڈٹرز کے ہاتھوں فروخت کرنے کی بات ہو رہی ہو۔ کیونکہ سرکاری قرضے عوام کے نام پر ہی لیے جاتے ہیں۔

لہٰذا معلومات تک رسائی کے قانون کے مندرجات بلاشبہ بیرونی قرضوں کے آڈٹ کے مطالبہ کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ کیئے گئے قرضوں کے معاہدات کی دستاویزات تک آسانی رسائی کے بغیر آڈٹ کا عمل ممکن نہیں اور آڈٹ ہی وہ مناسب اور قانونی طریقہ کار ہے جو کسی حکومت کے اقدامات کی شفاعیت کو چیک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اُوپر بیان کیئے گئے حقوق کے احترام کو یقینی بنانے کیلئے نہایت ضروری ہے کہ شہریوں کی طاقتور سماجی تحریکوں کا آغاز کیا جائے۔

C۔ قرضوں کے آڈٹ کا دائرہ کار

جب ہم قرضوں کے آڈٹ کے دائرہ کار کی بات کرتے ہیں تو اس میں وہ تمام معاہدات شامل ہوتے ہیں تو حکومت نے کسی دوسری حکومت یا کسی پرائیویٹ ادارے کے ساتھ کیے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے معاہدات جو پرائیویٹ اداروں نے دوسرے ملک کے پرائیویٹ اداروں کے ساتھ کیئے ہوتے ہیں۔ اور اس میں ریاست بطور گارنٹر شامل ہوتی ہے لہٰذا قرضوں کے آڈٹ دائرہ کار میں وہ تمام حکومتی اعمال اور قانونی اقدامات شامل ہوتے ہیں جو چاہیے آمرانہ یا جمہوری حکومتوں نے کیے ہوں۔ دراصل تین بنیادی سوالات کے جوابات درکار ہوتے ہیں۔ یعنی کتنا قرضہ واجب الادا ہے؟ کس حکومت یا ادارے کو ادا کرنا ہے؟ یہ قرضہ کس مقصد کیلئے لیا گیا؟ اور کیا یہ قرضہ واقع واجب الادا ہے؟ اس سیاق وسباق کے اندر مزدوروں، کسانوں، عورتوں، نوجوانوں مقامی اور دیگر تحریکوں کی شمولیت ایک شفاف آڈٹ شروع کرنے کیلئے نہایت ضروری ہے تا کہ اُس امکان کا راستہ روکا جا سکے جس میں کریڈٹ دینے والے ادارے ایک ہی وقت میں مدعی اور منصف کا کردار ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا اس حوالے سے آڈٹ وہ موافق سیاق وسباق مہیا کرتا ہے جس کے اندر ہم سرکاری اہلکاروں کے بیرونی قرضوں میں درج ذمہ داری کا تعین کر سکتے ہیں۔ تا کہ یہ افراد (ماورائے اس حقیقت کے کوئی قرضہ غیر قانونی ہے یا ناجائز ہے) اپنے کیئے گئے اعمال کیلئے جوابدہ ٹھہرائے جا سکیں۔

اس طرح آڈٹ صرف ایک تکنیکی ریسرچ ہی نہیں بلکہ سب سے بڑھ کر جمہوری کنٹرول قائم کرنے کیلئے ایک مضبوط سیاسی ہتھیار بھی ہے۔ یہ وہ ہتھیار بھی ہے جو مستقبل میں ایسے کئی ہتھیاروں کو جنم دیتا ہے جن کی مدد سے شہری قرضوں کے عمل کی نگرانی میں اپنا کردار مزید بڑھا سکتے ہیں۔ انسانی حقوق کے حوالے سے بھی عالمی معاشی اور مالیاتی تعلقات کی سطح پر بھی قرضوں کا آڈٹ بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ عالمی بینک اور آئی، ایم، ایف کی شفارسات کے زیر اثر مختلف ممالک کی جانب سے متعارف کروائی جانے والی پالیسیاں دراصل انسانی حقوق کی خلاف وزیوں کی مرتکب ہوتی ہے۔ اس بات پر یو، این کمیشن برائے انسانی حقوق بہت زور دے چکا ہے۔

کیس سٹڈی (پیراگوئے)

بین الاقوامی قانون کے مطابق کسی ملک کا معیوب قرضے کی ادائیگی سے انکار جائز اقدام ھے

یہ کیس سٹڈی نہایت دلچسپ ھے جس میں پیرا گوئے نے مضبوط ثبوتوں اور دستاویزات کی مدد سے نہ صرف یہ واضح کر دیا کہ دیئے گئے قرضے غیر قانونی اور معیوب تھے بلکہ کریڈٹ دینے والے اداروں کا آپس میں مجرمانہ گٹھ جوڑ بھی بے نقاب کر دیا. پیراگوئے کی طرف سے حال میں قرضوں کی ادائیگی سے یکطرنہ انکار بہت اہم واقعہ ھے . جسے سامراجی میڈیانے زیادہ فوکس نہیں کیا. اگست 2005ء

میں پیرا گوئے کی حکومت نے وہ قرضے ادا کرنے سے انکار کر دیا جو سابقہ ڈکٹیٹر الفریڈوسٹریز نے پرائیویٹ مغربی بینکرز سے حاصل کیے تھے۔ چنانچہ ان بینکوں نے پیراگوئے حکومت کے خلاف سوئس عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا جس نے حسب توقع فیصلہ بینکوں کے حق میں دے دیا اور پیراگوئے ریاست سے کہا کہ وہ بینکرز کو پورے کے پورے قرضے ادا کرے۔ لیکن پیراگوئے ریاست نے 26 اگست 2005ء کو ایک صدراتی ڈگری کے ذریعے سوئس عدالت کے فیصلے کو یہ کہہ کا لعدم قرار دے دیا کہ زیر بحث قرضہ غیر قانونی ہے اور پیراگوئے حکومت اس کی ادائیگی کی ذمہ دار نہیں۔تفصیلات کے مطابق 1986ء اور 1987ء کے درمیان جینوا میں پیرا گوئے کے کونسل مسٹر گیسٹاو نے پیرا گوئے حکومت کے نام پر 85 ملین ڈالر کا قرضہ حاصل کرنے کی درخواست دی۔ یاد رہے کہ پیرا گوئے میں 1954 سے لے کر 1989ء تک الفریڈو آمریت قائم رہی۔ جینوا کے او ورلینڈ ٹرسٹ بینک نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ گیسٹاو کے پاس ریاست کے نام پر معاہدہ کرنے کا کوئی قانونی اختیار نہیں۔ اُسے 85 بلین ڈالر قرضہ دے دیا۔ جو اُس نے ذاتی طور پر استعمال کر لیا۔ 1989ء میں جب پیراگوئے میں آمریت کا خاتمہ ہوا تو گیسٹاو پر فوجداری مقدمہ چلایا گیا اور اسے جیل ہو گئی۔ گیسٹاونے جج کے سامنے اعتراف بھی کیا کہ اور لینڈٹرسٹ بینک نے اُسے 6 ملین ڈالر کا کمیشن بھی دیا تھا۔ لہٰذا یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ گیسٹائو کی طرف سے لیا گیا قرضہ پیرا گوئے پہنچا ھی نہیں۔ لیکن معاہدے کے فوراً بعد اوورلینڈٹرسٹ بینک نے یہ قرضہ 9 دیگر بینکوں کو فروخت کر دیا۔ لہٰذا ان 9 بینکوں نے حکومت پیرا گوئے سے قرضوں کی پوری ادائیگی کا تقاضا کیا۔ جب حکومت پیراگوئے نے اس قرضے کو فراڈ کا نام دیتے ہوئے ادا کرنے سے انکار کر دیا تو یہ بینک 1995ء میں سوئس عدالت میں چلے گئے اور دعویٰ کیا کہ ”معاہدے“ کی پاسداری کرتے ہوئے پیراگوئے قرضہ ادا کرئے۔ سوئس عدالت نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ پیرا گوئے 85 ملین ڈالر کی اصل رقم کے ساتھ ساتھ سود کی مد میں 185 فیصد شرح سود کے حساب سے پیسے ادا کرے۔

سوئس عدالت کے اس فیصلے کے خلاف یہ پوزیشن لیتے ہوئے کہ فیصلہ بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی اور پیرا گوئے عوام کے حقوق پر قدغن ہے۔ حکومت پیرا

گوئے عالمی عدالت انصاف میں چلی گئی۔ اس معیوب اور غیر قانونی قرضے پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے پیرا گوئے کے صدر نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا۔ ”یہ قرضہ فراڈ پر مبنی اقدام ھے جو سابقہ کرپٹ ڈکیٹرنے عالمی بینکوں کے ایک گردہ کے ساتھ مل کر اُٹھایا ھے اور اس کا مقصد پیرا گوئے کے عوام کو اُن کے قدرتی وسائل سے محروم کرنا ھے جن کی انھیں اشد ضرورت ھے“۔

بین الاقوامی قانون اور حکومت پیراگوئے کی پوزیشن

جو قرضہ اس وقت کے کونسل گیسٹائو نے اُس وقت کے آمرا فریڈو کی خدمت کیلئے حاصل کیا وہ بالکل غیر قانونی اور معیوب ھے۔ اس قرضے کی حیثیت کا لعدم ہو چکی ھے۔ اوورلینڈٹرسٹ بینک اور دیگر 9 بینک جنھوں نے اس قرضے کے حقوق خریدے کو یہ حقیقت نظر انداز نہیں کرنی چاھیے تھی کہ انھوں نے ایک ایسی حکومت کو قرضہ دیا جو غیر قانونی اور آمرانہ تھی۔ لہٰذا اس پر بین الاقوامی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ کریڈٹ کے عمل میں گسٹائو کو دی گئی کمیشن بذات خود اس قرضے کے غیر قانونی ہونے کا ثبوت فراھم کرتی ھے۔ لہٰذا مغربی بینکرز اس قرضے کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے کا کوئی قانونی حق نہیں رکھتے ۔ اس کیس میں حکومت پیراگوئے نے جو پوزیشن لی۔ اس کی بنیاد بین الاقوامی قانون پر کھڑی ھے۔ جس کی روسے موجودہ آئینی حکومت ایسے قرضے ادا کرنے کی پابند نہیں کیونکہ ریاست کے جاری رھنے کی دلیل بے معنی اور ناقابل سماعت ھے۔ اور نئی آئینی اور جمہوری حکومت سابقہ آمرانہ اور غیر آئینی حکومت کے کئے گئے اقدامات کو غیر قانونی مانتی ھے۔ پیرا گوئے حکومت نے عالمی عدالت انصاف کے سامنے جو دوسری پوزیشن حاصل کی اُس کے مطابق سوئس عدالت کا فیصلہ عالمی اصولوں کے مطابق ایک غیر قانونی اقدام ھے کیونکہ اس عدالت نے اُن تمام ثبوتوں کو یک جمبش قلم ایک طرف پھینک دیا جو حکومت پیرا گوئے نے دیئے تھے پیرا گوئے نے کہا تھا کہ بین الاقوامی قانون کے مطابق کسی بھی ملک کی عدالت ریاست کی نمائندہ کے طور پر کام کرتی ھے۔ لہٰذا اس حوالے سے سوئس

حکومت کی عالمی ذمہ داری بالکل واضح ھے . جو ادانہ کئی گئی یھی وجہ ھے کہ یہ کیس عالمی عدالت انصاف کے سامنے لایا گیا ھے. پیرا گوئے کی سماجی تحریکوں نے اپنی حکومت کو مجبور کیا ھے کہ وہ یہ کیس عالمی عدالت کے سامنے لے کر جائے . اس طرح کریڈٹ دینے والے بینکرز کی بدنیتی، برے رویئے اور قانونی تقاضوں سے پھلو تھی کی وجہ سے پیرا گوئے کے عوام یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ھیں میں کہ یہ بینکرز انھیں تلافی ادا کریں. مغربی بینکرز کی ان ذمہ داریوں کا تعین کرنے کیلئے پیرا گوئے کی عدالت میں مقدمہ چلانے کا حق محفوظ ھے. اس کیس سٹڈی سے سیاسی طور پر یہ واضح ھوتا ھے کہ اگر کوئی حکومت بیرونی قرضوں میں فراڈ کے پھلو کو اجاگر کرنے میں مخلص ھو تو یہ کام مشکل نھیں.

i۔ قرضے کے معاہدے کا تجزیہ کرنے کیلئے درکار قانونی عناصر

اُن قانون دلائل پر بات کے بعد جو آڈٹ کرنے کے حق کو تقویت دیتے ہیں۔اب ہم کچھ قانونی راستوں کی بات کریں گے جو قرضوں کے معاہدوں میں چھپی ممکنہ بے قاعدگیوں کا تجزیہ کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔کسی بھی قرضے کے معاہدے کا قانونی تجزیہ کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل اہم نکات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

1۔ قرضے کے معاہدوں پر لاگو ہونے والے قوانین کی نوعیت کو دیکھنا

2۔ عالمی کنونشن (ویناکنونشن اور معاہدات کے قوانین) کی تشریح اور مدارج کا جائزہ

3۔ خلاف قانون یعنی معیوب (Odious) اور غیر قانونی (illegality) جیسے الفاظ کے استعمال پر بحث

1۔ قرضوں کے معاہدات پر لاگو ہونے والے قوانین کی نوعیت

جب بھی کسی قرضے کے معاہدے پر مباحثہ ہوتا ہے یا عدالت کے اندر قانونی بحث ہوتی ہے تو یہ سوال اکثر سامنے آتا ہے۔عموماً یہ تعین کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کونسا قانون لاگو ہوتا ہے؟ کیا وہ مقامی قانون ہے یا بین الاقوامی قانون ہے؟ عالمی انسانی حقوق سے متعلق قانون ہے یا پھر ترقی کے حق سے متعلق کوئی قانون ہے؟ بزنس سے متعلق قانون ہے یا پھر کریڈٹ دینے والی ریاستوں کا قانون ہے؟ کیا آخری دونوں قانون اکٹھے لاگو ہو سکتے ہیں؟ اور کیا پرائیویٹ قرضوں کی صورت میں عالمی کمرشل قانون لاگو ہوا ہے یا پھر قرضہ حاصل کرنے والے ملک کا مقامی قانون لاگو ہوا ہے؟

جس طرح قرضے کا معاہدہ کرنے والی پارٹیوں کی شناخت بدلتی رہتی ہے۔ایسے ہی قرضوں کے معاہدات کی نوعیت بذات خود ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔آڈٹ کے حوالے سے ان معاہدات کی نوعیت کی شناخت مفید ہوتی ہے۔

سب سے پہلے یہ دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ کیا قرضے کے معاہدے میں ثالثی کے طریقہ کار کا ذکر موجود ہے اور اگر ہے تو لاگو ہونے والے قانون کا تعین آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔قرضوں کے بعض معاہدات بین الاقوامی قانون کے مطابق بھی کیے جاتے ہیں مگر ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے۔

اگر کوئی معاہدہ کسی ریاست اور ملٹی نیشنل بینک یا پرائیویٹ بینکوں کے کسی گروپ کے درمیان ہوتا ہے تو عام طور پر یہ ایک بین الاقوامی معاہدہ ہوتا ہے جس پر بین الاقوامی معاہدات کے ضوابط لاگو ہوتے ہیں۔اور ثالثی کیلئے جھگڑوں کا تصفیہ جس فورم پر ہوتا ہے اُسے عالمی سنٹر برائے ثالثی سرمایہ کارانہ جھگڑے (International Center for settlement of investment Disputes) کہا جاتا ہے۔ICSID ایک عالمی ثالثی عدالت ہے جیسے 1965 میں قائم کیا گیا۔یہ عدالت ورلڈ بینک گروپ کی ممبر ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر وہی پر ہے جہاں عالمی بینک کا ہے اور اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا چیئرمین دراصل ورلڈ بینک کا چیئرمین ہی ہوتا ہے۔(آرٹیکل 5 آف ICSID)

اگر کوئی معاہدہ سرکاری اداروں کے مابین ہو اور قرضہ حاصل کرنے والے ملک میں لمبی مدت کی سرمایہ کاری کا مقصد شامل ہو تو ایسے معاہدے کو بین الاقوامی ترقیاتی قانون کے ماتحت تصور کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی معاہدہ دو ریاستوں کے مابین یا کسی ریاست اور عالمی مالیاتی ادارے کے مابین ہو تو ایک بین الاقوامی معاہدہ ہوتا ہے۔جو خاص طور پر Treaty Law کے تحت آتا ہے۔اور اس کی رو سے کوئی بھی پارٹی مقامی عدالت، عالمی ثالثی عدالت یا دیگر عالمی فورمز سے رجوع کر سکتی ہے اس کے علاوہ کوئی معاہدہ اس قانونی درجہ بندی کی شق بھی رکھ سکتا ہے جس کے تحت معاہدہ کرنے والی پارٹیاں اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کا تعین کر لیں۔تیسری دنیا کے ممالک اور پرائیویٹ بینکوں کے مابین ہونے والے قرضوں کے معاہدوں پر عالمی ترقیاتی قانون یا عالمی سرکاری قانون کا نفاذ تقریباً ناممکن ہے۔دراصل لاگو ہونے والے قانون کی تعریف کرنا محض تکنیکی قانونی مسئلہ ہی نہیں بلکہ یہ ایک اہم سیاسی مسئلہ بھی ہے۔

2۔ کسی معاہدہ کو معیارات کے مدارج کی روشنی میں پرکھنا

جب بھی تیسری دنیا کے قرضہ جات کی منسوخی کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو مغربی ممالک جو پوزیشن لیتے ہیں وہ اٹل ہوتی ہے۔جس کے مطابق معاہدہ کرنے والی پارٹیاں معاہدے کی پابند ہیں اور اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔اور جب ذمہ داریاں پوری ہو جائیں گی تو معاہدہ ختم ہو گا۔کریڈٹ دینے والے اداروں کا یہ وہ تمام نہاد سنہری اصول جو عالمی کمرشل تعلقات کی بنیاد ہے۔لیکن اس اصول کو اختیار کرنے کا مطلب ہے کہ آپ مختلف قانونی معیارات کے مدارج (Hierarcy) کی حقیقت کو نظرانداز کر رہے ہیں۔اصولی طور پر انسانی حقوق کا احترام اور نفاذ (جیسا کہ عالمی کنونشنز میں تسلیم کیا گیا ہے) مالیاتی معاہدات کی گارنٹی سے عظیم تر ہے۔جب کسی قرضے کے معاہدے پر کوئی ملک دستخط کرتا ہے تو وہ انسانی حقوق کے احترام کی ذمہ داریاں پوری کرنے کیلئے معاہدہ میں کچھ ایسی غیر انسانی شقوں کو نکالنے کیلئے زور دے سکتا ہے جن کے نکالنے سے اسکی بین الاقوامی ذمہ داریوں کی ادائیگی پر کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔یہ دراصل معاشی سماجی اور کلچرل حقوق کے

احترام کا مسئلہ ہے۔ جس کا ذکر 1966ء میں اختیار کئے گئے عالمی معاہدہ برائے معاشی، سماجی اور کلچرل حقوق میں کیا گیا ہے۔ اس معاہدے پر 152 ریاستوں نے دستخط کرر کھے ہیں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ اس معاہدے میں بیان کئے گئے اصولوں کو پوری طرح نافذ نہیں کیا جا رہا۔

اس کے علاوہ بہت سے قومی اور بین الاقوامی قوانین ایسے معاہدوں کو چیلنج کرنے کی اجازت دیتے ہیں جن پر مخصوص حالات لاگو ہوتے ہوں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ مخصوص حالات میں معاہدوں میں تبدیلی اور ترامیم لائی جاسکتی ہیں۔ کسی قرضے کے معاہدے کی ابتدائی شرائط میں یکطرفہ تبدیلی (جیسا کہ شرح سود س اضافہ) کی صورت میں یہ اصول نافذ ہوسکتا ہے۔ جس کی رو سے ابتدائی معاہدے کو Revise کیا جاسکتا ہے۔ آڈٹ کا مقصد ان مخصوص حالات کو بھی تلاش کرنا ہوتا ہے۔ جو قانی اصولوں کو استعمال میں لاتے ہوئے قرضے کی منسوخی کو درست ثابت کر دیں۔

3۔ قرضوں کے خلاف قانون اور غیر قانونی ہونے میں فرق

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی قرضے کے ناجائز (illigimate) یا غیر قانونی (illegal) ہونے کی بنیاد پر اُس کو چیلنجکیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں Legal اور ligitimate میں فرق کو سمجھ لینا چاہیے۔

قانونی (Legality) سے مراد کسی قدم کی وہ خصوصیت ہوتی ہے جو قانون کے عین مطابق ہو۔ اور اس میں وہ تمام ضوابط شامل ہیں جو کسی ملک میں کسی خاص وقت میں لاگو ہوتے ہوں۔ جبکہ جائز (Ligitimate) ہونے سے مراد کسی قدم کی وہ خصوصیت ہے جو کسی معیار کی تسکین یا تسلیم شدہ اصولوں کے مطابق ہو۔ اس طرح Ligitimacy کا تعلق مروجہ اصولوں اور اقدار سے ہے (جو ایک موضوعی چیز ہے اور جو مسئلے کو بعض اوقات پیچیدہ بھی کرتی ہے۔

عالمی نقط نظر سے قرضوں کی غیر قانونی حیثیت پر بات کرنا ممکن نہیں کیونکہ ہمارے پاس قرضوں کے غیر قانونی ہونے کے مختلف مفروضوں کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ قرضوں کے معاہدوں کا جب بھی جائزہ لیا جائے تو وہ اجتماعی نہیں بلکہ ہر معاہدے کا انفرادی جائزہ ہوتا ہے۔ کوئی قرضہ اُس وقت غیر قانونی قصور ہوتا ہے جب وہ مروجہ قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو۔ جہاں تک قرضوں کو ناجائز ثابت کرنے کا تعلق ہے تو انہیں قانون کی نظر سے نہیں پرکھا جاتا بلکہ قرضے کے معاہدے کے مقاصد اور اُس کے اثرات کا جائزہ لے کر ثابت کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں ناجائز ہونے کا نقطہنظر عالمی، معاشی اور سرمایہ داری نظام کے جابرانہ نفاذ اور ارتقاء سے پیدا ہونے والے حالات کے خلاف مزاحمت پر استوار ہے۔ کوئی قرضہ اُس وقت ناجائز تصور کیا جاتا ہے جب وہ قانون یا عدم قانون (Non-Law) جیسے Tax Heavens وغیرہ کے غلط استعمال کا مرتکب ہو۔

لہٰذا جائز اور قانونی ہونے کے نقط ہائے نظر ایک دوسرے سے مختلف مگر ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ یعنی کہ دونوں سوچیں آپس میں باہم پیوست ہیں اور ضروری ہے کہ قرضے کے کسی معاہدے پر حملہ کرنے سے پہلے دونوں نقطہ ہائے

نظر کو ایک ہی وقت میں بروئے کار لایا جائے تاکہ ہمارا کیس مضبوط ہو سکے۔ تیسری دنیا کے قرضہ جات کو ان دونوں زاویوں سے دیکھنا چاہیے۔

تاہم جائز (Ligitimacty) کا نظریہ زیادہ اشمالی (inclusive) ہے اور سخاوت کی اپروچ کو بھی در کرتا ہے۔ اور قرضہ کے عمل کو انصاف اور قانون کے تناظر میں دیکھتا ہے۔ مثال کے طور پر شرح سود میں اضافہ کوئی غیر قانونی عمل نہیں۔ لیکن اچانک اور یکطرفہ اضافہ غیر قانونی ہے۔ لہٰذا حالات میں اس طرح سے یکطرفہ تبدیلی لانے کا عمل قابل مذمت ہے۔ 1970ء میں ایسا ہی ایک یکطرفہ فیصلہ امریکہ نے کیا تھا جس کی وجہ سے تیسری دنیا کے مماک کے بیرونی قرضوں کے حجم میں ایک دم بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا اور جس کے منفی اثرات آج بھی سب کو معلوم ہیں۔

A۔ قرضے کے معاہدوں کے مختلف پہلوؤں پر قانونی سوالات اٹھانا۔

آڈٹ کے دوران یہ چیز مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ قرضہ حاصل کرنے والی ریاست کی سیاسی اور تاریخی نوعیت کیا تھی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ پرکھنا بھی ضروری ہے کہ کیا قرض دیتے وقت متعلقہ ادارے کی اُس مخصوص سیاسی اور تاریخی نوعیت کو سمجھنے کی صلاحیت موجود تھی۔ مثال کے طور پر اگر ایک ناجائز آمرانہ حکومت قرض کا کوئی معاہدہ کرتی ہے تو بعد میں آنے والی آئینی حکومت کو مکمل حق حاصل ہے کہ وہ اُس معاہدے کا احترام کرنے سے انکار کرے۔ لہٰذا قرضے دینے والے اداروں کیلئے کسی بھی حکومت کی قانونی حیثیت کو نظر انداز کرنے ممکن نہیں ہوتا اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو اُن کا اپنا رسک ہے۔

ایک اور اہم سوال جو ایسے مواقع پر اُٹھایا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا معاہدہ کرنے والی پارٹیوں نے اُن معیارات کی خلاف ورزی تو نہیں کی، جو قرضوں کے معاہدات کے اندرونی طریقہ کار سے متعلق ہے۔ اگر اس حوالے سے کوئی بے قاعدگی سامنے آجائے تو معاہدہ کا تعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ آڈٹ کا کام یہی ہے کہ وہ ایسی بے قاعدگیوں پر روشنی ڈالے۔ لہٰذا اس سوال کا جواب دینے کیلئے ضروری ہے کہ ہم مندرجہ ذیل نقاط کو تجزیہ میں شامل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

i۔ چونکہ ریاست کی طرف سے لیا گیا قرضہ بعد میں شہریوں کو ٹیکس کی شکل میں ادا کرنا پڑتا ہے اور ٹیکس کا اصول یہ ہے کہ اُس کا شہریوں پر نفاذ قانونی نقاضوں کو پورا کرتا ہو (یعنی ٹیکس اُسی وقت دیا جائے گا جب نمائندگی دی جائیگی) لہٰذا جس ریاست میں شہریوں کو نمائندگی کا حق حاصل نہ ہو وہاں ٹیکس کا اصول لاگو نہیں ہوتا۔ اور جب ٹیکس کا اصول لاگو نہ ہو تو قرضہ کا معاہدہ بھی غیر قانونی ہوتا ہے۔ پارلیمانی نظام میں قرضوں کے متعلق معاہدات اور پالیسوں کی تیاری کا اختیار قانون ساز ادارے (پارلیمان) کے پاس ہوتا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے یہ تجزیہ کرنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ کونسے آئینی معیارات یا مقامی قوانین ہیں جو سرکاری قرضوں کو ریگولیٹ کرنے کے مجاز ہیں۔ اور وہ کونسا سرکاری ادارہ یا شعبہ ہے جو اندرونی اور بیرونی سطح پر قرضوں کے معاہدے کرنے کا آئینی اختیار رکھتا ہے۔

ii۔ حقیقت میں تکنیکی پیچیدگیوں اور مالیاتی آپریشنز کی ضرورت کے پیشِ نظر قرضوں کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری انتظامیہ یا ملک کی ایگزیکٹو پاور کو سونپ دی جاتی ہے۔ آڈٹ کرتے وقت ایسی صورت حال کو سامنے رکھنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

iii۔ یہ دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ کیا مالیاتی انتظام سے متعلقہ کوئی قانون سازی ہوئی ہے جس کی رو سے مخصوص کیسز میں قرضوں کے انتظام کے اختیارات ایگزیکٹو کو سونپے گئے۔ مثال کے طور پر ارجنٹائن کے مالیاتی انتظامی قانون کے مطابق ایگزیکٹو کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ سرکاری قرضوں کی ری سٹرکچرنگ، شرح سود میں تبدیلی اور قرضوں کی ادائیگی کے ٹائم ٹیبل کے حوالے سے مذاکرت کرے اور فیصلے کرے۔ چونکہ ایگزیکٹو کے پاس قرضوں کے استعمال کا اختیار ہوتا ہے لہٰذا اُسی کو اس طرح کے اختیارات دے دینا دراصل ایک مکارانہ ٹریپ ہے۔

iv۔ لہذا ایگزیکٹو پاور سالانہ بجٹ کے قانون کو استعمال کرتے ہوئے ایسے اختیارات کو حاصل کر لیتی ہے اور قرضوں کے حجم میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ عام طور پر ایگزیکٹو کو یہ اختیارات بنیادی سوالات طے کئے بغیر دے دیئے جاتے ہیں۔ جن میں قرضوں پر شرح سود، کرنسی کی نوعیت اور قرضے کے استعمال کی شرائط شامل ہیں۔ یہ بھی طے نہیں کیا جاتا کہ سرکاری قرضوں کے استعمال کو سالانہ بجٹ کا حصہ کیسے بنایا گیا؟ اور یہ کہ کیا مقننہ نے قرضہ حاصل کرنے کے کسی پلان یا تخمینے کا معاہدہ ہونے سے پہلے تجزیہ کرنے کا مطالبہ کیا۔

v۔ اس کے علاوہ دیگر سوالات ہیں۔ جن کے جوابات درکار ہوتے ہیں۔ سرکاری قومی اکاؤنٹ میں قرضوں کا حساب کتاب کیسے رکھا جا رہا ہے؟ کونسا ریاستی ادارہ یا شعبہ سرکاری اکاؤنٹ، ریاستی اثاثہ جات، قرضے اور سرمایہ کارانہ اکاؤنٹ کو چلانے کا اختیار رکھتا ہے؟ ریاستی قرضوں کے پرائیویٹ استعمال کی سرکاری اجازت بھی قرضوں کا حجم بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سرکاری بجٹ کے اندر یہ چیز بھی دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ کیا ریاست نے مختلف بینکوں یا پرائیویٹ کمپنیوں کو کسی طرح گارنٹی تو نہیں دی ہے؟

vi۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کوئی حکومت جب قرضوں کے سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے یا عالمی منڈی سے نئے قرضے حاصل کرتی ہے ایسی صورت میں عام طور پر ریاست کو حاصل حق حاکمیت سے دستبرداری اور ثالثی کی صورت میں غیر ملکی عدالتوں کو اس ریاست تک اپنا دائرہ سماعت بڑھانے کی اجازت دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں یہ دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ کونسا ریاستی حصہ (ادارہ) ہے جسے ریاستی حاکمیت سے دستبرداری اور بیرونی عدالتوں کے دائرہ سماعت کی اجازت دینے کا آئینی حق حاصل ہے؟

1۔ معاہدے کے اندر چھپی ''مکمل رضامندی میں کمی'' کا سراغ لگانا

اگر قرضے کے کسی معاہدے میں قرض لینے والے ملک کی ''رضامندی میں کمی'' ثابت ہو جائے تو معاہدہ کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی طرح کی دھمکی دراصل ''رضامندی کی کمی'' کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ دو طرفہ تعلقات کے سیاق وسباق میں اگر کوئی قرضے کا معاہدہ قرض دینے اور لینے والے کے مابین غیر مساویانہ تعلقات کا مظہر ہو تو اس معاہدہ کی قانونی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مقروض ریاست پر بیرونی پریشر ڈالنے، تشدد یا بلیک میل کرنے کا مطلب رضامندی میں کمی ہے۔

جب مقروض ریاست اپنا حق حاکمیت استعمال کرنے میں بااختیار ہوتی ہے تو اسے دباؤ میں لانا غیر قانونی کام ہے۔

اس سلسلے میں ویانا کنونشن میں چھ آرٹیکل ایسے ہیں جو معاہدوں کے دوران رضامندی میں کمی کی مختلف شکلوں کی وضاحت کرتے ہیں۔ آرٹیکل 46 کسی ریاست کے اندرونی قانون کے خلاف کیا گیا معاہدہ یا دونوں میں سے کسی ایک پارٹی کے مجاز نہ ہونے کو ''رضامندی کی کمی'' سے تعبیر کرتا ہے۔ اسی طرح آرٹیکلز 48,47 اور 49 معاہدہ میں رضامندی کا اظہار کرنے کی مخصوص پابندی، غلطی یا فراڈ جیسے اعمال کو ''رضامندی میں کمی'' تصور کرتے ہیں۔

گو ویانا کنونشن قرضوں کے تمام مسائل پر لاگو نہیں ہوتے مگر بیان کئے گئے آرٹیکلز اُس جیورسٹ کیلئے مفید ہو سکتے ہیں جو قرضوں کے آڈٹ میں دلچسپی رکھتا ہو۔

2۔ معیوب (Odious) قرضہ کیا ہے؟

معیوب قرضے کے نظریے کا خالق ایک قانونی سکالر الیگزینڈر سیک ہے۔ اس نظریے کے مطابق اگر کسی ریاست پر قابض کوئی آمرانہ اور استبدادی طاقت قرضے کا کوئی ایسا معاہدہ کرتی ہے جو ریاست کے مفادات اور ضروریات کے مطابق نہ ہو اور یہ قرضہ مطلق العنان حکومت کو مضبوط کرنے اور جمہوری جدوجہد میں شامل عوام کو دبانے کیلئے استعمال کیا ہو تو ایسے قرضے کو معیوب (Odious) قرضہ کہا جاتا ہے۔ ایسے قرضے کو اُس آمر کا ذاتی قرضہ تصور کیا جاتا ہے جیسے ادا کرنے کی ریاست پابند نہیں۔

یہ تاریخی حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ عالمی مالیاتی ادارے عالمی قانون اور خود اپنے قوانین کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے دنیا کے مختلف ممالک میں آمرانہ حکومتوں کی مدد اور تائید کرتے رہے ہیں۔ اور یہ مطلق العنان آمر انسانیت کے خلاف جرائم میں ملوث رہے ہیں۔ جس کی ماضی اور حال میں کئی مثالیں موجود ہیں۔ جیسے کہ عالمی بینک امریکہ کے کئی آمر اتحادیوں کی سر عام مدد کرتا رہا ہے جس میں زائر کی موبوتو آمریت، برازیل، ارجنٹائن اور پاکستان کی آمریتیں چلی میں پنوشے، انڈونیشیا میں سوہارتو، فلپائن میں مارکوس اور پاکستان میں ضیاالحق آمریتیں اس کی واضح مثالیں ہیں۔ ورلڈ بنک کے

علاوہ آئی، ایم، ایف اور دیگر پرائیویٹ قرض دینے والے اداروں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو مختلف ناجائز، غیر قانونی اور جابرانہ حکومتوں کی مالی امداد کرتے ہیں۔

عالمی اصولوں اور جج اولموس کے فیصلے (باب نمبر 2) کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ عالمی مالیاتی ادارے اور پرائیویٹ مالیاتی کمپنیاں جنہوں نے جابرانہ اور مطلق العنان حکومتوں کو قرضوں کی شکل میں فنڈز فراہم کیے اور ان مہیا کردہ فنڈز کو استعمال کرتے ہوئے ظالم آمروں نے انسانیت کے خلاف منظّم مظالم ڈھائے۔ یہ مالیاتی ادارے ان قرضوں کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں رکھتے۔

یہ مالیاتی ادارے یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ وہ قرضے انہیں واپس کئے جائیں اور نہ ہی ان آمریتوں کے گرنے کے بعد آنے والی نئی آئینی حکومتیں ان قرضوں کو واپس کرنے کی پابند ہیں۔ دراصل ایسے قرضے کالعدم ہونے کے بعد فسق اور بے کار ہو جاتے ہیں۔ دراصل کریڈٹ دینے والے ادارے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کہ یہ ثابت کرے کہ قرضے تو ایک جائز حکومت کو قانونی طریقے سے دیئے گئے تھے۔ دوسری طرف اگر ایسے قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری کسی پر عائد ہوتی ہے تو وہ ایسے افراد ہیں جنہوں نے آمرانہ دور حکومت میں ان قرضوں کے معاہدوں پر دستخط کئے تھے اور ذاتی مفاد میں استعمال کئے تھے۔ اگر یہ قرضے کچھ بین الاقوامی معاہدات پر دستخط کرنے کی نتیجے کے طور پر کسی آمرانہ حکومت کو دیئے گئے ہوں تو پھر بھی یہ چیز اس قانونی حق کو جنم نہیں دیتی جس کو بنیاد بناتے ہوئے قرضہ دینے والا ادارہ قرضے کی ادائیگی کا مطالبہ کرے۔

ان حالات میں قرض دینے والے اداروں کی طرف سے یہ پوزیشن لینا کہ چونکہ ریاست قائم اور جاری ہے لہٰذا وہ لئے گئے بیرونی قرضے پورے پورے ادا کرے، بے معنی ہے اور انسانی حقوق کے تحفظ کے اصولوں کے برخلاف ہے۔ یہ پوزیشن دراصل اس مغربی نظریے کی بنیاد پر لی جاتی ہے جو انسانی حقوق کے عالمی تصور کو عالمی معاشی تعلقات سے الگ کر کے دیکھتا ہے۔ درحقیقت ایسی پوزیشن لینے کا مقصد انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرنے والے ذمہ دار افراد کو مجرمانہ تحفظ فراہم کرنا ہے۔

عالمی قانون واضح طور پر کہتا ہے کہ قرض لینے والی حکومت کی نوعیت اور دیئے گئے فنڈز (قرضے) کے استعمال کی نوعیت کی شہادت وہ بنیادی ستون ہیں جو بعد میں قرضے کی حیثیت کا تعین کرتے ہیں۔

تمثیل

”معیوب قرضے“ کا تصور معرض وجود میں آنے سے پہلے کی چند ایسی تاریخی مثالیں بھی موجود ھیں جھاں سیاسی وجوھات کی بنا پر قرضوں کی ادائیگی سے انکار کیا گیا. پھلی مثال امریکہ کی ھے. جس نے 1889ء میں جب کیوبا پر قبضہ کیا تو سپین (جس کی کیوبا نو آبادی تھا) نے امریکہ سے مطالبہ کیا کہ وہ کیوبا کے ذمے واجب ادا قرضے سپین کو ادا کرے. امریکہ نے یہ کھہ کر قرضے ادا کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ قرضے کیوبا کی عوام کی رضامندی کے بغیر لئے گئے تھے اور معاھدات ان پر تھوپے گئے تھے. امریکہ نے مزید کھا کہ قرض دینے والے نے بھت بڑا رسک لیا تھا اور اُس کا قرضہ ڈوب گیا. لھٰذا کیوبا کے ذمے سپین کا یہ قرضہ امریکہ نے کبھی ادا نہ کیا.

دوسری مثال برطانیہ کی ھے. جب اس نے 1980ء میں سائوتھ افریقہ کو اپنی نو آبادی میں شامل کر لیا تو سابقہ کلونیل ماسٹرز نے برطانیہ سے تقاضا کیا وہ سائوتھ افریقہ کے ذمے قرضے ادا کرے مگر برطانیہ نے ان قرضوں کی ادائیگی سے انکار کیا. اسی طرح 1919ء میں جب ورسائلز (Treaty of Versailles) معاھدہ ھوا تو پولینڈ کو ان تمام قَرضوں کی ا دائیگی سے مَبرا کر دیا گیا جو جرمن نے پولینڈ کو نو آبادی بنانے کے بعد اُس کے نام پر حاصل کئے تھے.

1919ء میں ھی جب کوسٹریکا میں آمریت کو ختم کر کے نئی آئینی حکومت آئی تو اس نے سابقہ آمریت کی طرف سے رائل بنک آف کینیڈا سے لئے گئے قرضے ادا کرنے سے انکار کردیا. کینیڈا اور کوسٹریکا کے درمیان اس جھگڑے کو نپٹانے کیلئے امریکہ کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر ٹائنٹ کو چیف ثالث مقرر کیا گیا. مسٹر ٹائفٹ نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ رائل بینک آف کینیڈا کا یہ کھہ دینا یا ثابت کر دینا کافی نھیں کہ کوسٹریکا کو رقم دی گئی. بلکہ بینک کی اس نسبت کو دیکھنا بھی ضروری ھے کہ جب اس نے کوسٹریکا میں قائم ٹنکو آمریت کو قرضہ فراھم کیا. تو اُس رقم کے صحیح استعمال کی ضمانت کو کھاں تک دیکھا گیا. لھٰذا یہ ثابت کرنا بینک کی ذمہ داری ھے کہ یہ قرضہ کوسٹریکا کی حکومت کو جائز مقاصد کیلئے دیا گیا. لیکن بینک ایسا ثابت نھیں کرسکا.

اس کے علاوہ حال ہی میں قائم ہونے والی ایک اور مثال بھی ہے. جس کا تعلق عراق پر امریکی قبضے سے ہے. جب 2005ء میں عراق پر امریکہ کا قبضہ ہو گیا تو سابقہ آمر صدام حسین کی طرف سے مختلف ممالک سے لئے گئے قرضوں کے معاہدوں کا سوال اٹھا. فرانس، سوئٹرز لینڈ، روس اور کئی دیگر ممالک نے صدام حسین کے ساتھ قرضوں کے معاہدے کرر کھے تھے. جب ان ممالک نے امریکہ سے ان قرضوں کی واپسی کامطالبہ کیا تو امریکہ نے انکار کر دیا مگر بین الاقوامی دبائو کی وجہ صرف 20فیصد قرضوں کی ادائیگی پر آمادگی ظاہر کی اور باقی 80فیصد قرضوں کی منسوخی حاصل کر لی. شروع میں انکار کے دوران امریکہ نے "معیوب قرضوں" کی دلیل پیش کی مگر فوراً ہی اس خوف سے واپس لے لی کہ کہیں دوسرے ممالک جہاں آمریتیں رہی ہیں وہ بھی کہیں قرضوں کی ادائیگیوں سے انکاری نہ ہو جائیں اور دیکھا دیکھی یہی دلیل استعمال کرنا نہ شروع کر دیں.

5۔ قرضوں کے غیر قانونی اور ناجائز پہلوؤں کا سراغ لگانے کے دیگر طریقے

بین الاقوامی قانون کے اندر کچھ دیگر عام اصول بھی ہیں جن کا آڈٹ کرتے وقت جاننا مفید ہے اور جن کی مدد سے کسی معاہدے کو بے کار اور فسق ثابت کیا جاسکتا ہے۔

- **سود:**

اگر کریڈٹ دینے والا قانونی حوالے سے مقرر کردہ زیادہ سے زیادہ شرح سود کی لائن پھلانگ جائے تو ایسا معاہدہ چیلنج ہوسکتا ہے۔

- **دولت کا ارتکاز:**

کسی دوسرے کا استحصال کر کے دولت جمع نہ کرنا عام قانونی اصول ہے۔ اس اصول کو قدیم رومن قانون اور جدید امریکی قانون بھی تسلیم کرتا ہے۔ یہ اصول نہایت اہم ہے کیونکہ اس کی بنیاد پر غربت کا شکار ہونے والا ملک کسی دوسرے ملک یا ادارے سے تلافی کا مطالبہ کرسکتا ہے جس نے غریب ملک کے قدرتی ذرائع لوٹ کر استحصال کیا ہو اسی طرح قرضوں کے عمل میں کرپشن کو بھی اسی اصول کے تحت چیلنج کیا جاسکتا ہے۔

- **لاگت کی زیادتی:**

نادیدہ وجوہات کی بنا پر اگر قرضے کی سروس پر لاگت کی زیادتی ہو جائے تو مقروض ریاست ادائیگی سے انکار کرسکتی ہے۔

- **تکلیف دینا:**

جب طاقتور پارٹی کمزور پارٹی کی صورت حال کو غیر مستحکم کرتے ہوئے اس سے معاشی منافع اٹھائے۔

- **حق کا غلط استعمال:**

جب ایک پارٹی اپنے حق کا غلط استعمال کرتے ہوئے دوسری کی مجبوری سے فائدہ اٹھائے تو دراصل دوسرے کے حق کی خلاف ورزی ہے۔

اس کے علاوہ قرضے کا کوئی بھی معاہدہ ناجائز تصور ہوگا اگر اُس میں شامل شقیں ہتک آمیز ہوں۔ آڈٹ کرنے والوں کا یہ کام ہے کہ وہ ان ہتک آمیز شقوں کی نشاندہی کر کے بے نقاب کریں تاکہ ایسے معاہدوں کو چیلنج کیا جا سکے۔

مثال کے طور پر کسی معاہدے میں یہ شق شامل کرنا کہ جھگڑے کی صورت میں مسئلہ کریڈٹ دینے والے ملک کی عدالت میں لایا جائے گا یا قرضے کی ادائیگی سے متعلق ایسی سخت شرائط لگانا جنہیں پورا کرنا مقروض ملک کے بس کی بات ہی نہ ہو تو ایسی شقوں کو ہتک آفر شقوں کہا جاتا ہے۔ اور ایسی شقوں کا تجزیہ کر کے ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ کتنے ہی ایسے ناجائز قرضے تھے جنہیں ادا کرنے پر غریب مما لک کو مجبور کیا گیا۔

اس کے علاوہ یہ سوال بھی اُٹھایا جاسکتا ہے کہ کیا ابتدائی معاہدہ ہونے کے بعد حالات میں کوئی ایسی بنیادی تبدیلیاں آئیں جن کی وجہ سے مقروض ملک کو اپنی کرنسی کی قدر کم کرنا پڑی۔ جیسے قدرتی آفات کا آجانا جس کا کرنسی کی ایکسپورٹ پر منفی اثر پڑا ہو۔ ایسی تمام شرائط جو مقروض ملک کے عوام کی بھلائی کو ضبط کرتی ہوں اور قومی حاکمیت کو کمزور کریں ناقابل قبول ہونی چاہیے۔ مثال کے طور پر آئی، ایم، ایف کی طرف سے نافذ کردہ سٹرکچرل ایڈجسمنٹ پلان صحت، تعلیم اور دیگر سماجی شعبوں کیلئے مختص بجٹ میں کمی کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ عوامی بھلائی کے خاتمے کی صورت میں نکلتا ہے تو ایسی شرائط ہتک آمیز شرائط کے ضمرے میں آتی ہیں جو معروف معیشت دان جوزف ہنیلا ان شرائط کی دو کیٹگریز بیان کرتا ہے جو ناقابل قبول ہیں۔ پہلی بات قرضے کے معاہدے پر نئے سرے سے مذاکرت کر کے کریڈٹرز کی طرف سے نئی شرائط کا اضافہ کرنے اور دوسری بات کسی ناجائز قرضے پر سرکاری گرانٹی کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ اُس کے ناجائز ہونے میں کوئی کمی آ گئی ہے، یعنی ایسی کوئی شرط جو سرکاری گارنٹی ہونے کی وجہ سے حکومت کو ایک ناجائز قرضے کو قومیانے پر مجبور کرے۔

B۔ قرض دینے والے اداروں کے رویوں کا تجزیہ کرنا

اُوپر ہم ''معیوب قرضوں'' کے حوالے سے تفصیل سے بات کر آئے ہیں۔ اب ہم کریڈٹ دینے والے اداروں کے رویوں پر بات کریں گے۔ جب ہم قرضوں کی منسوخی کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں قرضوں کے حجم میں اضافے کا سبب بننے والی ذمہ داریوں کا بھی جائزلینا چاہیے۔ ایک اچھا آڈٹ ذمہ داریوں کے پہلو پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

1۔ قرض لینے والے ملک کی حیثیت (Capacity) کا مکمل جائزہ لینے میں ناکامی

قرضے کا کوئی معاہدہ اس وقت ناجائز تصور ہوگا اگر قرض دینے والا ادارہ سنگین جرائم، انسانی حقوق کی خلاف ورزی، بین الاقوامی اصولوں یا قرض حاصل کرنے والے ملک کے مقامی قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ٹھہرے۔ عام طور پر قرض دینے والے ادارے کے بارے میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ وہ قرض دینے سے پہلے قرض حاصل کرنے والی حکومت کی نوعیت کے بارے میں پوری طرح آگاہ ہوگا اور دیئے گئے قرض کے صحیح استعمال میں دلچسپی لے گا۔ کریڈٹ دینے والے ادارے کی ذمہ داری ملکی قانون میں تو واضح ہے تاہم بین الاقوامی قانون یا عالمی مالیاتی تعلقات میں اس ذمہ داری کا تعین نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور فرانس کے ملکی قانون کے مطابق اگر کوئی بینکر کسی غیر قانونی سرگرمی کو فنڈ کرتا ہے یا مصیبت میں گھرے کسی ایسے ادارے کو فنڈ کرتا ہے جو بعد میں قرض ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے تو ایسی صورت حال میں اس بینکر کو سزا دی جاسکتی ہے۔ ان قوانین کا مقصد طاقت کے توازن کو ٹھیک کرنا اور خاص طور پر مالیاتی مارکیٹ کو تحفظ دینے کیلئے ضروری ہے۔ کیونکہ ایک برے طریقے سے دیا گیا قرضہ پورے مالیاتی نظام پر خطرناک اثرات مرتب کرتا ہے۔ ایسی خامیاں گو عالمی بزنس قانون میں موجود نہیں مگر آڈٹ کے سیاق سباق میں یہ خامیاں اُجاگر کرنے سے آڈٹ کا عمل مضبوط ہوتا ہے اور قرضے دینے والے اداروں کی ذمہ داریوں کا تعین ہوتا اور ایک ایسی دستاویزات تیار کی جاسکتی جسے عدالت میں پیش کرنے کے بعد قرضے کی منسوخی کے دعویٰ کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔

کیس سٹڈی

ICSID کی جانبداری اور کیمرون بمقابلہ جرمن کمپنی کیس

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ھے کہ انٹرنیشنل کمیٹی برائے سرمایہ کارانہ تصفیہ جات (ICSID) وہ عالمی ادارہ ھے جیسے ورلڈ بینک نے بنایا اور اس ادارے کے بورڈ آف ڈائیریکٹرز کا چیئرمین دراصل ورلڈ بینک کا صدر ہوتا ھے. اس طرح ورلڈ بینک خود ھی مدعی اور خود ھی جج بن جاتا ھے. ھم سمجھتے ھیں کہ چونکہ عالمی بینک کریڈٹ دینے والا ادارہ ھے اور اُس کے اندر واضح طور پر معروضیت او ر غیر جانبداری کی کمی ھے. لھٰذا ھم سمجھتے ھیں کہ آئی، ایم، ایف کی طرح یہ ادارہ بھی ناجائز ھے. یہ دیکھا گیا ھے ICSID میں شفاعیت کی کمی کے ساتھ ساتھ اُس کے فیصلے اکثر جانبدارانہ ھوتے ھیں اورملٹی نیشنل کمپنیوں کے حق میں ھوتے ھیں (مثال کے طور پر میٹل کلیڈ کمپنی بمقابلہ حکومت میکسیکو اور ویسٹ مینجمٹ کمپنی بمقابلہ حکومت میکسیکو مقدمات میں ICSID کے فیصلے واضح طور پر کمپنیوں کے حق میں تھے) اس کے علاوہ ICSID کے اصولوں میں انسانی حقوق اور ماحولیات کے حقوق شامل نھیں. لھٰذا تصفیہ کروانے والا یہ ادارہ انصاف کے اصولوں کی پاسداری کرنے والا ادارہ نھیں.

تاھم ICSID کا مندرجہ ذیل فیصلہ نھایت دلچسپ ھے. خاص کر اُن دلائل کی وجہ سے جو عدالت کے سامنے پیش کئے گئے. تفصیلات کے مطابق 1971 ء میں ایک بڑی جرمن کمپنی نے بھر پور تحقیق کے بعد حکومت کیمرون کو ملک میں کھاد کی ایک فیکٹری لگانے کی تجویز پیش کی. کمپنی نے فیکٹری کیلئے فنڈز مھیا کیے اور اس کے عوض ایک خاص مدت تک فیکٹری کا بزنس خود چلانے کا معاھدہ کیا. حکومت کیمرون نے اس قرضے کی ریاستی گارنٹی فراھم کی. لیکن فیکٹری میں استعمال کیا گیا میٹربل ناقص ھونے کی وجہ سے کیمرون کے مقامی موسم کا مقابلہ نہ کر سکا. فیکٹری چالو ھونے کے بعد صرف چند فیصد پیداوار دیے سکی اور آخر کار کئی سالوں کی بے کار محنت کے بعد بند ھو گئی. یہ ترقیاتی منصوبہ مکمل ناکام ثابت ھوا. لیکن کمپنی نے حکومت کمیرون سے کھا کہ وہ قرضہ واپس کرے. معاملے کی صورت حال کے پیش نظر مقامی ثالثوں سے کیا گیا کہ وہ حکومت کمیرون کی ذمہ داری کا تعین کریں. ثالثوں نے کرپشن، فراڈ اور بری نیت جیسے نقاط کو اپنی سماعت میں شامل کرنے کی بجائے فیصلے کی بنیاد کمرشل اور سول قانون کے عام مگر کلاسیکل اصولوں پر رکھی. ان اصولوں کو بنیاد بناتے ھوئے ثالث اس نتیجے پر پھنچے کہ حکومت کیمرون اس قرضے کی ادائیگی کی ذمہ دار نھیں. اس فیصلے کے نتیجے میں کیمرون کے بیرونی قرضوں کا کچھ حصہ ختم ھو گیا . ثالث نے اپنے فیصلے میں یہ بھی لکھا کہ کمپنی نے معاھدے میں لکھا تھا کہ وہ فیکٹری چالو حالت میں کیمرون کے حوالے کرے گی. مگر ایسا نہ ھو. دوسری بات کمپنی نے حکومت کیمرون سے اھم معلومات کا تبادلہ کرنے کی بجائے انھیں چھپایا. لھٰذا کمپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں ناکام ھوئی. بدقسمتی سے 1985 میں ایک عارضی کمیٹی نے ثالث کے اس فیصلے کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دے دیا کہ یہ ICSID کنونشن کے آرٹیکل 52 کے معیار پر پورا نھیں اترتا. لھٰذا اس کیس کو نئے سرے سے دیکھنے کی ضرورت ھے.

ارجنٹائن کے جج اولموس کا فیصلہ

ارجنٹائن کے جج اولموس نے ملٹری آمریت کے دور میں لیے گئے قرضوں کے آڈٹ کے نتیجے میں جو عدالتی ایکشن لیا وہ واضح طور پر قرض دینے والے اداروں (آئی ایم ایف اور آئی، ڈی، بی) کا ارجنٹائن کے قرضوں کی بگڑتی ہوئی صورتحال میں برابر کی ذمہ داری کی طرف اشارہ کرتا ھے. جج کے مطابق اصل محرک ان اداروں کی طرف سے تیل کی دولت (Petro)ڈالرز کو قبضے میں لانا تھا. یہ فیصلہ مقروض ملک پر ذمہ داری عائد کرنے کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ کریڈیٹرز اور مغربی بینکوں پر بھی برابر کی ذمہ داری عائد کرتا ھے جو ارجنٹائن کے قرضوں میں اضافے کا سبب بنے.

2۔ ناعاقبت اندیش رسک

قرضہ دینے والے ادارے اپنے معاشی ایجنٹوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ اونچے رسک والے شیئرز میں سرمایہ کاری کریں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے ممکنہ نقصان کی انشورنش کروا رکھی ہوتی ہے۔ لہٰذا خطرے کی بات نہیں ہوتی۔ قرض دینے والے ادارے جانتے ہیں کہ اُن کا سرمایہ محفوظ ہے۔ کچھ بھی ہو جائے اُن کا پیسہ انہیں واپس مل جائے گا۔ لہٰذا اُن کی دلچسپی صرف پیسہ کمانے اور اسے بڑھانے میں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تجویز کردہ منصوبے کے معیار اور سنجیدگی سے لاپرواہ رہتے ہیں۔ جہاں تک بیرونی سرکاری قرضوں کا تعلق ہے تو کریڈٹ دینے والے اداروں کو کوئی فکر نہیں ہوتی۔ وہ جانتے ہیں کہ کسی بھی بحران کی صورت میں ورلڈ بینک اور آئی، ایم، ایف موجود ہیں جو اُن کے پیسے ڈوبنے نہیں دیں گے۔ کریڈٹ دینے والوں اداروں کی طرف سے ایسا ناعاقبت اندیش رسک دراصل قانون کی ہتک آمیزی ہے جسکی خود آئی، ایم، ایف نے مذمت کی ہے اور معاشی ڈسلپن قائم کرنے پر زور دیا ہے۔

چونکہ خطرناک حالات کو جانتے ہوئے بھی سرمایہ کاری کرنا کریڈٹ دینے والے ادارے کا ہائی رسک ہوتا۔ چنانچہ یہ اُس کی ذمہ داری بنتی ہیں نہ کہ قرض لینے والے ملک کی۔ لہٰذا ایسا قرض ناجائز تصور ہوتا ہے۔ قرض دینے والے اداروں کو چاہیے کہ وہ کسی ملک کے معاشی حالات کی سینگنی کا جائزہ لینے کے بعد سرمایہ کاری کریں اور ذہن میں رکھیں کہ ہوسکتا ہے کہ متعلقہ ملک قرض واپس کرنے کی پوزیشن میں ہی نہ رہے۔ ایک معاشی ڈسپلن قائم کرنے سے سرمایہ کار غیر مستحکم منصوبوں میں سرمایہ کاری کرنے سے گریز کریں گے۔

C۔ قرض لینے والے ملک کی ذمہ داری کا تجزیہ کرنا

یہ صحیح ہے کہ قرض دینے والے ادارے بعض اوقات قرض لینے والے ملک کے اعتماد کی ہتک کرتے ہیں مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے بعض اوقات قرض لینے والے ممالک بھی اپنی ذمہ داری پوری طرح اور صحیح طرح ادا نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ قرض لینے والے ملک کی ذمہ داری اور معیار کا تجزیہ بھی کیا جائے۔

اس حوالے سے سب سے پہلے اُن سرکاری افسران کی نشاندہی کرنا ضروری ہے جنھوں نے قرضے کے معاہدے پر گفتگو کی اور دستخط کیئے قرضے کا معاہدہ کرنے کی غرض سے سرکاری اہلکار بعض اوقات خیالی قرضوں کی موجودگی کا دعویٰ کرتے ہیں یا پھر پہلے سے لیے گئے ایسے قرضوں کو ادا کرنے کا بہانہ کرتے ہیں جو دراصل ادا ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس طرح کے فراڈ کو پکڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ فراڈ کے ساتھ ساتھ یہ افسران بعض اوقات کرپشن میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ یعنی قرضے پر مذاکرات کے دوران رشوت یا کمیشن حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جعلی دستاویزات اور سرکاری فنڈز میں خرد برد کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جس مقصد اور منصوبے کیلئے حکومت قرضہ حاصل کرتی ہے۔ یہ افسران اُس منصوبے کی بجائے پیسہ کسی اور طرف خرچ کر دیتے ہیں۔

ایسا بھی ہوتا کہ شمال کے ممالک کی حکومتیں اپنی ریاست کے خلاف غداری کی مرتکب ہوتی ہیں اور بیرونی طاقتوں کے مفادات کی محافظ بن جاتی ہیں۔ عام طور پر تمام جرائم مقامی قوانین کے مطابق قابل تعریز ہیں اور ذمہ دار افراد ملک کو پہنچائے گئے نقصان کی تلافی کی ذمہ دار ہیں۔

تجزیہ کا دوسرا پہلو حالات کے اُس سباق وسباق سے متعلق ہے جس کے اندر قرضے کا کوئی معاہدہ کیا گیا یا قرضے کی ری شیڈولنگ کا کوئی معاہدہ کیا گیا۔ اگر قرضہ حاصل کرنے کی درخواست ایسے حالات میں دی گئی ہو جس سے پتہ چلتا ہو کہ آزادنہ رضامندی کی کمی ہے تو ہم اِس طرح سے حاصل کئے گئے قرضے کو ناجائز تصور کرتے ہوئے اُسکی منسوخی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہوتی کہ کیا حکومت نے جس منصوبے کیلئے قرض حاصل کرنے کی درخواست دی ہے وہ عوامی امنگوں اور ضروریات کے مطابق ہے اور کیا جمہوری حکومت کا دعویٰ کرنے کے بعد غیر جمہوری رویئے استعمال کرتے ہوئے تو قرضے حاصل نہیں کیے گئے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات سے قرض حاصل کرنے والی حکومت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے معیارات کا تجزیہ کر کے کسی نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے۔

D۔ کیا کسی قرضے کے معاہدے کا ملکی قانون کی روشنی میں تجزیہ کرنا بہتر نظریہ ہے؟

امریکی اور یورپین مقامی قوانین میں ایسی شقیں موجود ہیں جو کسی حد تک قرض لینے والے کو تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ جس میں کریڈٹ حاصل کرنے کی حد، تنخواہ کی حد اور پہلے سے موجود قرضے کے حجم کی حد وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن ایسی شقیں عالمی قانون میں موجود نہیں۔ لہٰذا ایک طرف ملکی قوانین میں یہ شقیں بڑی نفاست سے فریم کر دی گئیں ہیں مگر دوسری طرف عالمی قانون کے اندر ایسی شقوں کو مبہم کر دیا گیا۔

تاہم عالمی قانون اُن جنرل اصول پر مشتمل ہے۔ جنھیں مہذب قومیں تسلیم کرتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے اندر مغربی ممالک کے سول قوانین کے وہ معیارات بھی شامل ہیں جن کا سکوپ بین الاقوامی ہے۔ لہٰذا انسانی حقوق پر کام کرنے والے وکلاء عالمی لیگل آرڈر کو آگے بڑھانے کیلئے ان معیارات کی تشریح کرتے ہوئے ایک اچھے امکان کو حقیقت میں بدل سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر فرانس کے سول قانون کے مطابق ایسا معاہدہ جس میں کوئی مقصد بھی نہ رکھا گیا ہو یا ناجائز مقصد رکھا گیا ہو، کالعدم ہوتا ہے اور اسکی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔ اگر ثابت ہو بھی جائے کہ لیا گیا قرضہ خرد برد ہو گیا ہے تو اس سے یہ مراد لی جائے گی کہ یہ معاہدہ بلا مقصد تھا (اور معاہدے کے اندر مقصد کو رکھنا کریڈٹ دینے والی کی ذمہ داری ہے) لہٰذا مقروض اس قرض کی ادا کرنے کا پابند نہیں۔

فرانس کا سول قانون اُن تمام معاہدات کی بھی مذمت کرتا ہے جو یہ ثابت کرتے ہوں کہ معاہدہ کرتے وقت قرض حاصل کرنے والی پارٹی کی رضامندی میں کمی تھی۔ اس کے علاوہ ایسا معاہدہ جو فرانس کے مقامی بنکاری کے قوانین کے مطابق نہ ہو وہ بھی کالعدم ہے۔

لہٰذا آڈٹ کرتے وقت یہ ضروری ہے کہ ہم دیکھیں کہ قومی مرکزی بینک کی قانون سازی اور چارٹر کیسا ہے مالیاتی نظام کی قانون سازی کیس ہے۔ بینکوں کی خدمات، قرضوں اور ڈیپازٹ پر ریاستی گارنٹی اور ایکسچینج انشورنش، سرمایہ کی حرکت اور بیرونی ملک کمپنی سازی کے متعلق قانون کیسے ہیں؟

برطانوی مقامی قانون بھی کسی حد تک مقروض کیلئے قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر برطانیہ کا کنزومر کریڈٹ ایکٹ 1974ء کا آرٹیکل 138 کہتا ہے کہ کسی قرضہ حاصل کرنے والے کو اُس کی معاشی حیثیت سے بڑی قسطیں ادا کرنے کا پابند کرنا سراسر زیادتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا معاہدہ جو عام مروجہ جائز اصولوں کے خلاف ہو وہ بھی سراسر زیادتی ہے۔ اس ایکٹ کی روشنی میں برطانوی عدالتوں کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ ایسے معاہدوں کو منسوخ کر دیں یا اُس میں رکھی گئی ناجائز شرائط کو تبدیل کر دیں۔ عدالت یہ تسلی بھی کر سکتی ہے کہ قرضے کے معاہدے کیلئے مذاکرات کرتے وقت دونوں پارٹیاں (قرضے دینے اور لینے والا) مساوی سطح پر کھڑی تھیں۔ اس آرٹیکل سے ہم اخذ کر سکتے ہیں دراصل ناجائز قرضے کا ذمہ دار قرضے دینے والا ہے۔ تاکہ قرضے لینے والا

اس حوالے سے ایک اور مثال امریکی قانون کے باب نمبر 9 کی بھی ہے جو دراصل بعض سرکاری اداروں کے دیوالیہ پن سے متعلق ہے اور اس میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو ترقی پذیر ممالک کے قرضوں کی منسوخی کو جائز ثابت کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آڈٹ پر کام کرنیوالے وکلاء اور کارکن کس طریقے سے اس امریکی قانون کو عالمی حقیقت میں بدلنے کے تکنیکی رستے ڈھونڈتے ہیں۔

باب نمبر 9 کہتا ہے کہ میونسپل کارپوریشن دیوالیہ ہونے کی صورت میں قرضے دینے والے اداروں کے خلاف تحفظ کا قانونی حق رکھتی ہیں۔ اس کا صاف اور سیدھا مطلب ہے کہ مخصوص حالات میں قرضوں کی ادائیگی خود بخود رُک جاتی ہے۔ یہ قانون میونسپل کارپوریشن کو اجازت دیتا ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے علاقے کے شہریوں کی بھلائی، تحفظ، صحت اور دیگر سماجی خدمات جاری رکھتے ہوئے اُن کے معیار زندگی کو قائم رکھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قانون مقروض کو تحفظ فراہم کرنے کے اصول اور اُس کے حق حاکمیت کی عزت کرتا ہے۔ یہ قانون ایک غیر جانبدار ثالت کی دخل اندازی کو بھی جائز سمجھتا ہے جس کا کام مسئلے کا بہتریں حل تلاش کرنا ہے۔

پروفیسر کونیپرٹ ریفر اور اُن سے کچھ ساتھیوں نے اس امریکی قانون میں دلچسپی لیتے ہوئے کچھ سالوں تک اس امکان پر کام کرتے رہے کہ کس طرح اس امریکی قانون کو عالمی قانون میں تبدیلی کیا جا سکتا ہے تاکہ قرضوں کے بحران کا حل تلاش کیا جا سکے۔ انہوں نے اس قانون کے سیاق وسباق میں ایک شفاف عالمی ثالثی کونسل کے قیام کے امکان کے نظریے کو جنم دیا۔

E۔ فوجداری انصاف سے رجوع کیلئے حالات وتناظر

چونکہ فوجداری انصاف سے متعلقہ اتھارٹیز کے پاس تحقیقات کرنے کے تیز ترین طریقے موجود ہوتے ہیں جنہیں استعمال میں لاتے ہوئے کسی ریاست کی طرف سے قرضے کی رقم کے استعمال کا جائزہ لیتے ہوئے مثبت نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے۔ تاہم، ان اتھارٹیز کو کیس ریفر کرنا ضروری ہوتا ہے۔

لیکن اس وقت کوئی ایسا بڑا ادارہ موجود نہیں جو قرضوں کے متعلق جرائم میں تحقیقات کا وسیع دائرہ سماعت رکھتا ہو۔ اور سزائیں دینے کا اختیار رکھتا ہو۔ لہٰذا ان حالات میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ایسا کوئی کیس صرف ملک کے اندر موجود قانونی اتھارٹی کے پاس لے جایا جائے۔ یہ قانونی اتھارٹی اپنے ملکی قوانین اور عالمی معاہدات (جو اس ملک نے دوسرے ممالک سے کر رکھے ہوتے ہیں) کے اندر رہتے ہوئے ہی مداخلت کرنے کی مجاز ہوتی ہے۔ چونکہ ہر ملک کا قانون الگ الگ ہوتا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ ہم اُن عام اصولوں پر توجہ دیں جو بیشتر قوانین کی بنیاد ہوتے ہیں۔

1۔ حالات وتناظر

ہمیں علم ہونا چاہیے کہ فوجداری قانون صرف اُس وقت حرکت میں آئے گا جب اُسے شک ہو جائے کہ لیے گئے ریاستی قرضے میں کوئی جرم کیا گیا ہے۔ اور شک قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ کچھ حقائق موجود ہوں اور دوسری بات کہ فوجداری ایکشن لینے والی اتھارٹی جرائم کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی کرنے کی مجاز ہو۔

بین الاقوامی معاملات میں صاحب اختیار (Competent) ہونے کا دارمدار یا تو اُس ملک پر ہوتا ہے جہاں جرم وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یا جرم کرنے والے کی قومیت اور یا پھر جس کے خلاف جرم ہوا ہے اسکی قومیت پر ہوتا ہے۔ ہر ملک کے قومی قانون کے ضوابط اس حوالے سے مختلف ہوتے ہیں۔

اگر یہ شک ہو جائے کہ قرض لینے والی حکومت نے فنڈز میں فراڈ اور خرد برد کی ہے جو کہ اُس ریاست کے قانون کے مطابق جرم ہے تو اُس ریاست کی لیگل اتھارٹی کو فوجداری ایکشن لینے کا اختیار حاصل ہوتے ہیں۔

اگر خرد برد کیے گئے فنڈز کسی دوسرے ملک میں جمع کرا دیئے گئے ہوں جہاں منی لانڈرگ کو جرم تصور کیا جاتا ہو تو اس ملک کی لیگل اتھارٹی کو بھی فوجداری تحقیقات کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ امریکہ اور یورپ کے اہم مالیاتی مراکز میں لیگل اتھارٹیز کو یہ اختیار حاصل ہے۔

2۔ اقدامات

فوجداری تحقیقات کرنے والی بااختیار اتھارٹی کے پاس عام طور پر تحقیق کیلئے بڑے موثر ذرائع موجود ہوتے ہیں۔ یہ اتھارٹی کسی شخص کو اس کے سامنے پیش ہونے، معلومات فراہم کرنے، جرح کرنے اور حتیٰ کہ پولیس کو استعمال کرنے کا اختیار بھی رکھتی ہے۔ یہ تلاشی لے سکتی ہے اور اُن دستاویزات کو قبضے میں لے سکتی ہے جو ثبوت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ مالیاتی مسئلوں میں بینکوں کو ضروری معلومات فراہم کرنے کا حکم دے سکتی ہے اور بعض اوقات اُن اُکاؤنٹس کو منجمد کرنے کا حکم بھی دے سکتی ہے جو مشکوک ہوتے ہیں۔

یہاں یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ ایسے ممالک جہاں بینک سکریسی (Secrecy) کا قانون موجود ہو۔ وہاں بھی لیگل اتھارٹی چاہے تو بینک کو راز بتانے پر مجبور کر سکتی ہے۔

3۔ عالمی تعاون

اگر کوئی جج یا قرضوں میں جرائم کی تحقیقات کرنے وال پراسیکیوٹر یہ محسوس کرے کہ اُس کو درکار کوئی ضروری ثبوت یا شہادت کسی دوسرے ملک کے پاس ہے تو متعلقہ ملک سے اس سلسلے میں مدد مانگ سکتا ہے۔ ایسی مدد متعلقہ ملک کی بااختیار اتھارٹی کو تحریری درخواست کے ذریعے مانگی جاسکتی ہے۔ اس درخواست میں اُن حقائق کا ذکر کرنا چاہیے جس کی بنیاد پر فوجداری ایکشن کی کارروائی کی جارہی۔ اور اُن شہادتوں کا بیان ہونا چاہیے جو کارروائی کیلئے ضروری ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ کوئی عام درخواست یا Fishing Expedition کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جس ملک کو درخواست دی گئی ہو وہ اس کا کیا جواب دیتا ہے۔ درخواست قبول کرتا ہے یا شہادتیں اور ثبوت حوالے کرنے سے انکار کرتا ہے تو اس کا دارومدار عام طور پر بین الاقوامی معاہدوں کے اطلاق اور اُس ملک کے قومی قانون کے تقاضوں پر ہوتا ہے۔

عالمی تعاون کیلئے دی گئی ایسی درخواست کو جب کوئی ملک رد کرتا ہے تو عام طور پر اسکی مندرجہ ذیل وجوہات بیان کرتا ہے۔

1۔ درخواست میں بیان کئے گئے حقائق اُس ملک کے قانون کے مطابق جرم ثابت نہیں کرتے
2۔ درخواست دینے والے ملک نے رعایت باہمی کی کوئی گارنٹی نہیں دی۔
3۔ درخواست دینے والے ملک نے غیر جانبدارانہ ٹرائل کی گارنٹی نہیں دی۔
4۔ جس مخصوص شہادت کے حصول کی درخواست دی گئی ہے اُس کے بارے متعلقہ ملک کی قانون سازی لاگو نہیں ہوتی۔

4۔ خرد برد کئے گئے اثاثہ جات کی بازیابی

ظاہر ہے وہ ملک جس کے قرضوں کی رقم ناجائز طریقوں سے خرد برد کی گئی ہو وہ اسے بازیاب کرنے میں پوری دلچسپی رکھتا ہے۔ اگر یہ رقم باہر کے کسی بینک میں جمع کرادی گئی ہو تو اسے بازیاب کرانا ممکن ہے۔ اس مقصد کے لئے اوپر بیان کئے گئے طریقہ کار کے مطابق متعلقہ ریاست سے باہمی مدد کی درخواست کی جائے۔ دی جانے والے درخواست میں مشکوک

اوکاؤنٹس کو عارضی طور پر منجمد کرنے کا ذکر ہو، تاکہ جب کرپشن ثابت ہو جائے تو رقم کو درخواست دینے والے ملک کے حوالے کرنے کی استدعا کی جائے۔ کچھ ریاستوں میں ایسا بھی ہے کہ وہ ریاست جس کے قرضوں کی رقم خرد برد ہوئی ہو۔ وہ سول یا فوجداری راستہ اختیار کرتے ہوئے براہ راست جا کر اپنے فنڈز واپس لاسکتی ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ کسی مقامی وکیل کی خدمات حاصل کی جائیں۔

ورلڈ بینک اپنے جرائم کی سزا سے مبرا کیوں؟

اپنی تازہ ترین کتاب ''ورلڈ بینک'' میں CADTM کے صدر ایرک توساں نے اُن مضبوط راستوں کی طرف اشارہ کیا ہے جن کے ذریعے عالمی بینک کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جاسکتا ہے۔ یاد رہے کہ ورلڈ بینک ایک ادارہ یا قانونی باڈی کی حیثیت میں کسی بھی طرح سے قانون سے بالاتر نہیں اور نہ ہی اسے جرائم سے بچ نکلنے کیلئے کوئی مخصوص قانونی تحفظ حاصل ہے۔ لہذا بعض مخصوص حالات کے تحت عالمی بینک کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے۔ اسے کسی بھی ایسے ملک کی قومی لیگل اتھارٹی کے سامنے لایا جاسکتا ہے، جہاں اسکی نمائندگی ہو اور اس نے گارنٹی ایشو کر رکھی ہو۔ ورلڈ بینک کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیے کیونکہ اس کی غیر انسانی پالیسیوں نے دنیا بھر میں کروڑوں انسانوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ مثال کے طور پر اس نے بڑے بڑے منصوبوں جیسے ڈیمز، قدرتی وسائل کی تلاش کے منصوبے اور تھرمل پاور پراجیکٹ وغیرہ کی مالیاتی امداد کر کے انسانی ترقی سے زیادہ انسانی تباہی کے کام کیے ہیں۔

عالمی بینک نے بالخصوص گاہے بگاہے دنیا کے مختلف ممالک میں ایسی آمرانہ اور مطلق العنان حکومتوں کی مدد اور تائید کی ہے جو انسانیت کے خلاف جرائم میں شامل رہے ہیں۔ ایسی بے شمار مثالیں لاطینی امریکہ، ساؤتھ ایسٹ ایشاء اور افریقہ میں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بدمعاش بینک نہ صرف آمروں کی مدد کرتا ہے بلکہ جمہوری قوتوں کو کمزور کرنے اور گرانے میں بھی شامل رہا ہے۔ جس کی مثال برازیل، پاکستان انڈونیشا اور چلی ہیں۔ جہاں عالمی بینک نے جمہوری عمل کو کمزور کیا۔

ورلڈ بینک نے سابقہ نوآبادیاتی طاقتوں کو بھی بھر پور مالیاتی مدد کی تاکہ وہ اپنی نوآبادیوں کے قدرتی وسائل کی خوب لوٹ مار کر سکیں۔ نہ صرف یہ بلکہ جب ان کالونیوں کو آزادی حاصل ہوئی تو ان سامراجی طاقتوں کی طرف سے لیے گئے قرضے ان مظلوم نوآبادیوں پر تھونپ دیئے گئے۔

اس کے علاوہ ورلڈ بینک کے خلاف ایک اہم مقدمہ بھی بنتا ہے کہ اُس نے 1980ء سے لیکر اب تک قرضوں کی سٹرکچرل ایڈجسمنٹ کی آڑ میں دنیا بھر کے کروڑوں افراد کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔

ایرک توساں کے مطابق وہ تنظیمیں اور تحریکیں جو اُن لوگوں کی نمائندگی کرتی ہیں جو ورلڈ بینک کے معاشی کے نتیجے میں بلبلا رہے ہیں وہ مختلف ایکٹرز کے ذریعے اپنے ملک کی عدالتوں کے ذریعے ورلڈ بینک کو اسکے معاشی جرائم کی سزا دینے کیلئے انصاف کے کہٹرے میں لاسکتے ہیں ضروری ہے کہ عالمی بینک کے کرتوتوں کو منظر عام پر لایا جائے اور یہ کام سماجی تحریکوں کے پریشر سے کیا جاسکتا ہے۔

★★★

CADTM-Pakistan شہریوں کی ایک مہم ہے جو پاکستان میں سیاسی، سماجی کارکنوں، وکلاء، طالب علموں اور دانشوروں کے ایک گروپ نے شروع کی ہے۔اس مہم کا مقصد عوام کو پاکستان کے بڑھتے ہوئے قرضوں کی وجوہات سے آگاہ کرنا اور قرضوں کا شکنجہ توڑنے کیلئے ترقی پسندانہ متبادلات پیش کرنا ہے۔

CADTM-Pakistan قرضوں پر کام کرنے والے انٹرنیشنل نیٹ ورک CADTM-International کا غیر رسمی حصہ ہے اور پاکستان کے اندر مختلف سماجی تحریکوں اور حقوق کی بنیاد پر کام کرنے والی تنظیموں اور نیٹ ورکس کے ساتھ ملکر کام کرتی ہے۔ یہ گروپ قرضوں کے عمل کو انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھنے اور اُن کے منفی اثرات کے خلاف آواز بلند کرنے پر یقین رکھتا ہے۔گروپ سمجھتا ہے کہ یہ آواز پارلیمنٹ کے ارکان اور سیاسی زعماء تک پہنچے تاکہ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر پاکستان کی طرف سے لئے گئے اب تک کے قرضوں کے غیر جانبدارانہ اور شفاف آڈٹ کا مطالبہ کیا جاسکے۔اور قرضوں کے معاہدات اور استعمال کے دوران ہونے والی بے قاعدگیوں کا پتہ چلانے کے بعد غیر قانونی اور معیوب قرضوں کی شناخت کی جاسکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک پیچیدہ عمل ہے اور اسے کامیاب بنانے کیلئے قومی، علاقائی اور بین الاقوامی تعاون اور یگانگت کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گروپ جہاں قومی سطح پر پاکستان کے اندر مختلف سماجی اور سیاسی تحریکوں کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے وہاں علاقائی سطح پر VAK-India کی طرف شروع کی گئی ساؤتھ ایشیاء کے قرضوں کے بارے مہم کا بھی حصہ ہے۔

آیئے! اس مہم میں شامل ہو کر ہمارا ساتھ دیں۔

cadtm.pakistan@gmail.com

CADTM PAKISTAN

VIKAS ADHYAYAN KENDRA

CADTM INTERNATIONAL